



اشعار

واضح ہو کہ ہمارے دوکان پر کل علموں اور فنون کی کتابیں ہر جگہ کی چھپی ہوئی کلکتہ
بمبئی آگرہ اباد بنارس لکھنؤ کانپور اکبر آباد دہلی میرٹھ لاہور وغیرہ کی کتابیں عربی فارسی
ناگری اردو اور قرآن شریف ہر قسم کے موجود ہیں اور سرشتہ تعلیم کی جن صاحبوں کو
جو کتب درکار ہوں قیمت پیچیدہ یا بذریعہ دیلو پے ایل منگالین محصول ڈاک ذمہ خریدار
ہے دو آنہ رجسٹری پلندہ زاہد ارسال کریں پتہ نشان اپنا صاف لکھ کر خط پیسٹ
روانہ کریں بلکہ جوابی کارڈ آنا چاہیے اور سوائے ان کتب کے اور ہر فن کی کتب مسکٹین
اور بریلی کا شرمہ منجن اور سیاہی اور کرسیاں بھی روانہ کر سکتا ہوں۔ فقط
فہرست کتب مختصر دوکان حاجی محمد حسین کتب فروش بریلی کٹرہ مانرا کے

نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب
قرآن شریف جلی قلم	شرح تہذیب نظامی	گلزار داغ	۱۱۲
مترجم مجلد کلاں	کافیہ مطبع مجتہائی	آفتاب داغ	۱۱۳
مترجم خورد و مجلد	شافیہ	دیوان عزیز بریلوی	۱۰۵
قرآن شریف مطبع و تصوفی	بیچ گنج نظامی	دیوان خواجہ وزیر	۱۰۴
حامل شریف مترجم مطبعی	نحو میر نظامی	دیوان عالم	۱۰۳
عکسی مطبوعہ لندن	قدوری مجتہائی	شعری فریاد داغ	۱۰۲
مطبوعہ اودہ اخبار	میزالضرف نظامی	شعری ترانہ ہوش	۱۰۱
بمبئی خورد	قطبی مطبوعہ مجتہائی	نعت ہی نسبت ہر دو حصہ	۱۰۰
حامل ہشت پہل تویذی	میر قطبی	جام کوثر	۹۹
شرح وقایہ عربی مولوی	مشکوٰۃ شریف	مدح مرغوب دیوان طالب	۹۸
عبدالحمید صاحب مرحوم ہر دو جلد	نور الانوار	دیوان قاسم نعیمی	۹۷

آفتاب منجن اسمین زمانہ حال کے شعراء عظام یعنی امیر سیدانی لکھنوی جلال لکھنوی داغ دہلوی ان میں حضرات ختم فیض کا کلام انتساب بقدر قافیہ درویش لکھنوی و دیگر کتب قابل درج و قیمت علیحدہ

صحت نامه بعض ضروریات کلیات هوش

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱	۱	۱۳۱۳	نقطون	۲	۳۵	نقطون	نقطون	۱۳۱۳	۱	۱	صحیح
۲	۲	۴	پتر	۱۲	۳۶	پتر	پتر	۱۲	۴	۱۴	صحیح
۳	۱۱	۳۸	زیر	۶	۳۸	زیر	زیر	۶	۱۱	۳۸	صحیح
۴	۱۲	۱۰۲	نری	۱۰	۱۰۲	نری	نری	۱۰	۱۲	۱۰۲	صحیح
۶	۱۹	۴۲	بھی	۱۳	۴۲	بھی	بھی	۱۳	۱۹	۴۲	صحیح
۷	۲	۴۶	جنگو	۲۰	۴۶	جنگو	جنگو	۲۰	۲	۴۶	صحیح
۱۰	۱۰	۱۸	خد	۱۸	۱۸	خد	خد	۱۸	۱۰	۱۸	صحیح
۱۹	۱۹	۴۹	جوش	۱۰	۴۹	جوش	جوش	۱۰	۱۹	۴۹	صحیح
۹	۷	۱۷	مین	۱۷	۱۷	مین	مین	۱۷	۷	۱۷	صحیح
۱۳	۱۳	۵۳	موسی	۲۰	۵۳	موسی	موسی	۲۰	۱۳	۵۳	صحیح
۱۲	۵	۵۶	شوخ	۳	۵۶	شوخ	شوخ	۳	۵	۵۶	صحیح
۱۳	۱	۵۷	مینان	۱۴	۵۷	مینان	مینان	۱۴	۱	۵۷	صحیح
۱۵	۱۳	۶۱	بجلی	۴	۶۱	بجلی	بجلی	۴	۱۳	۶۱	صحیح
۲۱	۱۴	۶۵	بیر	۱۷	۶۵	بیر	بیر	۱۷	۱۴	۶۵	صحیح
۳۰	۳۰	۶۸	لیتی	۶	۶۸	لیتی	لیتی	۶	۳۰	۶۸	صحیح
۲۳	۶	۷۰	زهر	۸	۷۰	زهر	زهر	۸	۶	۷۰	صحیح
۲۴	۱۱	۷۲	کل	۱۶	۷۲	کل	کل	۱۶	۱۱	۷۲	صحیح
۱۳	۱۳	۷۸	تو	۱۸	۷۸	تو	تو	۱۸	۱۳	۷۸	صحیح
۲۱	۲۱	۸۲	تپیر	۲	۸۲	تپیر	تپیر	۲	۲۱	۸۲	صحیح
۲۵	۱۴	۸۵	کچھ	۱۴	۸۵	کچھ	کچھ	۱۴	۱۴	۸۵	صحیح
۲۸	۳	۸۷	تپین	۴	۸۷	تپین	تپین	۴	۳	۸۷	صحیح
۳۱	۱۸	۸۱	پر	۹	۸۱	پر	پر	۹	۱۸	۸۱	صحیح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۰	۵	تاب	تاب	۱۴۲	۱۲	بکریگا	بکریگا	۱۹۴	۱	تیری	تیری
۱۳۱	۱۳	پہلی	پہلی	۱۴۵	۱۱	بہی	بہی	۱۹۶	۱۲	کتی بن	کتی بن
۱۳۲	۱۵	پہرادیہ	پہرادیہ	۱۴۶	۱۴	گردون	گردون	۱۹۶	۱۸	یہ	نہ
۱۳۳	۲۴	اور	بعد	۱۴۸	۷	دورنگی	دورنگی	۱۹۷	۵	پردہ	پرزہ
۱۳۴	۱۲	ستور	سنور	۱۵۰	۷	ذوالفقار	ذوالفقار	۱۹۸	۱۷	نمون	بنون
۱۳۵	۱۹	کرم	مستم	۱۶۰	۱۶	مری	مہری	۲۱	۲۱	ہوئی	مجھی
۱۳۶	۱۳	پہنچی	پہنچی	۱۶۲	۱۵	پہر	پہر	۲۰۰	۱۰	آیا	آسا
۱۳۷	۱۷	بہی	بہی	۱۶۳	۱۹	پہنچی	پہنچی	۱۱	۱۱	پا	با
۱۳۸	۳	رکھون	گسون	۱۶۳	۱۷	نہیہ	نہیہ	۲۰۵	۱۵	۰	۵
۱۳۹	۱۲	دور	وزرا	۱۶۴	۲	جس	جیسے	۱۸	۱۸	۰	۶
۱۴۰	۱۹	اوتر	ادھر	۱۶۵	۱۸	بجلی	بجلی	۲۰۶	۱۵	۹۷	۷۹
۱۴۱	۱۱	کین	مین	۱۶۶	۱۲	ڈر	ڈر	۲۰۷	۲۰	اسیر	امیر
۱۴۲	۳	لین	لین	۱۶۹	۹	بخشا	بخشا	۲۰۸	۲۴	نقی	نقی
۱۴۳	۱۷	چھڑا	چھڑا	۱۸۳	۲۱	سایہ	سایہ	۲۱۱	۲۱	انمازی	انمازی
۱۴۴	۱۶	بہی	سی	۱۸۴	۱۹	خارلم	خارلم	۲۱۲	۳	پس	بس
۱۴۵	۱۷	جام	جام	۱۸۷	۲۱	بنوایا	بنوایا	۲۱۳	۱۷	بنار	بیان
۱۴۶	۲	کیا	کیا	۱۸۹	۱۲	کلعدار	کلعدار	۲۱۵	۱۷	۰	کی
۱۴۷	۱۹	جی	جس	۱۹۰	۹	یار	یار	۲۱۷	۵	۰	ساحب
۱۴۸	۲۰	کیونکر	کیون	۱۹۱	۱۵	کا	کی	۲۱۹	۸	مہر	مہر
۱۴۹	۱۰	پٹا	پٹتا	۱۹۱	۱۶	تہی	بہی	۲۲۵	۹	۰	نی
۱۵۰	۱۳	مین	مین	۱۹۱	۱۰	غشی	غشی	۲۲۵	۱۸	غواص	غواص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

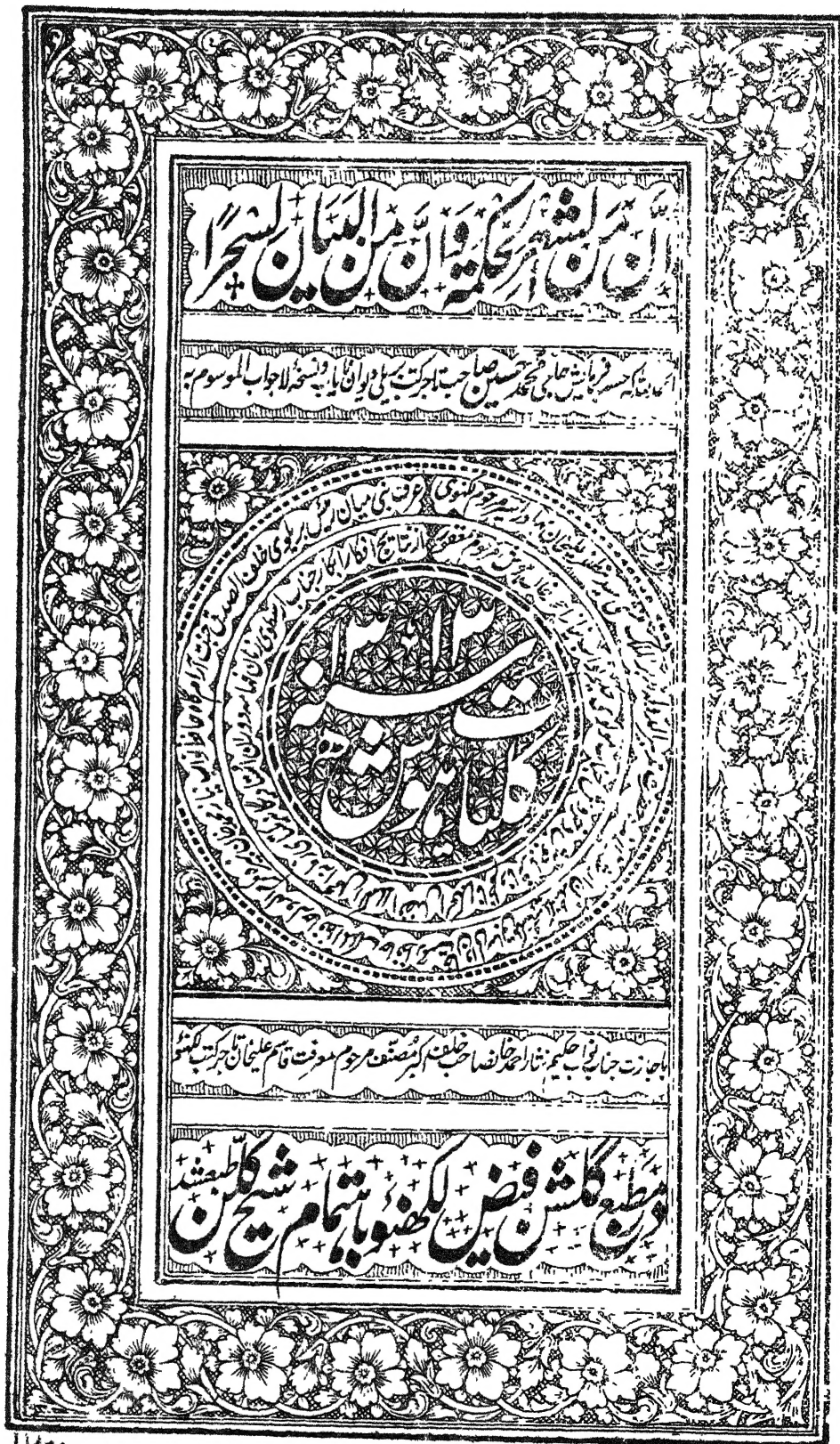
حال پر ہلال واقع ہوش بہ باشاعر نازک خیال شیرین مقال حضرت استاد سی یادگار جامی سعدی
ناظم باجوش و فروشن جناب لوی حکیم نوابان احمد خان ہوش عرفت میاں حسین علی مرحوم مغفوا امار اللہ مرقدہ

ہاں اہل ہوش آئے اور ہوش کیجئے جبرت کا یہ فسانہ ذرا گوشتش کیجئے

کارخانہ دنیا سے بے ثبات ہمیشہ سے ناپائدار ہے۔ اس میں ہر ذی روح مجبور و ناجاہل ہو گیا ہے۔ معاصی و معاہد مالک
فوج و سپاہ۔ حاکم عادل۔ عالم عامل شاعر کامل۔ اس جہان بے سامان میں آئے۔ اور اس ظالم جفاکار خدا کے
تر خاک ٹلائے اگرچہ ایسے کڑوا ہاں فسانے سے پڑنے مغلوط ہو گیا ہیں۔ اکثر طبیعتوں پر اُن کے سیکھنے و ہوش
خروش پیدا ہیں۔ لیکن بوجہ مدت مدید اور عرصہ بعید کے تغیر ہوتے جاتے ہیں۔ اور نئے نئے حادثے پیرائے فسانہ کو
لوح و لیسے دہوتے جاتے ہیں چنانچہ ایک نیا واقعہ جاگداز ہوش باجناب ہوش بریلوی مرحوم مغفور کا ایسا
عبرت نرا اور حیرت افزا ہوا کہ جسکے نہ سننے کی طاقت نہ کہنے کی قدرت یعنی جناب اب حکیم مولوی نیاز احمد خان
ہوش عرفت بنے میان مرحوم خلف السعد جناب اب فاضل نیاز محمد خان بن فاضل محمد خان بن فاضل محمد خان بن فاضل
جناب جنت نشان غلام کلان کریم الدولہ حافظ الملک فاضل احمد خان بہادر نصیر جنگ الی سب ان ملک روہیلکھنڈ۔
پچیس سال تک دفن بخش بزم ہستی رہ کر پانچ ذی الحجہ ۱۳۹۷ء مطابق تین جون ۱۹۷۷ء کو یوم پنجشنبہ کو وقت ایک بجے
شب کے اس جہان ثبات پر چھوڑ چکے و چھوڑ گئے کائنات کو جو پڑ عالم جاودانی فرحت انبساط کی نشانی کو تشریف لے گئے و ان غفار

محبوں و عزیزوں کو کیا بلکہ تمام عالم کو دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ناظم

عالم و عامل و علام و عزیز و عاقل	فائق و فائز و فیاض و فہیم و فاضل	کاظم و کافی و کرار و کریم و کامل و کمال
قاری و قاضی و قسام و قسیم و قابل	حامد و جذب حق و حامی و حاج و تھوہ	سو و سردار و سرد و سرد و سرتاج و سحر و
علم میں علم میں ہمیشہ تھوہ و طاق تھوہ	فضل و جود میں استاد تھوہ مشاق تھوہ	شہر میں رہتے تھے شہرہ آفاق تھوہ
بہر مضمون کرم موجود و خلاق تھوہ	سچ تو یہ ہو کہ انیس جہان تہ شاہی	تھا شہرہ مہر و کرم ماہ سے تا ماہی ہوتا
فن شاعری میں طاق۔ علم حکمت میں شہرہ آفاق۔ علم ہیئت اور ہندسہ میں مشہور ہر ذی شعور و انکی دہانت و طباعی کا	قابل ہر اہل کمال ان کے کمال بے زوال پر مائل۔ غرض کہ کوئی فن ایسا نہ تھا جس میں جناب کو دست قدرت تھی۔	کوئی علم ایسا نہ تھا جس میں تمام و کمال اقیقت نہ تھی۔ بہت شاکر اُن کے صاحبِ یوان ہیں۔ غنی کی روح ہلالی
کی جان ہیں۔ فن شاعری کو بیان تک و فن بخشی کو یوں نے فردوسی اور خاقانی کو دل سے بہلایا جامی	و نظامی کا نام صفحہ ہستی سے مٹا یا ابتداء میں فارسی کی تحصیل خلیفہ امیر الدین آزاد بریلوی سے کی محقول و	



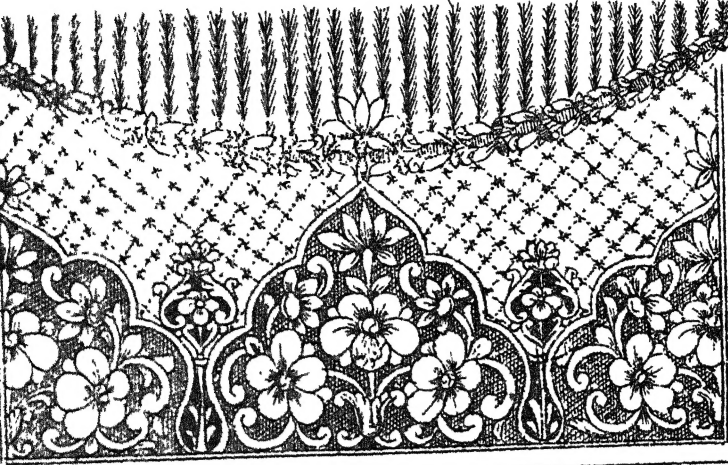
الكتاب في بيان النسخ

في بيان النسخ

مكتبة

في بيان النسخ

في بيان النسخ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

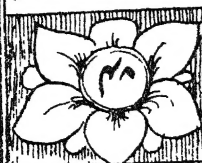
جلوہ حمیرا پا نور مسمیہ پر سرمہ طور

وسعت سخن کی ہر لب خاموش نقش پا
 شل ہو گیا ہر مثل تن و دوش نقش پا
 مردم سمجھتے ہیں جسے آغوش نقش پا
 گویا زبان ہر لب خاموش نقش پا
 یا ہے بھر اغبار سے آغوش نقش پا
 پستی و تیرگی سے ہیں ہمدوش نقش پا
 بیٹھا سا کہ صفت گوش نقش پا
 اہل نظر کے حلقے ہیں آغوش نقش پا
 گو اس ہو امین ہو گئے ہمدوش نقش پا
 دامن نقاب کا نہیں دوش نقش پا
 وار کہیں آنکھیں صورت آغوش نقش پا

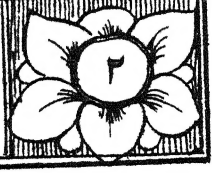
مربہ ہر طبع روان دوش نقش پا
 ذہن سا کا اوٹھ نہیں سکتا ذرا قدم
 اتنا ہی پست دائرہ فکر نکلتے سنج
 اب جز سکوت بن نہیں پرتی ہر کوئی بات
 کرو ملال بڑھی ہے زانو سے فکر پر
 چشم خیال و دیدہ بینا سے ہوشمند
 عاجز اگر بیان شامین ہر خاکسار
 ہیں بار عجز دوش پر اپنے اوٹھائے سب
 طر حامدون سے دشت ستائش نہوسکا
 عجز نیاز طول ہوس سے نہ جھک سکا
 کنہ احد نہ عارفون کے ہاتھ آئیگی

مین خاکسار حمد میں کہوں زبان کیا
اوفتادگی پسند تعلق نہیں پسند
کیا ہاتھ آئیں گوہر مضمون آبدار
اور اک کہہ حق کو پوچھتا نہیں دماغ
طو کر سکے یہ جادہ حمد خدا کو کیا
ہاں اوسکی چشم ہر سے ذرہ گہر بنے
چاہے وہ جسکو نطق و سماعت عطا کرے
اوسکی اگر مدد ہو تو قوت وہ ہاتھ آئے
غیضان مکرمت ہو تو حاتم کی کیا بساط
مکر نہ ہو اسے لطف ہو تو خلد کی روش
شامل ہو اسکا فضل تو کچھ دور یہ نہیں
یہ عدل ہی جو اسکو کیا زیر پائمان
قادر ہو لازوال ہے عاجز نواز ہے
جامع ہے وہ جمیع صفات و کمال کا
جو خاک ہیں او نہیں خلش خار راہ کیا
ہو کار عقل خاک نشینی جہان میں
خوردن میں نہ کہتے ہیں رخ قدرت خدا
امیدوار رحمت حق خاکسار ہیں
عصیان کا ہی و نور تو کثرت ہی عفو کی

گویا ہوں صورت لبخاموش نقش پا
گویا ثبات و صنم میں نقش نقش پا
رکتا ہو خاک چشمہ پر جوش نقش پا
خالی ہو وصل اوج سے آنخوش نقش پا
کلاک وان کو پاتے ہیں ہمدوش نقش پا
خورشید اوج حسن ہو آنخوش نقش پا
پیدا ہو خاک سے دہن و گوش نقش پا
رستم سے ہو دو چپ دتن توش نقش پا
جو خواب میں بھی ہو سکے ہمدوش نقش پا
رنگ و ام پائے یہ آنخوش نقش پا
ٹوپی ہو آفتاب کی سرپوش نقش پا
توسر کیا زمین کا تہ توش نقش پا
پیدا کیا نہ بار سردوش نقش پا
فرا دسکا کر دے ہر کو آنخوش نقش پا
پانی نہیں جہان میں پا پوش نقش پا
ثابت اسی دلیل سے ہیں ہوش نقش پا
آئینہ صوفیوں کو ہی آنخوش نقش پا
دیکھو کہ وادام ہے آنخوش نقش پا
ہو جائیگے سبک صفت دوش نقش پا



ہیات ہوشیار تھے پر کچھ کیا نہ ہوش
ہستی سوار پا کے سردوش نقش پا



شعلہ شمس نعت احمد مجتنبہ مجتہد مصطفیٰ حبیب پاک سبحان مسبحی با وجہ بیان

عروج اتنا بڑا ہو فضل رب سے طبع انور کا
زمین شعر سے ہی پست رہے چرخ اخضر کا
چرخ کعبہ معنی ہیں تو بندش پوشش کعبہ
وہ میری نظم میں ہو اثر و حام کثرت معنی
شہر ملک معانی ہوں نہیں کس جا عمل سیرا
زمانہ میرے میدان قلم کا ایک کونہ ہو
کوئی مدح و ثناء میری کما تنک اوٹ کے لکھے گا
یہ پایا رہ فیض آفتاب نعت حضرت سے
تعلیٰ شاعرانہ ہو عقیدہ یہ نہیں ہرگز
میں ایسا پست مسکون ہوں مقام خاکسار میں
جو ہو تخت الشری عالم میں ہو عالم محل سیرا
دکھائی جمگویری عاجزی نے شوکت شاہی
تو واضح نے یہاں تنک ٹھکے کا ہیدہ کیا جمگو
زمین عجز پر گر کر شفاعت چاہی سرور سے
سیرت شفیق المذنبین ہو واسطے میرے
وہی ہیں حاصل کو نہیں اس میں شک نہیں ہرگز
وہی ہیں خیر آدم کے وہی باعث ہیں عالم کو
انہیں کی آمد و شد نے کیا پر نور عالم کو
محمدؐ سے ہیں و نکو او نہیں کا نام اسحر ہو
محبت میں ہو انکی مرغ بسل طائر سدرہ

کہ شک ووج مضامین پر ہی معراج پیغمبر کا
مرا چوٹی کا مضمون کنگرہ ہو عرش اکبر کا
مری ہر بیت میں انداز ہے اللہ کے گھر کا
کہ ہوتا ہو گمان دیوان پر دیوان عشر کا
کتاب نظم عالم اک ورق ہو کیسے دفتر کا
جسے کہتے ہیں خط استوا ڈورا ہو سطر کا
مدد روح القدس کی ہو قلم جبریل کے پر کا
کہ میں بھی ایک ذرہ ہوں سوال اللہ کا
میں عصیان مجتبیٰ ناچیز اک بندہ ہوں لو کا
جسے قعرہ زمین کہتے ہیں نقشہ ہو مے گھر کا
درم ماہی کا ہواک ہوا قصر قلب مضطر کا
تو تاج خاکساری زینت افزا ہو گیا سر کا
تو ٹھہرا ناخن کا و زمین سے میں برابر کا
او بیکہ ساتھ کونہ تمام کر رحمت کی چادر کا
ہلا تیغ ضلالت دیتی کیا اگر بیان چہر کا
سوا اونکے بت کو کون ہو محبوب اور کا
اونہیں کے سر ہو سہرہ کل بہات اہل محشر کا
اونہیں کے نقش بامین طور ہو ہر منور کا
اونہیں حاصل ہوا ہو اختیار اللہ کے گھر کا
محل رہے اونکا ہے مقام اللہ اکبر کا

جو عکس تیر انگشت شہادت چرخ پر پہونچا
الف نے قامت شہ کی علم لوٹن حدت حق کی
وہ ہیں اللہ کے مد نظر اس جہہ ای مردم
مثال بید قد کو دیکر جب کانپ اٹھے طوبی
سوا و خط میں طور شمع برق طور پیدا ہو
عجت خورشید محشر گر میان کرتا ہی اگر دوا
سر ہو بھی اگر لگو نہیں نصف کیسو سرور
دم آخر جو مرگان نبی کا دیہان آجا
جو دیوانہ در وندان سرور کا ہوا حوث
بدن شمشیر وحدت چشم جو بہر نان حضرت
کوئی قوت بین بازو نبی کا کیا ہو ہم بازو
او نہیں نہ یہاں سطر جسے دعوے یکتائی
زمین عطر سے بھی زمین چاکا اور ضوا
بنی ہی سے حجت میں فرد عصیان مغفرت نامہ
مثائے سے بہلا کفار کے کیونکر یہ مٹ جاتا
نظر آئے جو نقش یابے سرور کی صفا او سکو
نسیم غنچہ دل اہل ایمان کو ہو بواونکی
دشمن نبی سے لیچلا ہوں کہ میں امن
دعا ہو یہ مینے میں مجھے بلوائے شہا
ابو ذکر کی طر جسے ہو محبت جگو سرور کی
تمنا ہو کروں اس وضع عالی کا نظارہ

تو عالم نسرنا زمین ہوا لوٹن کیونکر کا
کہ ہو ظاہر نشان جیسے علم سے ہکو لشکر کا
نظر آیا نہ سایہ مثل تار جسم سرور کا
تو پیرا راست بازو ذکر کیا سرور کا
رقم کچھ وصف ہو جائے اگر دے سنور کا
وہ ذرہ بھی نہیں اس قاتب زہرور کا
سیاہی ہوا بھی کاغذ پتھر شکاف فر کا
کھلے قصدر گ عصیان کے وہ کام شکر کا
نکیون لائق ہو وہ زنجیر موج آب گوہر کا
کہوں معے کم کو کیون نہ دورا چشم جوہر کا
جگر جب موم ہو جائے قدم کئے سے پتھر کا
کوئی نکلے زمانے میں نہ جب انکے برابر کا
پسینا جس جگہ گر جائے انکے جسم اطہر کا
ستار نام جسد نے شفیق روز محشر کا
کہ ہو نام گرامی تمکنت سے نقش تیر کا
تو منہ دکھائے محفل کو نہ آئینہ مسکن کا
بہار عیش کا فر کے لیے چو کا ہو صرصر کا
کفن میں طور ہو کار حمت یزدانی جادو کا
بہر وسا نہیں ہو عالم فانی میں مہر کا
نہ خواہش جاہ دنیا کی نہ طالب کیسے زر کا
کہ جسکے رو برو ہو پست تہ پر خضر کا

بہت پہ تار با مین گردش قسمت سے ہر جانب
ملوں آنکھیں مین جا کر وضعہ النور کی کوئی
پونچ کر شوق سے خاک پینہ ڈالو غین سر پر
مرا بخت سیہ ملنے کا اس دولت کے مانع ہی
نہ کہما گو مجھے عصیان نے اس بل کہ میں ہم
مگر امید بخشش شان غفاری سی ہو چکو

میسر موطواف اب بکھو یار شاہ کے در کا
کہ ہو اس مردم دیدہ کو دعویٰ نور اختر کا
کہ تا قرطاس مہری ہو میری بخشش کے محض کا
مگر قدرت کے آگے کیا بدل جانا مقد کا
بنوں ناغہ سیہ بھی اوس مین پٹ اطر کا
مین گو بد کار ہوں پر نام لیوا ہوں پیار کا

تماشا دیکھنا اسی ہوسن تو صحن قیامت مین
کہ سر پر میرے ہو گا چتر دامن آل طہر کا

قصیدہ در نعت مسما بہ قفل اجد

کنیا پر کارکن سے دائرہ لوح زبرد کا
نکا لائے حسن مرکز نے نرالا سے جو اپنا
کوئی ناری کوئی نوری کوئی خاکی نظر آیا
وہ ناری ہیں کہ پر یان چلتا ہو چنکا اک عالم
وہ نوری ہیں کہ کہاتے ہیں بیٹے ہیں سوتیلے
وہ خاکی ہیں سوا جتنے نہیں شرف مانے مین
کوئی زاہد کوئی فاسق کوئی عارف کوئی کافر
کوئی یوسف کوئی عیسیٰ کوئی جنوں کوئی لہا
کوئی دانا کوئی نادان کوئی صادق کوئی کاذب
وہ زاہد ہیں کہ زاہد خشک جیسے تازگی باکر
وہ فاسق ہیں کہ جنکا فسق اک یو سیہ نکر
وہ عارف ہیں کہ ہر شے میں خدا کو دیکھ لیتی ہیں

ہو اجد جب جلیے مرکز پہلے نقطہ سیم احمد کا
تو نہ دیکھا اوس آئینے مین ابھل و ہود کا
کوئی گوہر کوئی ہیرا کوئی ٹکڑا از مرد کا
پونچتا ہوا دھنیں تک سلسلہ البیس تک کا
مگر سب جاہیں دل و نہین روح مجر د کا
اونہیں مین جلوہ آتا ہو نظر ہر نیک بد کا
کوئی عالم کوئی ناظم کوئی محتاج اجد کا
کوئی گسری کوئی حاتم کوئی رستم جی کا
کوئی ادنیٰ کوئی اعلیٰ مین جبر کا مد کا
نشان مثل نہال سبز جنت کی سرحد کا
ٹھٹھا تہی بلا کا سایہ ہو کیسے اسود کا
ہر اک نہ او نہین گوہر ہر درج ستر سہد کا

وہ کافر سخت دل ہیں جو احد اجمہر کی منکر ہیں
وہ عالم ہیں سمجھتے انبیاء کا جسکو وارث ہیں
کیا لفظوں کی باہریت میں قتل اپنا جو صرف اکثر
تو احد نحو کے اس نحو ٹھہرائے کہ پیش آنا
کیا اُستادنہ وجہ عقلی جسکے باعث سے
شرائے اور کرم کو بچنے تھے عالمین
معانی و بیان کی یہ بیان نے فائدہ بخشا
نقیض منطق و حکمت کا اس صورت سے پیدا ہی
عقائد نے اصول وفقہ و تفسیر قرآن نے
وہ ناظم ہیں باغی جہان کو جس نے زینت ہی
وہ جاہل ہیں کہ پڑھ سکے نہیں کس طرحی کا
دو لوسفین کہ نہ چرخ ہی جس کا سلامی ہی
جلا دیتے ہیں جو مرد و نو دم میں ہیں ہی عیسیٰ
وہ مجنون ہیں کیسے دیہان میں پتے ہیں یوں

ہر اک و نمن سے بندہ بن گیا شیطان تم کا
ہیں فضل عابد و نئے فضل حق او پیر ہی حد کا
تو ابرو کے اشارے سے ہوا واقفل ایچکا
برابر ہی زبر کا زیر کا تشدید کا مد کا
ہر اک شاگرد نے پایا القب شاگرد ارشد کا
بہلا بازار ہوتا سرد پچھ کر کیونکر مبر کا
کہ حل پایا معاوہ کہ جو دشوار تھا حد کا
کہ بتا ہی میولائے قد خصم اک خطار کا
وہ طاقت ہی و نہیں منہ جس پہ چاہا ہو حد کا
ہمارا تازہ مضمون ہی یا گلزار ہی حد کا
بتوئی شکل منہ اون کا بنا ہو قفل ایچکا
وہ جہنڈا کشور خوبی میں ہیں گٹھے مئے قد کا
شفا ہی ہاتھ میں یا معجزہ کہتے اسے ید کا
غزل پڑھتے ہیں مضمون یا کر او سمین کا

غزل

تصور جسے رہتا ہی کیسی زلف اسود کا
وہ رشک آفتاب شر ہو جو وصف ہی خدا کا
مقابل چہرہ پڑھنے کیا مہر گردون ہو
جو وہ تیغ نظر ہے تو دم میں میٹ کہ ہستی
بھلائی کے نہ لام زلف و صا د چشم کو گاہے
سوا ہوں بھینی بھینی سونگہ کر خوشبو کی گل کی

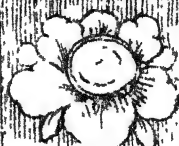
بلا کی تیرگی چھانی ہی ابتر حال ہی حد کا
قیامت کا ہی وہ مصرع کہ حسین ذکر ہو قد کا
سپیدہ صبح کا جب ہو غبار آئینہ خدا کا
نہ لے پہ نام کوئی خود کا جو شس کا چلق خدا کا
دستان زل میں ہننے پایا ورس ایچکا
زمین عطر ہو گا نام میری خاک مرقد کا

ہوئی پوچھتاؤ آمد سبز خط کے مضامین کی
بیان بھی واضح و تیر آہ پاس اپنے ہوا کر دینا
خیال شعر و بیان بزم دل کو جب کہے روشن
دہن کے صیف میں کم شاعر و کلی عقل ہوئی
پس مردن تمہیں نسو تو میری خاک کو مردم
تا شاطر نہ دکھلایا کسی بے سجابی نے
یہی جاری ہو سوسن کی زبان پر باغ میں ہر دم
بولادشت کا وحشت میں کن نہ کر کر لیتا
زمین شعر پر ہو حشر پر پا چونک اٹھے قند
جو وہ چاہے تو مل جائے نہیں تو بغیر ممکن ہی
بچائیں کیوں نہ دام فکر بہر طائر مضمون
تراخو د گنبد و ستار و اعظم خم کیصوت
زبان غیر اپنے کام میں آئے جو وہ چاہے
فقط کہنے کو دو ہیں رنہ وہ جہ میں سما یا ہی
کہا ہو غنم اقرب جب تو کیوں یروم مجاز
حقیقت تو یہ ہی وحدت ہوئی ہو مظهر کثرت
کلاہ فقر ہے یا معفرت کا تاج زمین ہی
کیوں ہر محبے پیچیدہ میں اس کلی کی خوبی ہو
کوئی راز و نیاز عاشق و معشوق کیا جائے

زمین شعر پر چمکاؤ ہو آب زمرہ کا
جواہر و ذوقناہ سے تو رکھتا ہو پھری گدا
تو پہر کیونکہ جس جہم کو نو عیش محسوس کا
یہاں مضمون پایا ایک ہی آورو آمد کا
زمین ہ جا میں ہو جیسر یقین و ریا برآمد کا
شعاع آفتاب حسن میں عالم ہوا سدا
بجائے میں چمن میں غنچے ڈھکا کسکی آمد کا
اگر سیکھا نہ تو امد طفلی سے پھری گدا
خیال آئے دم فکر سخن جواوس سہی قد کا
لکڑا کاٹ پایا کان ہمنے کوشش و کد کا
کہ صحرائے خیالی میں نہیں ڈردام کا دو کا
یقین کیا رند لائیکے ترے قول مرد کا
پس مردن صدا دے گایہ گنبد میسے مرقد کا
سراپا میرا آئینہ ہی ہر حرف مشد کا
جہ کا کر سر کو نقشہ کہینچ لین حجاب عید کا
نہو سند الیہ کوئی تو کیا ہو ذکر سند کا
بچا ہی یوریا یا سایہ ہر ضوان کی سند کا
مزا دشب میں جو محبوب کے موعے جب کا
چڑھے منصوبہ سولی پر کٹے سردم میں سرد کا

وہی اسی ہوش سودائی ہوا مشہو عالم میں

نظر آیا جسے رخ لیلی زلف مسود کا



وہ لیلیٰ ہیں کہ جو جنون بنا دیں سیکڑوں میں ہیں
 وہ کسریٰ ہیں پس مردن بھی زندہ جنگلات میں ہیں
 وہ حاتم ہیں جیسا کہ انہا نے جنگوں
 وہ سترہم ہیں کسی سے جز خدا کو جو نہیں ڈرتے
 وہ دانا ہیں کہ جز کہ احد ہر مزیا جائیں
 وہ نادان ہیں کہ قول فعل چننا نہیں مرم
 وہ صادق ہیں بولیں ہو بلکہ بھی جھوٹ جو گار
 وہ کاذب ہیں بنا کر بات جو جھوٹی کہیں اکثر
 وہ ادنیٰ ہیں نظر میں ہر کیسی جو سما جائیں
 وہ اعلیٰ ہیں جو مثل ہر تابان لوح رکھتی ہوں
 عروج ظاہری میں قیصر و فقیر و جہم ٹھہرے
 علو باطنی کا تاج سر میں انبیا سارے
 اونہیں میں خطر و عیسے آدم و خا کو گنتی میں
 جب ان اکون سے روشن ہو چکی بزم جہان ساری
 گل و سنبل سے زیب گلشن اسکان ہونے پہلے
 بہار افراترنگ کے نگہ پایا قامت موزون
 و دلی کو پاس کیا نے دیوہ سالی کو پر دین

ہو پر زخم دل شور ملاحت میں نہک حد کا
 خدا کی شان مضمون ایک ہی باشد تباہ کا
 کفیل او نکو بنا یاد ہر میں ہر اک کہ مقصد کا
 ہلا دین کوہ کو بھی زور کر کے باز و بد کا
 مثال عقل کل ادراک کہتی ہوں بڑھا حد کا
 وہ سمجھیں ایک سا ہی حال ہر اک نیک کا یہ کا
 اونہیں ہر وقت پاس اپنے ہو قول ہو کد کا
 ہر اک قول او کا مستوجب سے تشبیح کار کا
 گرے ہوں یہ کہ نقشہ او کا ہو تعویذ مرقہ کا
 جہکار رہتا ہو در پرانے داکم فرق فرق کا
 ہر ذوالقرنین بھی اعلیٰ کہ جو بانی ہو اسد کا
 شرف مخلوق پر انہا نے بخشا اونہیں حد کا
 سلیمان زیب اس مسند کو یوسف حسن مسند کا
 تو پہر آیا نظر ہر ایک کو جلوہ محمد کا
 یکای رنگ و بو ظاہر ہوا پھر حسن احمد کا
 مثال بوی گل سایہ نظر آیا نہین قدر کا
 سراپا ہو جو لمحہ مشعل نور محبہ رو کا

مطلع ثانی

دکھایا طرفہ اس شعلے نے عالم جز کا

ظہور آخر وجود اول ہوا نور محمد کا

مطلع ثالث

وہی ہی ابتدا صد اس بیت مطلع کا

حقیقت میں سر کو نہیں ہو جلوہ محمد کا

مطلع الب

کوئی طلعت میں کیونکہ کہتا ہے صبح سرد کا
مقدم سے جو پیدا نہوتا نور احمد کا

مطلع خاص

دکھانا جلوہ اللہ کو ہے نور احمد کا
کتاب فریش کا نہ کس صوت عنوان ہو
لسان حرف ابجد معنی وحدت نہان ہستی
خدا کو نور تک جس نور کا ہو سلسلہ پورا
مرکز قیومین کی کوئین شاہ ہر دو عالم ہون
دہی ہادی میں جلوہ افراں شعل سے پھر کر
بجز ذات احد اثبات نفی غیر کرتا ہو
احد احمدین جب پایا تو آئینہ ہوا سب پر
بچی جاتی ہے صدر آفریش بزم یکتا میں
بجز اللہ کیوں سب فیض ان حضرت ہو
چمک کیا آفتاب رو یوسف اپنی دکھلائی
ابھی ہوا رُہ نہر فلک کا صا د کو قابل
بڑھائیں کیوں نہ تل آنکھوں کو حسن قامت ہون
گوارا تھی نہ مثلیت جیب اپنی کی خالق کو
کہہ رہیں بانی و ہزارا کہیں کہیں دیکھیں
بنی بیت قصیدہ چھپتے چھپتے لامکان آخر
بند ہا ہوا برو پو ستہ کا مضمون قیامت تک
کمان ابرو خدا کے تابع قصہ انکلی

نہ کس صورت ہم آئینہ کہیں فلک سرد کا
کہ موجس پیشوا میں طور لسم اللہ کے مد کا
اگر اس لوح عالم پر الف کہنچتا نہ احمد کا
مجسم ہو کے وہ کیوں ہونہ فخر اپنا بجد کا
اشارہ ہو محمد کے یہی میم شد د کا
اونہیں کو فیض سی جادہ ہو طر عرفان مد کا
جہان میں میم احمد ہو کہ نقطہ ہزار د کا
کہ ڈالے میم کا دامن ہو منہ پر جلوہ سرد کا
بساط ہر دو گیتی حاشیہ ہستی ہو مند کا
ہو جوب فیضیل پر خود وال صیغہ اسم اللہ کا
شہ اقلیم کن مداح جب موجس احمد کا
میسر ہو جو کر کے لیے تل چشم احمد کا
الف پر ہون جو دو نقطہ تو ہو جادہ صد کا
پے ٹھہرا دیا نام اس سبب سایہ قد کا
کہ بے خاکا کہنی کیا ہو پری نقشہ محمد کا
تو ہاتھ آیا نیا مضمون ہونے سایہ قد کا
نہ شیرازہ کہلے گا سیے دیوان مجلد کا
اجابت میں عا میں بعد پایا تر کی زد کا

منور او نکی قدموں کی ولت و لون عالم میں
 کہوں تعویذ لرزہ کیوں نہ نقش پہر کو
 پڑی جو گرد غلیں مبارک اوسکو دامن پر
 صفین غلمان در باندہین ہو گئیں آہ حوین
 دکھاتا تھا مکان مسکے خوش ہو ہو خوش کو
 ادب سیکھے ہوئے تھا ہر ملک معراج کی شب میں
 بلایا سکسویاس اپنے بڑھائی آبرو کسکی
 گئے بھی لامکان تک سیر کر کر آئی بھی تم میں
 دم فکر سخن ہوں میں خیال شاہ سی و صل
 خریدار متلع خبثت نہ ہوں نقد دل نہ کر
 غلام مصحف باری حجاب لہری انروزوں
 ہزاروں آرزو میں قتل ہو کر دفن ہو گئے ہیں
 اوڑا جاتا ہے مثل رنگ لاپنا سو طیبہ
 مدینے میں بلالین وہ تو نجم سعد ہو جائے
 بگولہ دشت طیبہ کا نظرمین اہل عیش کے
 جو خون دے سوا نکمیں سرخ ہیں کون نہیں دشت
 یقین جانو ظلل انداز صحت ہو نہیں سکتا
 مینے کا نہ کیوں خوش آئے صحرا اہل باطن کو
 فراق شاہدین میں چوب حناء ہو جب گریا
 حصار امن میں امت رہیگی باز دوزخ سے
 یلگی جو زمین جاگیر میں شہ کے غلاموں کو

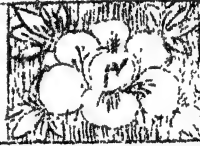
او نہوں کی نام کیا روشن کیا اپنا بے جد کا
 کہ ہلنا کر دیا موقوف دم میں عرش امجد کا
 تو جاگ اڑتا نصیب عرش ارکان مشید کا
 پڑا جنت میں جب کیا رگی غل آمد آمد کا
 نکالا اتنا نیا انداز رضوان نے خوش آمد کا
 کوئی استاد خفش تھا کوئی مرشد میرود کا
 ہوا کوئین میں کون ای فلک محبوب مد کا
 سفر اقرب ہوا فضل خدا سے کیا ہی بعد کا
 حسد کیونکر ہو سچاں کو اس عیش منجلد کا
 ہر رشک مشتری اب نجم میری بخت اسعد کا
 نہیں ہر دماغ دل ٹہپا ہر قرآن مجلد کا
 جدائی میں بنا ہر کعبہ دل رشک مشید کا
 حصول مدعا ہر خضر راہ شوق بید کا
 زمانے میں لقب پہر تو میری بخت مشید کا
 دکھا دیتا ہر حسن جلوہ ایوان مہرود کا
 بخار راہ طیبہ نسخہ ہے چشم فرید کا
 وہاں اے مومنو موسم در آمد کا پر آمد کا
 لقب ہو کر کعبہ ہو وہاں کو دام کا دو کا
 تو صحبت کیوں نہ رنگ افزوں کر ہو چوب کا
 نظر باب شفاعت میں بھی نقشہ ایک گاہ کا
 نشان جامی شجر ہر باغ رضوان کی سرحد کا

بڑھے اعداد احمد کے جو آدم سے تویہ جانا
ہزاروں صف لکھیں ہیں گل باغ سات
بڑھی یہ سبز بختی نعت کے لکھنے سے ای رضوان
زبان طعن جاسد کام دی سکتی نہیں گز
وہ کب میدان نظم نعت میں ثابت قدم ہوتا
شہید ہی کا نکھلتا جاسی کیوں نغم جگر ہر دم
ہر اک مصرع مراحتسا د کو شمشیر عریان ہی
عجب کیا ہی جو فیض رخ رخصت یضیا ہو کر
قبالہ خلد کا یہ پرچہ نعت نبی ہو گا
طفیل آل اطہر واسطے چاروں صحابہ کے
تمنا ہی کلید رحم سے اے رحمت عالم

کہ آٹھوں خلد پر ای مومنو قبضہ ہی احمد کا
بنے گا تختہ فردوس تختہ مسیے ہر قد کا
کہ ہر نقطہ بنا دیوان کا اک نگ زمرہ کا
دوا زمین یہاں ہی طور بسم اللہ گو گنبد کا
نظر آتا جو دم حسان کو اس تیغ مند کا
ننگ جب شور چہرے میری انداز مجد کا
معانی میں ہی عالم صاف ہی تیغ مخد کا
لقب ہو نسر طائر طائر روح مقید کا
ملے گا نامہ اعمال جب ہر نیک کا بد کا
کہ یوں چار دن تیری پیر میں جیواں احمد کا
کہ وہاں ہو جاسی فوراً قفل میری باب مقصد کا

مرے اسی موش مجا ہے بن لب قن کر سے

ادا کرتا ہوں جب میم شد دین جھمکا



طلوع نیر منقبت صدر نشین اہل یقین میر المومنین سدا اللہ العالی

علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مسیحی بہ گوہر نایا

کیون ضیا شمع معانی کی نہو جان گہر
پھولے ہر بیت میں کیون نہ گستان گہر
نقطہ نقطے سے نہ کیون نہ ہو عیان شان گہر
کیون نہ حیران ہوں سب تہہ شناسان گہر
کیون نہ مانند کتان چاک ہو داماں گہر

فرش کیون بزم سخن میں نہو داماں گہر
کیون نیارنگ درہاوی مضامین کھلائیں
کیون نہ شاخ شجر طور بنے ہر مصرع
سلک گوہر ہی بڑھے سلسلہ نظم نہ کیون
بندش صاف بنے چاندنی کا کیت نکلیوں

جب ہم فکر سخن سامنے وہ حور ہے
 جہنم صاف ہے یا چاند کا اک ٹکڑا ہے
 سمٹے رخ دیکھ لے آئینہ تو ہوا آئینہ
 گرمی حسن سے رہتا ہے پسینا رخ پر
 یوں تو ہے عین حیا آنکھ مگر شوخی وضو
 لب و دندان بھی کہتے ہیں تماشائی سہی
 تنگ ایسا ہے دہن جبین صد آنک نہ سما
 یاہو نو عید کا تیراں ہوا ابرو پر
 تل ہے میر دمک پیدہ خورشید جمال
 تاب کہتی ہے شب قدر کی گیسو دراز
 تیر ہر نگاہ کا یہ دعویٰ ہے کہ الماس نہیں
 غیرت تار شعاعی نظر آتی ہے کمر
 قدوہ ہے شاخ نکالے شجر طور میں جو
 گات آئے جو نظر لوٹ تجلی ہو جاے
 چشم انصاف نے تولا تو ہوا یہ روشن
 خنجر ناز کے جو ہر کا بنے ہے دامن
 نقش پا صاف گل مہر کی بودیتا ہے
 معج وہ اوسکی ہے جو دہرین ہے عین کرم
 سلسلہ نور کا ہے یا کسی نور کی ہر زلف
 تو لٹاوا کرے یا ہے مہر کی وضو
 وہ علی ہے اسد پیشہ عرفان خدا

نقطہ مصحف رخ جسکا ہے ایمان گہر
 ہے ضیاء انتون کی یا جلوہ دامان گہر
 کہ یہی دہرین ہے صورت حیران گہر
 درِ غلطان ہیں نئے طرفہ ہوا یوان گہر
 کہہ رہی ہے کہ میں ن غفٹ دامان گہر
 ہیں عین لعل کامل اور عین جان گہر
 نقطہ نور ہے یار وزن تابان گہر
 خال رخ پر ہو تصدیق یہ ہے شایان گہر
 دیکھ کر اوسکو نہ کوئی بھی خواہان گہر
 اور افشان سی ہے ثابت کہ ہے نسیان گہر
 میسے ہی دم سے ہے ہر وزن فشان گہر
 رشتہ کیا اوس سے ملائیگی رگ جان گہر
 وہ بنا گوش ہے جو میٹ دی سب شان گہر
 نے بلائیں یہی ہر وقت ہے ارمان گہر
 اوسکا پاسنگ بنے یہ نہیں ایمان گہر
 سحر کرتی ہے دکھاتی ہے ادا آن گہر
 ذرہ خاک قدم ہے تن رختان گہر
 عین بھی نام کا اوسکے ہے عین کان گہر
 لام اوس نام میں ہے یا کوئی زندان گہر
 دونوں نقطے ہیں کہ استاد ہے میزان گہر
 جسکا ہے پردہ دل غیرت دامان گہر

باغ عالم میں اگر چاہے وہ میسان کرم
 واہ سے فیض قدم سنگ ہو اور نجف
 دیدنی ہو یہ سخاوت جو کف گل میں ہو
 کون ہو وہ نہیں جس پر نظر لطف عطا
 نور ایمان کا ہر ایک کو دل میں یہ بھرا
 یوں تھا اس عہد میں کسریٰ کی لبت کا گل
 نظم عالم میں عدالت تھی علم کیون ہوتا
 حسن ہر عضو کا رکھتا تھا تسلسل باہم
 آبرو پاسے رخ حسن کی افشان بجاے
 جلوہ ہو یا ہے تجلی سر طور مراد
 کیا ہوں ندان مبارک کے مقابل ہوتی
 یہ ثناء درود ندان نے عطا کی نعمت
 جو ہری دیکھ لیں چہرے کے پسینے کو اگر
 دست پر نور نے پایا ہو یا اللہ لقب
 برق سان ہو کے ترش وجود کھلے جو ہر
 کہ رہی ہے یہ بہار چین جو ہر تیغ
 ذوالفقار اوسکو کہے کیون نہ زمانہ سارا
 قطرہ خون میں جو آب دم شمشیر ملے
 یوں دلیران جہان نام کو ہیں پیش حضور
 قطرہ خنجر جو دم غلط جبین پر ہو منو د
 قاتل مر حب و عنتر شہ صفین و چین

جای شبنم ہوا بھی بارش باران گہر
 تیرہ باطن کو ملی آبرو شان گہر
 تو بہر احسن کی دولت سے ہر دامن گہر
 کون ذرہ ہو ملی جسکو نہیں شان گہر
 کہ سویدا بھی ہوا رشک دوشان گہر
 جیسے اس جا ہو پے بہت یہ ایوان گہر
 ہاجی اشک کوئی کوئی ثنا خوان گہر
 چپے اوس ویر میں سب سلگنے و شان گہر
 کاش ہو جاوے کوئی سلسلہ جُنبان گہر
 حسن ہو یا ہے بہر ادا من ارمان گہر
 حوریں ادب پرین فدا کون ہو قربان گہر
 کہ لگا ہاتھ ہائے ہی نیا خوان گہر
 ہوں نہ پر بحر جہان میں کہی خواہان گہر
 تیغ ہے موجبہ آب رخ تابان گہر
 پہر نہ چکین کہی کہتے ہوں یہ ندان گہر
 طرفہ پہولا نظر آتا ہو گلستان گہر
 جب ہو حضور بن کا دم آب صفا جان گہر
 ہو دم جنگ شگفتہ چمنستان گہر
 جیسے عالم میں دکھانیکے یہ ندان گہر
 خاک میں کیون نہ ملے آبرو شان گہر
 بدر رخسار تن آئندہ رخشان گہر

<p>بحر عرفان کے گہر میں تو علی شان گہر ایک ہیں جیسے صفا دتن رخشان گہر سلسلہ کیا ہو کہ ہو سلک درخشان گہر ہوتی صورت سے ہویدانہ کہی شان گہر آج تک تو نظر آیا نہیں میدان گہر معدن علم لدنی ہمہ تن کان گہر جس طرح ہو کہ بھی کا کلن چپان گہر آبر و پاؤں بنون غیرت دامن گہر پردہ چشم بنے دامن نمیان گہر قدر کرنے کے نہیں سلک فروشان گہر</p>	<p>انت منی سے یہ روشن ہو کہ محبوب خدا ہو عیان لحک لحنی سو نبی اور علیؑ ہاشمی مطلبی خلق خدا کہتی ہے جو ہیولے میں نہ والا گہری لہجائی یہ زمین مسحت توصیف کا کیونکر ہو محل کاشف برتر احد واقف راز احمد آرزو ہو کہ رہے دل سے سیاہی یون و دور مقصد سے ہو دامن تمن البریز دُرنا یاب ہو ہر اشک ندامت میرا ہوش سا ہو در مضمون کا مبصر کوئی</p>
--	--

قصیدہ در منقبت مسیحیہ ذوالفقار خیر

<p>تو سرا سر ہوئی ہر فرد کی بازی بستر پھٹ گیا ابر کے مانند بہادر کا جگر بی بی آفت کو بھی پہلو میں لیے بند نظر</p>	<p>رنک لایا جو نیا دور سپہر اخضر خرمن عیش جلا آہ کی تجلی جمکی قہراک دیو سیہ بنکے نظر آنے لگا</p>
---	--

مطلع ثانی

<p>تیرگی قہر کی یہ تھی تو وہ تہاک اژدر بال او سکے تھے تہا خواب پریشان سفر اوسکا چہرہ نہ تھا تھا شعلہ پر سوز سفر تو ہر ابرو بے جفا کار تھا اوسکا خنجر اوسکو دیدی تھی کہ تھے فتنہ و آشوب کا گھر تو ہر اک موسیٰ مرثہ اوسکا غضب کا نشتر</p>	<p>سر سے پاتک یہ بلا تھی تو وہ تہا دود جگر اسکے گیسو نہ تھے تھی زلف شب غم برہم گال اسکے نہ تھی آتش سنوان فراق اسکی ہر بھون تھی اگر تیر قضا عالم میں اسکی آنکھیں بھین کہ تھی عین قیامت برپا ہر مرثہ اسکی اگر نوک سنان غم تھی</p>
---	---

مینی اسکی نہ تھی تھی ایک رہ بر باد
 دہن و سکانہ تھا تھی تنگی قلب محسوس
 اسکے دندان تھے اگر برون بلا کی ہاں
 تلخ کامی تھی اگر اسکی زبان سے پیدا
 اسکا پنچہ نہ تھا تھی بہت قصا کی صورت
 قحط سالی اسے کہتا تھا ہر اک پر و جوان
 زوج و زوجہ نے بریلی میں جو پنچے کا رکھا
 جنکے تھی زیر قدم قائم و سنبال و نہیں
 قطرہ شک ہو جب گوہر تاج دولت
 چرخ اطلس نے پھوڑا کوئی باقی زردار
 پیش رو جنکا نکلتا تھا نہ منہ سو کوئی حرف
 گھر چھٹا مال لٹا جان ہزار وں کی گئی
 خبر غارت اموال سنی جب گل نے
 تنگے قوت سے یہ حال ہوا تھا سب کا
 قوت جان جان کے گھر خانہ و لمین دیتے
 لاغری سے صفت تار گین تہین سبکی
 کیوں ترود سے نہ مضمون گرائی نکلے
 کان تاک یہ خبر بد نہ پہنچے پائے
 جب یہ اندھیر بڑا طرفہ ہوا رنگ عیان
 جو غنی تھے نہ ملی نان شبینہ و نکو
 تھے جو محتاج لگا ہاتھ او نہیں بال وشم

تاک و سکی نہ تھی تھا جادہ پر خوف خطر
 بھاڑ تھا اوسکا دہانہ نہ تھا پر شور و شر
 تو ہر اک انت تھا اوسکا بھی سفر کا اگلہ
 تو عیان اوسکی لبوں سے بھی تھا حفظ کا اثر
 اوسکا چنگل نہ تھا تھا پنچہ نقصان ضرر
 غدر کے نام سے وہ باغ جہان میں تھا مگر
 پہر تو اک طرفہ خرابی ہوئی پیدا گھر گھر
 نہ ملی چادر مہتاب سوا اک چادر
 پہر نہ کس طرح بسنتی ہو لباس پر زور
 بچ رہا ایک فقط مگر بھی عریان ہو کر
 وہ بھی لفظوں کی طرح ہو گئے سب پر زور
 چین و سوت سے اب تک نہیں پایا دم بہر
 کیسے غنچہ میں ہشت سے چہار کہا زر
 نان خورشید بھی کہا جاتا جو ملتی اونہیں یہ
 گندمی رنگ کا عشاق جو پاتے دلبر
 صفحہ جسم تھا ہر فرد بشر کا مسطر
 جب میں شعر کی اس سال میں بائیں بھر
 گل نے بھی کر لیتے تھے اسلئے گوش اپنی کر
 دن ہوا رات ہوئی شام ہی ماندہ مگر
 اھر اسارے فقیر وں کی ہوئی دست نگر
 وہ عراقی یہ چڑھے جنکو میسر نہ تھا خر

پوچھتا جنگی نہ نہا بات کوئی عالم میں
 بولنے کا بھی سلیقہ نہ جنہیں حاصل تھا
 جتنے ارزل تھوڑے اونکو معزز عہدے
 میز کی قدر رہی اور نہ ہرز اکا وقار
 خان کی شان میں بڑے لگا بگڑا نقشہ
 آیسائے فلک پر کی یہ دیکھ کے چال
 محمد دل میں مے فکر کی یہ بھڑکی آگ
 باعث فکر یہ کثرت ہوئی بیداری کی
 کشمکش دیکھ کے یہ مردم دیدہ نے معا
 خواب آتے ہی مرا طالع خفتہ جاگا
 پردہ آنکھوں پر پڑا اور کھلا دیدہ دل
 جامی نقاش تصور بھی جو اس کے اندر
 برج دروازہ غریبی سے موتا تھا عیان
 خوبیاں ماہی ایوان کی مگر سن لی ہیں
 سہ درمی اوہیں تھی آراستہ اک شکل عورت
 سائبان نصیب تھا پیش رخ او سک گویا
 جہاز بندہ تھا اس حسن ہی پیشانی پر
 دست مشاط صنعت سے نہ تھی گلکاری
 رفعت و شان پر اس کی تھا سدا ہا لہ ماہ
 اپنی چادر میں چھپاتا نہ اگر مہر سے ماہ
 فرش زر ریفٹ کی پھول او سکو نظر آتی تھی

اونسے دشوار ہوا بات بھی کرنا کیسر
 سب لگے کہنے اونہیں ہیں یہ بر اہل منہ
 شرفاؤ کی نظر میں ہوئے مثل چاکر
 شیخ کی کرکری شیخی ہوئی ٹھہرے جو نفہ
 رہن کر نیکے لیے تیغ رہی جب نہ سپہ
 عقل گردش میں پڑی ہوش کو آچا کر
 کہ نکلنے لگا ہمراہ نفس و دجگر
 خانہ چشم میں غالی نہ رہی جا تل بھر
 بند پلکوں کے کوڑ دن سے کیا چشم کا در
 برج تشویش سے نکلا مرا اختر باہر
 قبہ نور سا آیا مجھے ایوان نظر
 تو ادب دان خرد بولے کہ باہر باہر
 کہ یہی رات میں ہی منزل جہر انور
 مضطرب ہتی ہی جو ماہی گوش دلبر
 اوڑھنی چادر مہتاب کی ڈالے سر پر
 تھی وطن رخ کو چھپائے ہوئے زیر حجر
 جسطح کہتے ہیں معشوق جبین پر جوہر
 تھانے رنگ سے پھولوں کا پناہ یازور
 کان ہوئے تو وہ پڑتا وہیں بالا ہو کر
 چشم افلاک کی ہو جاتی معا و سکو نظر
 چرخ اطلس کا ہوا سو جہ سے پرداخ جگر

حسن ہندسی یہ روشن تھا لگا ہوا ضرور
میر فرشتا دسکا تھا کلدستہ تو گلشن ہند

مہر نے ارشادات کی بت کہ جہاں
اوسپر انات مجسم تھی برنگ گل تر

مطلع رابع

حسن ایسا کہ اگر شمس کی پڑجاے نظر

عوض نور نکلتا ہے سینے سے سر

مطلع خامس

خسروانہ تہا رکھتا تاج نکوئی سپر
ویکھ کر مینے جو بلبوس تعجب پہن
بولے حیران ہو کون ہیں یہ سروش غیبی
شان شوکت کے نشان پائی جو کیسے مینے
میٹھنے کی جو اجازت ہوئی حاصل جگو
پہر یہ فرمایا کہ مشتاق ہیں اک مدت سے
خاموشی قفل دہن عجب باعث تھی ہر
عین اطاعت میں جیت ہو شاعراں

دلبرانہ تہا تب جامہ خوبی دربر
وہیں دانش لے لیا ہاتھ میں من ہر
روبرو اشک ادب سے تو جھکا ایسا سر
فدویا نہ کیے ادب اور اتب جھک کر
پست نظروں میں ہوا رہے چرخ خضر
ہوش دکھلا تو ہمیں تیغ سخن کو جو ہر
دلکش جنبش برو ہوئی کبھی ہنک
عوض کی یہ خال الفت شہین و ہنر

مطلع ششم

شاخیں طوبی میں نکالوں ہزاروں کیوں
نقص شیر جو ہر کا ہونا اوسمیں ہو
خدیجی مچے ہیں اوس شاہ کو خورشید کی جا
ہاتھ آئے جو کف پاکا پسینا گل کو
ماہ قصر فلک سا کا اک ادنیٰ سہ چراغ
دل مرا مردہ ہی افکار سوساں سے عصر
انے صدق سے ہو جا رہا پردہ فاش

ہو نہال غریب و رہے اب بد نظر
وحدت حق کی بر شمشیر کا احمد جو ہر
دن کو بی وجہ ہدیج بتی بیت و پوش اختر
جا کر موتیدین کا تاج چڑھائے سر پر
بزم پر نو کی ک شمع ہے ہر نور
پاسے رہت سے کو زندہ لگا کر ٹھوکر
تنگ پرستے کے لیے حکم ہو روز محشر

آبرو میری رہے بہر حسن بہر حسین ۱۰ کہ یہ ہیں بھر رسالت کے درخشاں گہر

روشن افزا ہوئے وہ بزم جہان میں اک ہوش ۱۱ اور سایہ رہا ہم سایہ نور دا اور ۱۲

سنکے فرمایا کہ ہر بیت سے یہ کہلتا ہی ۱۳ کہ کیا فکر نے گہر خانہ دل کے اندر
مدحت شیر خدا کیوں تو نہیں کرتا ہی ۱۴ کہ یہی ذبح ہو غم کے لیے ہی خنجر
سنے ہی یہ خبر خوش جو مری آنکہ کہلی ۱۵ بند پایا وہیں فکر الم و رنج کا در
وصف میں نے منور کے کہا وہ مطلع ۱۶ روبرو جسکے خجالت سی موقوف روی سحر

مطلع سابع ۱۷

مخبر سمجھا ہے کہ جبلتے کو رخ حیدر پر ۱۸ ہر نے مار شعا سی سے بنایا ہے چنور
ذو ذناہ سے یہ جو صاف نمایاں کہ اوسے ۱۹ در حیدر کی ہی جا رب کشی مد نظر
جز محمد نہ جو جس قصر میں انسان کو دخل ۲۰ فی الحقیقت اوسے ایوان کا جید ہو در
ہم کو یہ لمحہ لکھی سے عیان ہوتا ہے ۲۱ تیغ وحدت کی مئی آب علی ہیں جو ہر
حق کے محبوب نبی یہ ہیں نبی کو محبوب ۲۲ کون کونین میں پہر ہو سکے او کا ہمسر
چشمہ ہر ہو بچشم سمندر کا ابھی ۲۳ جلوہ عین علی اوسکو جو آجائے نظر
صاف وہ آئینہ سازی سے مکر ہوتا ۲۴ دیکھ پاتا جو کف پا کو کہی اسکندر
عہد میں شاہ کے پائی تھی صفائی یہ جلا ۲۵ کہ عیان تیغ ریاضت کی ہوئے تھی جو ہر
آب و س فصل میں یہ تازگی نے پائی تھی ۲۶ زہر کے خشک شجر میں نکل آئے تھے شتر
ختم ریزی ہوئی اسلام کی جب کشتی ۲۷ کفر عالم سے اوڑا برگ خزانہ ہو کر
پہر ملائک کا بھی شہباز نظر اوڑنے سکے ۲۸ دیکھ یائین جو وہ بگڑے ہوئے شہ کی تیور
سرخ و جنگ میں کس وجہ نہ تیغ علی ۲۹ سرسبز قبضہ قدرت میں جو ہو فتح و ظفر
خلقت حسن کا معلوم ہوا تب شمر ۳۰ جب گل گلشن بیان کا ہوا حسن ہر

حسن سند سیہ روشن تھا لگا ہی ضرور
میر فرشا دسکا تھا کلدستہ تو گلشن مسند
مہر نے تار شاعی کی بن کر جہاں
ادس پرکرات مجسم تھی برنگ گل تر

مطلع رابع

حسن ایسا کہ اگر شمس کی پڑ جائے نظر
عوض نور نکلنے لگے سینے سے ستر

مطلع خامس

خسروانہ تہا رکھتا تاج نکوئی سر پر
دیکھ کر مینے جو ملبوس تعجب پہن
بولے حیران ہو کیوں ہیں یہ سروش غیبی
شان شوکت کے نشان پائی جو کسیر مینے
میٹھنے کی جو اجازت ہوئی حاصل مجھ کو
پہرہ فرمایا کہ مشتاق ہیں اک مدت سے
خامشی قفل دہن عجب باعث تھی مگر
عین الطاف میں جیت ہو مثل غزال
دلبرانہ تہا نیا جامہ خوبی در پر
وہین دانش نے لیا ہاتھ میں امن بھر
روبر وائے ادب سے تو جھکا اپنا سر
فدویانہ کیے آداب ادا تب جھک کر
پست نظرون میں ہوا رتبہ جرح خضر
ہوش دکھلا تو ہمیں تیغ سخن کو جو ہر
دلکش جنبش ابرو ہوئی کجی بن کر
عوض کی یہ غزل لغت شہ جن و بشر

غزل مطلع سائیس

شاخین طوبی میں نکالوں ہزاروں کیونکہ
نقص شمشیر جو بہر کا ہوتا اوسمیں
خدمتی مجھے ہیں اس شاہ کو خورشید کی جا
ہاتھ آئے جو کف پاک اسپینا گل کو
ماہ قصر فلک سا کا اک ادنیٰ ہے چراغ
دل مرا مردہ ہو انکار سو اسی عیسے عصر
اسکے صدقے سے نہو جای مرا پردہ فاش
ہی نہال قدس در جھے اب مد نظر
وحدت حق کی ہو شمشیر کا آج جو ہر
دن کو بی وجہ نہیں رہتی ہیں وپوش اختر
جانکر موتیوں کا تاج چڑھائے سر پر
بزم پر نور کی اک شمع ہے مہر نور
پاسے رحمت سے کرو زندہ لگا کر ٹھوکر
جینے پرے کے لیے حکم ہو روز حشر

آبرو میری رہے بہر حسن بہر حسن ۴ کہ یہ بہن بھر رسالت کے درخشاں گہر

رونق افزا ہوئے وہ بزم جہان میں اک ہوش ۴ اور سایہ رہا ہمسایہ نور داور ۴

سکے فرمایا کہ ہر بیت سے یہ کہلتا ہی ۴ کہ کیا فکر نے گہر خانہ دل کے اندر ۴
مدحت شیر خدا کیوں تو نہیں کرتا ہی ۴ کہ یہی ذبح بوز غم کے لیے ہی خنجر ۴
سنے ہی یہ خبر خوش جو مری آنکھ کہلی ۴ بند پایا وہین فکر الم ورج کا در ۴
وصف میں نے منور کے کہا وہ مطلع ۴ روبرو جس کے خجالت سی موقوف روئی سحر ۴

مطلع سلب

فخر سمجھا ہے کہ جہلنے کو رح حیثہ در پر ۴ مہر نے مار شعا حسی سے بنایا ہے چنور ۴
ذو ذنابہ سے یہ ہر صاف نمایان کہ او سے ۴ در حیدر کی ہی چاروب کشی مد نظر ۴
جز محمد نہ جو جس قصر میں انسان کو دخل ۴ فی الحقیقت اوسے ایوان کا جید ہر دور ۴
ہم کو یہ لکھ لکھی سے عیان ہوتا ہے ۴ تیغ وحدت کی مٹی اب علی بہن جو ہر ۴
حق کے محبوب نبی یہ بہن نبی کی محبوب ۴ کون کو نہیں میں پہر ہو سکے او کا ہمسر ۴
چشمہ مہر ہو چشمہ سمندر کا ابھی ۴ جلوہ عین علی اوس کو جو آجائے نظر ۴
صاف وہ آئینہ سازی سے مکر ہو تا ۴ دیکھ پاتا جو کف پا کو کہی اسکندر ۴
عہد میں شاہ کے پائی تھی صفائی یہ جلا ۴ کہ عیان تیغ ریاضت کی ہوئے تھے جو ہر ۴
آپا و س فصل میں یہ تازگی نے پائی تھی ۴ زہد کے خشک شجر میں کل تے تھے شتر ۴
غم ریزی ہوئی اسلام کی جب کشتی ۴ کفر عالم سے اوڑا برگ خزانہ ہو کر ۴
بہر لاک کا بھی شہباز نظر اوڑنے سکے ۴ دیکھ یا مین جو وہ بگڑے ہوئے شہ کی تیور ۴
سرخ و جنگ میں کس وجہ نہ تیغ علی ۴ سرسبز قبضہ قدرت میں جو ہو فتح و ظفر ۴
خلقت حسن کا معلوم ہوا تب شمرہ ۴ جب گل گلشن ایمان کا ہوا حسن سمر ۴

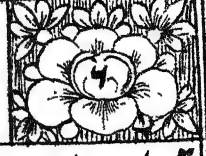
عین الطاف سے نیکو دردندان کی جواب
قوت و جرات و ہمت ہی پرستار حضور
قفل جبرت کی نہ منقلا ہو کیوں تیغ جناب
دال ہشت کی سوا کچھ بھی پٹوسی باقی
ظلمت ظلم ہوئی بزم جہان سے کافور
وہ قباصن کی ہر زیب و جسم امام
کیا عجیب مدرسہ علم میں اگر شہ کے
عقل و عقل ذرا بھی وہ اگر فکر کریں
خلق اس طرح کیا تھا او نہیں خالق و خلیق
دلین مومن کو علی را کیا کرتی ہیں پسند
سجھیں کیونکہ او نہیں انکھ کا نار احر دم
پائین یہ آبر و زمین جو غم حیدر میں
آپ کے زیر قلم ماہ سے ہی ماہی تک
جلو شمع تجلی ہی شہا آب کی ذات
ریشک یسا ہو کہ ہو رنگ سے اپنے نیرنگ
سر و گلزار امامت کعبا عرض یہ ہے
ہوش بھی ہو گل پر خار اسی گلشن کا
سرخ رنگ و سکا ہوا اشرفی مہر ساز رد
گل بستان سالت کو تصدیق میں کہیں
ایسے در درج صفا مخزن اسرار خدا
یہ تمنا ہی پیون جام می عیش مدام

آب ہو کر ہر روزن سے بے آب کہ
روز ہر روز کم رہتا ہے مثل چاکر
فتح اک دم میں کیا جس نے کہ باب خیر
قد سے اعدا کے جو شمشیر علی کاٹے سر
شمع عدل شہ عادل اسے آئی جو نظر
آستر جسمین ہی تہ تاب فلک کی چادر
شمس دن بھر برقی شمشیر پڑتا ہوا اگر
مغز کو سہر خداوند کے پائین کیسے
جنکی باتوں سے مسخر ہوئی سب جن بشر
واہ رسی شان کہ ہی عرش خدا بھی منبر
عین محبوب کے ہونے جب نور نظر
کہ رہے سامنے پہلا ہوا داماں کہ
سر بہر آپ کے دم سے ہی جہان کا دفتر
آپ کے نور سے روشن ہوا اللہ کا گھر
دیکھ فر دوس جو رنگینے کوئے حیدر
حافظ الملک گلشن میں چلی ہی صرصر
نقش لالہ کی روش دل غیدر ہی دلہر
نقش افلاس کے سکے نے بٹھا یاد دلہر
نخل امید شردار ہو پہر بار دگر
منہج جو دو سخا ساقی حوض کوثر
مئی مقصد سے ہو لبریز جا کا ساغر

سرگون دائرہ حاکم طرح حاسد ہون
روز و شب شکل الفانسیہ ہونین برتر



شکل اعداد علی وے در شمار کو آب
کشتی طبع کو اسے ہوش تو اب کر لنگر



قصاید در مدح سبط رسول الثقلین حضرت امام حسین شہید کربلا علیہ التحیت و الثنا

بڑا جب جانب عین بجلی اہلہ بجیت کا
حقیقت تو یہ ہی مرشد ہونین سیر طریقت کا
بہار خلد بوٹہ ہی مری دامن محبت کا
بنا ملک سخن کا سکہ چہرہ میری ہمت کا
ادھر بے وجہ منہ ہو تاناہ خورشید قیامت کا
ارادہ جب ہو وصف لفت میں اظہار صنعت کا
وہ ہی اک بیت لاثانی تو یہ صبح قیامت کا
یہاں پر قافیہ ہی تنگ آسیر میر و جرات کا
جو پلہ ہو نہ بھاری شہ کی میزان علی الت کا
کہ جب ناپا تو پلہ کم ہوا عالم کی وسعت کا
تو پھر قاضی بیضا کیوں نہ ہو دماغ حسرت کا
تو پایا عرش دامن کرسی الیوان رفعت کا
بے نیچو سنگ سوبی مردن سنگ تبت کا
گمان گو کار پرداز قضا پر تمانہ رشوت کا
اگر ابروی شہ میں خم نہیں محراب طاعت کا
نہ کیوں ہو راز پنہان نامہ میری کنج عورت کا
تو یہ جانا کہ تھا اک نقش جب تعویذ تبت کا

یہ بیضا ہوا موسی لقب ست ارادت کا
مہی آیا نظر جب چہرہ دیکھا میں کثرت کا
جنون میں بھی تصویق کل باغ شہادت کا
کیا جسد مرادہ نقش دلیں شکی حجت کا
اگر کہ تاناہ دلیں ناع روز حشر رویت کا
سو اچھین بھی لڑ لڑ لائیں جس بندش کی
رباعی جہا نہیں کیا جواب ابرو و قد ہو
میں قید نظم میں لاؤں بیان جرأت شہ کیا
نظر آئے نہ میزان فلک اونچی گہی اتنی
کشادہ دامن الطاف ہی یہ آپکاشا ہا
رکھوں جب ہر گھڑی میں یاد شہ کو مصحف رخ کو
بنا جب صبر دیوار قناعت حجرہ دل میں
در اقدس کی میں خاک چھانی ہی عجب کیا ہی
نصیب تیغ سیر فتح تھی ہر بار عالم میں
جھکا کیوں تسلیم میں جن ملک انسان
کسی کا یا تہنائی میں آتا ہے دہن جھکو
اجازت عالم ارواح میں جب پائی مدحت کی

عروس آرزوی شہ نہ کیونکر حسن کملائے
ہوئے شوق لخت لکوکب میر اور آتی ہو
نظر آئی حباب دھندلے دم سے بھی صورت سادہ کی
جو فیض شہ کا نقشہ اس جہان میں جو حق کثری
نکیوں ہو شاہ معنی میں جو حور ارضوں
شبیہ مصطفیٰ کے دید کا ہو قبر پر تکبہ
بچوں تیر شہاب آسمان سے سرخرو ہو کر
دم و صف شہ مظلوم لرزہ جب مجھے آیا
نئے نغمے کی پہریم سخن میں آگئی نوبت

جو گھونگھٹ کر لیے امن ملا و سکا جابت کا
یہ قاصد بنکے جاتا ہی کیو تر سرخ رنگت کا
ہو اور روشن کہ ہی نام آئینہ شہ کی عدالت کا
تو خاک اس میں پر بھی سمندر ہو سخاوت کا
درِ مضمون نہیں ہی کملاد دروازہ جنت کا
خداوند اگر جائے زمانہ او کی غیبت کا
پی خاک شفا تو وہ نمون گر و مذلت کا
ہو نام علی جو شہ مری باز و مہمت کا
در مضمون پہریم سخن لگا ڈکا فصاحت کا

مطلع

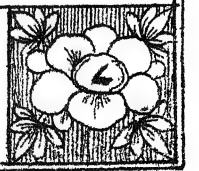
سلامی ہی غم تبیر باعث عین راحت کا
بہار ہوتا ہی نشہ میر و سرین شہ کی الفت کا
دہ ہون میں بلبل خوش لہجہ گلزار امانت کا
جب آکا بزم عالم میں ہو روشن شہ کی خلقت کا
جما جبت ناک ضوان میر و ملین شہ کی فرقت کا
ہی مرکب و شہ محبوب خدا جبرائیل خادم ہی
ضیائے داغ غم پہیلی نہیں ہی بزم عالم میں
گمٹا یا جب سر کیسوی شہ نے یہ بڑھار تہ
یہ آئینہ ہی سب پر حسن سرور ہی وہ آئینہ
سیہ کاری سیمٹی لٹیٹی ہی نام مبارک کی
بیان گری عاشق روزان ہو تو ذرون پر

ردائے اشک ہکوپاٹ ہی دریا رحمت کا
بنا ہی آفتاب اک جام میری بزم عشرت کا
کہ رنگ آتا ہی ننھے میں مگر قرآنی قرات کا
نکیوں پہر نام ہو کا نور کفر و شرک و بدعت کا
ہجوم داغ گلہ ستہ بنا اک طاق جنت کا
بٹھے پائے پہر ہی عرش یا شہ کی عظمت کا
نظر آتا ہی یہ جلو چراغ شام غربت کا
کہ میں تل بن گیا اللہ کی چشم عنایت کا
کہ جسکے فیض ہی عالم کو گہرا پاؤں جسرت کا
کہ خال چشم خورشید القاب عالم میں ظلمت کا
زمین شہ کی دہو کا ہو خورشید قیامت کا

فرشتے قبر میں آکر کہیں گے تہک کسویا ہر
 نبات ہلا کوئی نیک لگی تھے مصریو اچھین
 دم آہ و بکایہ کاخ گردون کیا ڈراتا ہے
 رستی بیکسی جہیز ار پر ہی ایسی فرقت میں
 مواہون مومنو سنکر بیان روز عاشوہ
 گل گلزار زہرہ خون میں جسم ہوا رگین
 دعا کرتے تھے زیر خیمہ افلاک یہ سرور
 نگرے بند پانی شاہ پر بھولے سے بھی ظالم
 پیوں جب بادۂ الفت میں چشم شاہ کاسانی
 ہوا سنبیل کیسو میں دل قصر گلشن ہر
 رگین میری مجوز بخیر الفت شہ کی ہو جائیں
 لب جان بخش ہوا و خضر جب مردہ کرین ہوگو
 دم گریہ اتاروں دہن میں عاشوہ کا نقشہ
 فراق شہ بھی ہی مجھ ناتوان کو باعث حرت
 بنوں متوالہ ابن ساقی کو شرکی الفت میں
 ہو رشک نسپ طار مرغ نظارہ مرا سرور
 نظر ٹپچے جھپیر کی چوٹوں بلاؤں سے
 کہو گانغ میں یا شاہ میری آبرور کہہ لو
 مدد بہر خدا اسوقت میں فرماؤ تم میری

چمیر و اسکور ہتا تھا بڑا کام ایچیت کا
 کہ پاتھ نے آب تیغ میں کیوں لطف بیت کا
 کہیں گرجی پر سواک و زہرہ ہو گیا جیت کا
 کہ شک ہوتا ہی وقت گریہ سکو شمع تربت کا
 کفن نہا مجھے تم دامن صبح قیامت کا
 تو یہ جانا کہ شہرہ تھا ہی نخل ریاضت کا
 نہ چوٹے ہاتھ سے یارب کئی امن قیامت کا
 سبق جو یاد ہوتا او کو قانون شہادت کا
 ہر ن کیونکر ہو جائے مجھے پر نشہ غفلت کا
 تو چاک سینہ بھی ضوان ہو خنہ باب جنت کا
 رہوں ناقد رہتی طوق ہستی میں اطاعت کا
 تو پھر دست میا سے یقین کیونکر نصحت کا
 پلاؤں شیر طفل اشک کو صبح قیامت کا
 سمجھتا سکی مرقد کو مومن میں گہراخت کا
 نرکھوں نام کیوں خم گنبد دستار حضرت کا
 دکھا دو رخ چمک جا ستارہ میری قسمت کا
 مجھے تار نظر ہو جائے گنڈا دفع آفت کا
 پسینا موت کا کید ساقی ہو یہ خیالت کا
 کہ ہو ضرب غلام اتالی بھی باعث اہنت کا

نہا آئینگی پردہ ہوس تیرا فاش کیوں ہوگا
 تو ہے مداح نیر چشم خاتون قیامت کا



آج ظلمت سے دلا بچم صفت در نکلا
شب تاریکی عصبان نظر آئی کا فور
مثل عتقا کے چپا زراغ گنہ عالم میں
غیرت کو ترو تسیم ہوئے بجز یہ صاف
وصف شہ سے جو صفا چہرہ مضمون کی بڑی
لن ترانی کی صد معنی روشن سوا دتھو
واہ ہے فیض ثلے دردندان امام
مجھے رنگینی مدح شہ دین کنے لکی
عین رحمت ہوا اللہ کی ہر اشک الم

وہ ہوئی صبح عیان اور وہ اختر نکلا
شمع مدحت نہیں روشن ہوئی نیر نکلا
مرغ زرین صفت کھوئے ہوئے پر نکلا
بنکے یہ فرشتے میں نور کی چادر نکلا
صورت آئینہ حیران سکنہ نکلا
اس قدر ہو کے ہر اک لفظ منور نکلا
نقطہ نقطہ مرے دیوان کا گو ہر نکلا
جس کو سب کہتے تھے فردوس ہر اک نکلا
قطرہ سمجھے تھے جسے ہم وہ سمندر نکلا

مطلع ثانی

جس کی خواہش میں کمال دیدہ اختر نکلا

کیا عبا رہو شہ محل جو ہر نکلا

مطلع ثالث

سنبھلے سایہ کیسوے معبر نکلا

پر تو چہرہ شہ کا سہ انور نکلا

مطلع رابع

مغربی عرش رخ آپ ہی کا گھر نکلا

دہلیان سرور کا نہ دلے مرے باہر نکلا

کیا ہی پہر طائر سدرہ بھی ہوا پر نکلا

سنہ کو جو لوہ میں جہلا یا جو ہوا خواہی سے

ایک قطر بھی نہ جسمین سے چمک کر نکلا

حُسنے وہ جام می عشق پیا تہا لک میں

طرفہ سیما ہمارا دل مضطر نکلا

آگ فرقت کی بھڑکتی رہی قائم یہ رہا

طوق بن بن کے مری پاون کا چکر نکلا

بیکسی عالم وحشت میں گلے جب سے پڑی

داغ دل کا مہ خشب کے برابر نکلا

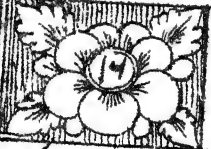
تیس دن نور مساوی نظر آیا اسکا

پراو سے رو کے یہ جبریل کا تہر نکلا

روز عاشورا ولشتی جو زمین در نہ تھا

سکے فراید حرم ٹوٹ ہی پڑتا گر دون
بلبلین کیوں نہ پڑیں آہ شہادت نامہ
مست اوس مئی سی ہون جوظن کی محتاج نہیں
ابر و شاہ کا کیوں سب چمکے سب پر
دو نوخ و دیکھ کتے تھے نجومی باہم
نظم و صف قد موزون ہوا ارضوان
کیوں ان تصویق کے کھلوانے سے نہ ہلا اقل
وہ ہلاتے تھے کہلاتا تھا ہوا یہ شہ کو
لاتے ہر تھ میں تھی کہینچ کے کچھ تیغ ضرور
خاک بھی بولے کہاں جائیں کی تھی شقی
جنگ پریش ہی کیا خط لکھوں صفرائے کہا
مخ اوصاف سی تارا ہو تو کچھ دور نہیں
واہ سے صبر کہ گوتشنگی مفرط تھی
کیف اوٹھا اوسے کچھ دید جہان کا ای صبح

ہو گئی خیر کہ یہ گوش فلک کر نکلا
خون میں ڈوب کے ہر ایک گل تر نکلا
کب مری بزم طرب خیز میں ساغر نکلا
ہر گڑھی میان سے رہتا ہے یہ خنجر نکلا
کیونکر اک وقت میں خورشید مگر نکلا
تازہ گلزار سخن میں یہ صنوبر نکلا
طفل اشک آج ہے سیرنگ چل کر نکلا
فرس شاہ تو جب بیل کا خوگر نکلا
دھڑا دھڑا جا کے گرجا تو ادھر سر نکلا
گاؤ شور و آج زمین کا بھی تو دفتر نکلا
اوڑھ کر باز کی ٹوپی جو کبوتر نکلا
نسہ طائر میں ہے سرخاب کا کیا پر نکلا
شکر خالق سے مگر شاہ کالب تر نکلا
چپ جو اس ہر میں مثل لب ساغر نکلا



تخم مضمون نہوا سبز تو کچھ اور کی منکر
کرتے کیا ہوش کہ یہ کہیت تو بخنجر نکلا



گو ہر محزن اسرار ہمیں نکلا
بخت خرد طالع بیدار ہمیں نکلا
صورت طرطری طرار ہمیں نکلا
روز مشرودہ گنگار ہمیں نکلا
اے مسیحا وہی ہمیں ہمیں نکلا

میرا محروم تو دلدار ہمیں نکلا
ز انوسے شہ پہ جویند آئی تو بانی معراج
یا دین گیسو سرور کے دیوان آہوں کا
جو ہوا شاہ شہیدان کا جہانمین خاطر
حالت عابد ہمیں ہمیں جو خون رویا

منہ دکھانے کے لیے آپکا اس عالم میں
ہو کے رنگین غلش خارالم سے سینہ
آپ جو کہتے تھے کہ تھے خوشی سے احمد
باراندوہ سے خم ہو کے تن عابد زار
معرفت سے جسے اللہ اسے ملتی ہے
ہر سہ تن چشم بناوہ تو ہوا یہ روشن
نقد دل دیکھ بنے یوں تھے خریدار شین
زلف سرو کی بھی لہن اسنے بلایں بڑھ کر
دوش احمد سے جوشہ اتر کر لاک بولے
دکھنا شان کہ سر کرتے تھے قربان نام

آمنہ جہلوہ رخسار ہمیں ہر نکلا
روش گلشن جینا ہمیں ہر نکلا
کون جس آپ کے محنت ہر ہمیں ہر نکلا
جہلوہ ابرو خم دار ہمیں ہر نکلا
دیکھو خرد واقف ہر ہمیں ہر نکلا
جام جم تشنہ دیدار ہمیں ہر نکلا
جیسے اللہ طے لگا رہیں ہر نکلا
جو زمانے میں گرفت ہر ہمیں ہر نکلا
تابل دید عجیب یار ہمیں ہر نکلا
ذکر خمر کا سرور ہر ہمیں ہر نکلا

حسد پونہا دے اسے جلد کی گایہ کوئی

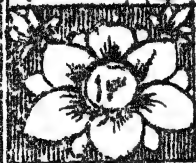
موش مدحت گر سرکار ہمیں ہر نکلا

مجرئی داغ جگر جو ہو کے گلشن رہ گیا
بزم عالم میں ادسی کا نام روشن رہ گیا
حلقہ ماہ محرم دیدہ پیر خم ہے وہ
سخت جان ہوں کہ موت آنے میں شاہ کی
دن کو پار کہا رہ دیدار شین قہر شب
سینہ صد چاک میں میسے رفو کس ن ہوا
بولے عباس دلاور نام رہتا جو فقط
شامیانہ بنے بعد مرگ لے درد فراق
جای غارہ خون لکھ دی شہیدوں صد

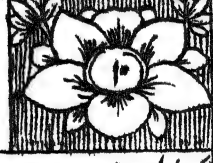
بنکے پہرین زار بھی بلبل کاشیوں رہ گیا
شمع کا جو کوئی گریاں ہو کے دہن رہ گیا
پانی پانی جسکے لگے ہو کے ساون رہ گیا
بنکے ای وحشت میں اک سنگ فلاخن رہ گیا
تمکے پائے دیدہ خورشید روشن رہ گیا
بجیہ گری بھی ہاتھ میں لے لیکے سون رہ گیا
زور ہا سہراب باقی فی تمستن رہ گیا
آہ حسرت کا دہوان بالا سید فن رہ گیا
لوسلامت شاہد ایمان کا جو بن رہ گیا

مٹے ہی گم ہو گئے فصل گل دل غ فراق
خال ہوئے شہ کا لکھا وصف بعد وصف
سخت دل ہی ہو گئی واقف کیوں تیرا
بعد مردن داغ عشق شہ نے یہ بخشا اثر
کسی حزن کان کا قصو اس میں ہوتا ہے مقیم
موج بحر شرم تھی بہر شرم زنجیر پا
زندگی میں تھی جو جگر حب ابن بو تراب
کیا بعد و کا ذکر برق تیغ چکی رن میں جیب
شعلہ آہ فراق شاہ نے چھو نکا جہان
بلبل جان اوڑ گیا باقی رہا داغ جگر
خو کیا سے وقت مرگ راہان سب سے

پر میں کڑا مثل بلبل شور و شیون رہ گیا
چہرہ مضمون کا قائم رنگ روغن رہ گیا
خروج ہو کر جو ہر شمشیر آہن رہ گیا
آہ کا اکالچ پر ہو کے روشن رہ گیا
دیدہ دل بن گئے کیوں سوراخ سون رہ گیا
حلقہ ماتم بھی ہنس کر طوق گردن رہ گیا
مڑتے ہی میں شہ کی ہو کر گردن رہ گیا
جلتے جلتے آسمان پر سہ کا خرم رہ گیا
ڈر رہا گلزار ماتم کی کوئی بن رہ گیا
میں فقط تھا مے مے امان گلشن رہ گیا
شوق پاؤں لک دلیں حضرت میں رہ گیا



دیکھ لینے آفتاب حشر کو لے ہوش شرم
داغ عشق شہ جو باقی بعد مردن رہ گیا



درا نام زمان مرجع انا م رصا
حدا و احمد دآل نبی کی الفت کا
زبان ہلائی نہ عابد نے پر سے رستے
طلب کی ساقی کو تر سے محبت کی
غم امام میں کہتی ہو فوج اشکون کی
نکیوں یہ آب دم تیغ خشک ہو جاتا
ہوئے بندگی شہ جو ساتھ لیے گیا
امام پر نہیں موقوف اہل باطن سے

یہ خاص مجھ ہی ہر دم محل عام رہا
لگا جو زینہ تو پہر کیا فلک کا باہم رہا
جہان کی بزم میں مانند شمع کام رہا
ہد ام کاسہ مقصد میں نگ جام رہا
شکست ہو گئی دل کی بند حایہ لام رہا
کہ حلق تر ہو اسو کہا لب امام رہا
تو اسکا خلد میں غلام ہر اک غلام رہا
ہمیشہ اہل باطن ایام بد لگام رہا

ادھر جو فوج کی کثرت تھی تو او دھر کچر خ
نخل سکا نہ کہی بندش سخن دے
یہ رو کے کہتی ہیں نہ ب سو کا بدزار
ہمیشہ چال چلے وصف روکشہ میں فی

ہجوم یا سس ہانم کا اثر د ہام رہا
ہمیشہ طائر مضمون اسیر د ام رہا
تمام آل نبی میں خدا کا نام رہا
مدام اک چمن تازہ میں خرام رہا

عروج بندہ کے جو مضمون قد نے پایا ہوش

مسالمہ میں دو بالا مرا سلام رہا

مشق گریہ جو عزا دار بر طعایت ہیں
چشم غفلت جو ہوئی وا تو کہا یہ خجے
ذہن میں کہیں گے ہم چہرہ سرور کی شبیہ
ہم غم شہ کی بدولت جو نہیں ولت مند
عین دے میں ان ہوں کے شرک اوڑھ کر
غنیہ و وصف شہنشاہ کھلا کر اکثر
دل مضطر کی تسلی کو تصور ہی میں ہم
طالب خاک در پاک سمجھ کر بیکار
خراود دھر سے اوہر آیا تو ندایہ آئی
رو دیے شہ جو سیکھنے نے کہا یہ ہنس کر
باندھ کر مصحف رخسار شہ دین کی ہو
حالت نزع میں آواز یہ آئی خرقہ کو
بالیقین جگر میں بھولینگے نہ سرور تجو
اب بھی ہم وہ ہیں یہ اعدا سے کہا عابد نے
چو کے خاک در شیرہ ہم عرش نشین

مجرئی آبرو سے ابر کھادیتے ہیں
اس طرح طالع خفتہ کو جگادیتے ہیں
ماہ کیا ہر کو نظر دے سے گرا دیتے ہیں
کیون در اشک کا انبار لگادیتے ہیں
آگ پانی میں سردست لگادیتے ہیں
ہم ہر بار چمن نظم دکھادیتے ہیں
مصحف روکشہ دین کی ہوا دیتے ہیں
خاک میں نسخہ اکسیر ملا دیتے ہیں
اس طرح شربت اعجاز پلا دیتے ہیں
اشک بابا زہین پانی کا فرادیتے ہیں
ہم چراغ مہر نا بان کو بجھا دیتے ہیں
مرحبا جان یوں ہی اہل فانی دیتے ہیں
اہل بہت کہیں احسان بھلا دیتے ہیں
آہ کا چرخ خمیدہ کو عصا دیتے ہیں
نقش امید کو کرسی پہ بٹھا دیتے ہیں

<p>بعد شہ کیوں نہو دل غول زینب وشن باندھ سکتے نہیں جب تیزی اسٹپ دین شکل امیر دم جنگ جو آئی تھی نظر پہلے دے کہتے ہیں عنوان کو بہائی کوثر ہیں سیدہ کارگر وصف لب شہ کر کے</p>	<p>شمع تربت پہ شہیدوں کی جلا دیتے ہیں فہم سے طائر مضمون کو اور ایتے ہیں کیا یہ چار آئینے آئینہ وکھا دیتے ہیں ما تم شاہ میں جو اشک بہا دیتے ہیں سرخرو ہونے کا ہم رنگ جلا دیتے ہیں</p>
--	--

<p>۲۳</p>	<p>ہوش و صف قد شہیر کو موزون کر کے ہم زمین شعر کی گردون سے ملا دیتے ہیں</p>	<p>۱۲</p>
-----------	--	-----------

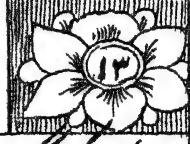
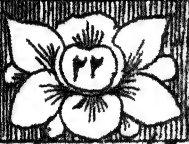
<p>مجرئی کہتے تھے شہ خلق کو تر ہونے دو ہو رہ حق میں جو قربان یہ سر ہونے دو خلعت سرخ تو ہم پائینکے زیر گردون واہ سے عدل جولی نوں ودہر شہ نہ کہا حرپکا کے کہ ملی دولت ایمان جہ کو آبرو کی ہی اگر چاہ تو آنسو نہ تھیں داغ الفت نہوشہ کا تو ہی کس کام کا دل حرکت اپنی طرف سے نہ کر و حکم یہ تھا بی بی زینب کی کما شہ سے خدا حافظ ہی کچھ نہ کچھ شہر بہتر مرے ہا حقہ آئینکا مومنو جانسب کی مخلوق مہ عید مجھے ہلکو کافی ہیں یہ نخت دل و اشک ماتم خشک تا مرگ نہو نخل الم لے اشکو بولے عباس دلاور کہ نہیں کچھ دہشت</p>	<p>ق</p> <p>آب شمشیر جفا تا بکر ہونے دو اس مہم کو تو کسی طرح سے سر ہونے دو اوس طرف ہوگی اگر فتح و ظفر ہونے دو ذوالفقار ابواء ہر زینب بکر ہونے دو اشقیا ہونگے اگر صاحب زر ہونے دو ہو جو طوفان بپا دیدہ تر ہونے دو یوں تو پر داغ ہی عالم میں مہر ہونے دو پیش جو آلے اوسے زیر و زبر ہونے دو خیر ہیں یہ جو بشر بانی شہر ہونے دو سبز تو دل میں غم شہ کا شجر ہونے دو دہیان ابرو کا ذرا مد نظر ہونے دو ہیں نہانے میں اگر لعل و گہر ہونے دو اسکے سائے میں مری عمر بسر ہونے دو فوج اعدا کی ہی کثرت سے اگر ہونے دو</p>	<p>ق</p>
--	---	----------

پاؤں او کہ طینگے در عیش نظر آئنگا بند
حکم لتے مین یہ پونچا کہ ہوا ب تیغ علم
ہوا و دہر سارا زمانہ تو نہیں کچھ پروا
زیر خنجر یہ کہا شہ نے بھی پیاس نہ آہ
ننگے سر کہتی تھیں نہ نیب کہ ہوسر دار کی خیر
لاشہ مشاہدہ کہتے تھے حرم رور و کر ق
پہلے اس وز کو خالق نے جو بخشا تھا حجاب
چھٹ گئے دارنوں سے لٹ گئے اس جنگل مین

تیغ حیدر کو دم جنگ تو سر ہونے دو
نسطار کے اگر قطع ہوں پر ہونے دو
رحمت خالق باری کو ادھر ہونے دو
لب سے خشک ہوا خلق جو نہ ہونے دو
ہوئے مقتول اگر میرے بس ہونے دو
ٹھنڈی سانسوں کا مناسبت جو نہ ہونے دو
ٹوٹا کر ابوسی دیوار کو در ہونے دو
خانہ برباد ہوا خاک مین گھر ہونے دو

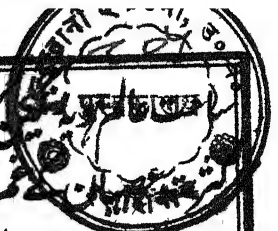
ہوش بالذات ہی مقصود یہاں اجڑ نہیں

کسی پہلو سے جو ہو عرض ہر ہونے دو



مجرئی دیکھے اگر روئے شہ ابرار کو
وصف زندان سے جلادے طبع کچھ فگار کو
دین بیان گرمی عاشور کو اب و رہم
ارج ذاتی اسکو کہتے ہیں کہ کہہ سکتے نہیں
اہل ایمان کو یہ لازم ہو کہ عصبیاں بچیں
کہتے تھے شہ کیا ہو تم اپنی نہ مانگو پہر کہی
ہو مقابل چہرہ رنگین سرور کے نہ وہ
پاس کی باتوں نے شہ کی جان اک عالم کی لی
المدد سے خضر خط شہ وہ کی ہر راہ کم
حق تو یہ ہی جو غم شہ مین مین پائے عروج
وصف روستا کی لکھن مین ہر سرزمین یہ

ہند رہن گند کرے آئینہ رخسار کو
آب گوہر مین بجایا جھنڈے اس تلوار کو
شعلہ جوالہ کر دین دامن گفتار کو
آستان شہ بھی کلج حرم ناہنجار کو
آئینہ تیرہ ہو رہنے دین اگر زنگار کو
ہم ذرا ڈالیں جو عکس بروی خمدار کو
بلبلین بھڑکائیں بھی جو آتش کھار کو
کیون نہ لیں بہر کفن سب اس گفتار کو
خضر نے شکار ہی جسمین بار ہا دستار کو
دیکھو منصور نے معراج پایا دار کو
کبک کی رفتار کہیں ملک کی رفتار کو



دوون اگر رخصت میں پادیدہ خون بار کو
کتے ہیں سب ایک مجکور شتہ روزنا ر کو
جب سطح مرکز سے گردش ہوتی ہے پرکار کو
جب فرشتے کھول پیشینگی ہری طومار کو
برق سی نسبت شہا کیا تیزی رہوار کو
شمع کا دامن بنایا دامن گفتار کو
حلقہ غم کی طرح پہنے ہے اس ہار کو
تیج کا پانی جو پایا صوم کے افطار کو
مومنو بہر عصا منگوا و خوب ار کو
بہر لیاہی موتیوں سے دامن گفتار کو

یون پہر اماہی سویدای دل و حشت زودہ
صبح محشر کا لقب شام لحد ہو جایگا
سقف گردون و سکا جولان گاہ زیر فلک
گریہ و سوز و رونی نے عمری وقت سخن
بعد شتہ توڑا نہ تار اشک عابد نے کہی
صبر کہتے ہیں اسے اسپر بھی دم مار نہیں
نالوائی میں بھی مرگان شہ و الاہی یاد
وصف نہ دامن گہریزی مضامین کی نہیں



ہوش باب مدح شہ کھولون مکر کیون میں



منہ دکھانا ہے جناب حیدر کرار کو

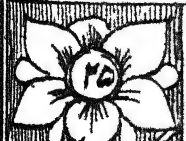
نور کا ترط کا تجسلی سے کیا گفتار کو
لہتے ہیں ہر دم بٹھے دست ید اللہ پیار کو
یون کیا تار شعاعی ہم نے جسم زار کو
کہکشان کہتے ہیں جس کے سایہ دلوار کو
آب ہو جاتا ہری روغن آتش گلزار کو
پہر صدایا یا نہ گاہے گنبد بستار کو
دوست رکھتا ہری ہر اک شمشیر جو ہر ار کو
طائر نکلت کی جامین مرغ آتشخوار کو
پردہ اوسد دم بھی رہا بدر نظر ستار کو

مومنو دیکھو تو وصف رے پرا نوار کو
رتبہ حاصل ہے یہ سبط احمد خندار کو
زمین میں کہیں پنا شبیہ عابد ہر جیار کو
اپکا ہری وہ محل رتبہ عالم میں شہار کو
کیون نہ رونے سے پہلے پھول مراد و جگر
چرخ نیلی پوش تو غم میں ہری چلا کیون
قطر ہا خون گریبا نکی بٹائیں کیون قدر
گلشن رخ جگر میں نہ ہری کیون و نخل
ومی ردا اشک جب چادر حرم کی چمن گئی

موج مضمون ہو روان بحر غزل میں مثل تیغ
 حروہ ہوتا ماسی جو صورتِ حُر جانتا
 کیا شقی تھے کانپ کر گرتا بلال آسمان
 جتنے ظالم ہیں شعرا و کاہی عالم میں لفاق
 چاشنی مرگ چمکتا جان شیریں یکے کیوں
 گلشنِ ہرا و جارتین جو پہلے پہلین وہ کیا
 تیرگی عصیان کی کوئی دولت یا کج کیوں
 ہجر کی سختی میں وحشت بھی گریبان گیر ہو
 جب عروس فکر پائے گوہر مضمون غم
 گنبد گردون گردان بلب لاپانی کا ہو
 شاہ کی زلف عرق آلودہ جب آئے نظر
 زیر ہو جو جنگ میں گشتی نہیں ہو اسکی قد
 مرغ مضمون بھی بیان گرمی عاشور میں
 طالب دنیا ہوں کیا کہتی تھی مسلم کے پسر
 قید ہونے سے حرمِ کاکم نہ پایا مترتبہ
 او غم سبط نبی وہ داغِ دلین ہو بہار

جب کہین ہم نظم و صحت ابرو خدا کو
 مصحفِ ناطق کی آیت شاہ کی گفتار کو
 شاہ چمکاتے جو اپنے ابرو خدا کو
 ہم جدا پاتے ہیں وصل پر حروف دار کو
 حُر نہ جو قند مکر جانتا مگر ار کو
 بہتری کا پہل ملے کب قاطع اشجار کو
 گنج کا عالم میں پاتے ہیں محافظ مار کو
 اب نہ ہم چورین گے ثابت امن کسار کو
 کیوں نہ روئے لیکے منہ پر دامن گفتار کو
 میں اگر رو کون نہ اپنی چشم وریا بار کو
 توڑ دین شیخ دبر میں سبھ کو زنا ر کو
 ایک ن پایا نہ کم مدخولِ حروت جبار کو
 ہا پنتا آیا نظر کہو لے ہوئے منقار کو
 حرمت شہ پر مقدم کیوں کرین مردار کو
 کیا ہو نقصان جو ثابت کیا سیار کو
 بھر دے خارا شک سی جو دامن گلزار کو

ہوشِ طوفانِ غضب جب بچالین پہرین
 کیوں سفینہ نوح کا جانین نہ ان اشعار کو

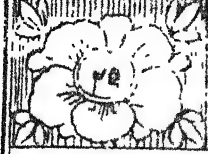


مجرئی ٹوٹی اوتارینکے سرفلاک سے
 جب ہو اپو پیچی نکھر دامنِ دراک سے
 آبلون کو جب ہو نسبت خوشہا تاک سے

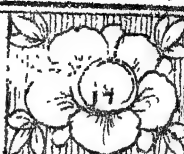
پاکے رتبہ مدحت سبط شہ لولاک سے
 نکلی بوت ب غنچہ و صفِ امام پاک سے
 باوید گردی نکیون پر کیف عشق شہ میں ہی

عشقِ احمق کو جلانے کیون جُب اہلیت
 خاکساری کی گردِ خواری کو نکیوں کر دینا
 بحرِ وصفِ شاہِ مین کیا آشنائی مین کرونا
 حُرِ کائے طائرِ ایمان کو کر کے صیدِ ہم
 جو غمِ شہیرِ مین ویا برطھا اوسکا عروج
 داغِ عشقِ شہِ سرِ شکِ خلدِ سینہ بھی مین
 زلفِ سرور کا او بھنے پراگر مضمون آئے
 ہر صفیہ شہِ کرباغِ وصف کا گلچین ہو مین
 بے کفن رہے مئی کیون نورِ ہولاش شہ
 وصفِ ندان شہ والا چب الین نظر
 روکے کتنی تھی حرمِ حرمت رہی کیا دین کی
 جُبِ ابنِ ساقی کو شرمین آبِ اشکِ غم
 جس طرح نورِ احدین نورِ احمد نقشِ ہی
 خاکِ وٹائے غم مین تنہا کچھ نہیں اہل مین
 اوسکا ماتم ہی کہ ہی جو مردمِ چشمِ نبی
 بہرِ صغرا تارِ برقی آنسو ن کا تارِ تنہا
 شاہ کی تیغِ دلائی حرج پر جا کر رُکی
 ہتا اگر ٹکلیں کہنا کی عبث مٹی خراب
 جب عدمِ ہم لیکے جائیں یادِ ندانِ امام
 آبرو پائی گھرِ ٹھہرا غمِ شہیرِ مین
 برہ کے بحرِ رحمت حق فی لیا آغوشِ مین

ہر نگینِ عالم مین جانا ہی روشن اک سے
 آدمِ اشرف ہو گیا بونے ہی پیرِ خاک سے
 پاٹ اس ریا کا طوطا نہیں تیرا اک سے
 باندھ لینے بادِ پائے روح کی فتراک سے
 یہ ہوا روشن بیاض دیدہ افلاک سے
 حوص کو تر بھی ہی مانی دیدہ نمناک سے
 مانگ لیں پہر کیون شہِ شہِ صید چاک سے
 خلدِ چوٹا سا چمن ہی اک مری املاک سے
 حسنِ چمکا ہر کا عالم مین کب پوشاک سے
 نسبت تارِ نظر ہو ریشہ مسواک سے
 ہو گیا خالی زمانہ اب امامِ پاک سے
 ہی کہیں پیرِ مغان بڑھ کر شرابِ تاک سے
 ہو نگینِ سطحِ کندہ کب کسی حکاک سے
 پیٹنے روئی کی آتی ہی صد افلاک سے
 پوچھتے کیا باعثِ گریہ ہو مجھ غمناک سے
 نامہ بر کی کیا ضرورت کیا غرضِ شعلہ سے
 ہو گیا ثابتِ گریبانِ سحر کر چاک سے
 کیون کیا پیدا نہ محلو کو بلا کی خاک سے
 رخنہ گو ہر سے مدفنِ تخیلِ مسواک سے
 جو گرا آنسو ہا سے دیدہ نمناک سے
 آبرو پائی یہ شہ نے آپ کے امساک سے



پیش خاتون قیامت ہوش تب ہوں سرخورد
خون ٹپکے جب ہمارے دیدہ نمناک سے



ہاں داغ ہی اک قلب میں لالا تو نہیں ہی
خالی می الفت سے پیالا تو نہیں ہی
یہ عابد جبار کا نالا تو نہیں ہی
دل عرش معلیٰ ہی شوالا تو نہیں ہی
یہ دیدہ پیر اشک ہی تھا لالا تو نہیں ہی
کچھ حلقہ غم ماہ کا ہالا تو نہیں ہی
اب ہر میں وصف قد بالالا تو نہیں ہی
خورشید ہی پس اس کے پیالا تو نہیں ہی
مضمون ہی اک چیت غزالا تو نہیں ہی
قطرہ ہی تو شبنم کا ہے ترالا تو نہیں ہی
یہ کچھ یہ الفت دست کا امالا تو نہیں ہی
وودول مظلوم ہے کالالا تو نہیں ہی
اکنالہ پنچہ ہے دونالا تو نہیں ہی
یہ کاسہ سر میرا ہے مالالا تو نہیں ہی
کسا ہی اسے کون کہ تھا لالا تو نہیں ہی
کچھ دیدہ دل میں ترے جالا تو نہیں ہی
اوتر اہوا نیر اکہیں جبالا تو نہیں ہی
آئینہ رخسار کا چہ لالا تو نہیں ہی
کچھ وصف دہن منہ کا نوالا تو نہیں ہی

دعوائے والائے شہ والالا تو نہیں ہی
یہ ساقی کوثر ہی کا ہے فیض کہ اپنا
کیا دور ٹھکے صور تو بول ادھیں مسیحا
ہو اس میں ہوا ان لعل برہن کی طرح کیون
طوبائے قد شہ کا نہال کی ہو کیا دہیان
ساتھ اس کے فلک داغ جگر کیون ہی چلتا
یہ پوچھتی آتی ہی قیامت بھی لاپاؤن
بیفا مدہ ہی ہو متا مستوں کی طرح چرخ
وصف آنکھ کا کیون ام میں پیش کی ہو پابند
کرتا چین عیش کو پامال ہی کیون ان شک
جو حتم ہو جد و ضرب کی بھر کیا ہو وہ سید
کیون ٹرتے ہوا حد اسی یہ فراتے تھی عابد
توڑے فلک عرش کو نالہ تو ہیں مجبور
ہوں میں در حیدر کا گد آجھو نہ غافل
پاتا ہے منو خسل الم دیدہ ترے
خر بولے نظر آئے کیون رتبہ سرور
دیکھ ابر کو تو غور سے اسی دیدہ گریان
کیون چومتے ہیں ابلہ پا کو مرے خار
جب تک نہ پسین آب بقاعدہ کرین کیا

<p>اگر جو گری گھوڑی سے تو بولیں یہ زینب کیون لفظوں سے یو بادہ الفت کی ہر پیدا یہ موت نظر میں تھی بسی پائی جو صحت خوش حال ہیں کیون و نو جہان ساری اسکے اعدائے نظر کی تو حرم لے یہ بڑھکر یوں پوچھتی رضوان سے ہر نیکینی بدت جلجائے نہ کیون ناریوں کا تیغ سخن قربان قدر شہ ہوز مانہ تو عجب کیا ہوتا نہیں کیون کشت تمنا مرا سر سبز</p>	<p>ہر ہی یہ مرا کیسو دن والا تو نہیں ہر ہر دائرہ کھرت پیالہ تو نہیں ہر تو بولے یہ عابد کہ سنبھال تو نہیں ہر کملی یہ فقیر دن کی دوشالہ تو نہیں ہر تار نظر انکا کہیں بھالہ تو نہیں ہر دیوان یہ جنت کا قبالہ تو نہیں ہر یہ برت سے انداز نرالا تو نہیں ہر کچھ عالم بال سے یہ بالہ تو نہیں ہر سرد آہوں سے رپا کہیں بالہ تو نہیں ہر</p>
---	---

<p>چپ کیلے ہم ہوں مرض منکر کافی الحال منظور ہمیں ہوش ازالہ تو نہیں ہر</p>	<p>۱۷</p>
<p>کس کے در اور پیسی یہ جبین ہر خچے میں سمایا ہوا فردوس میں ہر حضرت ہی کا وہ دہر میں حسن گلین ہر بڑھکر خط ساغر سے مرا خط جبین ہر کیون کرسی حرف آج ہر اک نشین ہر دیوان مرا غیرت دیوان حزمین ہر کنڈہ نو چاک سے جو دہ نیکین ہر زخمی ہی قمر چاک سم گا زمین ہر شانہ کہیں بازو کہیں خسار میں ہر ہچکی مجھے آتی جو دم باز پسین ہر</p>	<p>امی تھری متاب کا کیون سبکو یقین ہر لو دلیں نہان لغ ولے شہ دین ہر آئینہ بخورشید کو پہالا جو بناے ہو سانی کوثر کا تصور مرے دل میں کس مصحف رخسار کے کاوصاف ہوں لکھتا ہر بیت میں گھر رنج کا ہی ماتم شہ سے واع غم شہ دیکھ کے کتاب ہے زمانہ قبضہ تہ وبال ہے شہا تیغ دو دم کا یہ تفرقہ اعضا میں ہی تلوار کے دم سے ویتی ہی خبر شاہ شہیدان نے کیا یاد</p>

گریسے پس مرگ بھی ہو مجھ کو سروکار
جو اہل توکل ہیں غذا نور ہو ادنی
جب نقشِ موی پہرہ زلیخا کی مضامین
شہ کنتے تھے انشت نما ہوگی بیکل فوج
ہم صوت و ہر شکل ہو محبوب خدا کا
کعبہ ہیں سید پوش تو افلاک ہیں نیلے
ہنستا ہو مرا زخم دل اسی تیغِ جدائی
کیون بچٹ نہ گئی آہ زمین ست جفا کی

ہر ذرہ مری خاک کا اک ڈٹ نہیں ہو
خورشید کا گردہ او نہیں ناچین ہو
سب کہنے لگے ملک سخنِ خطہ چین ہو
کہینچے موی تلوار ہر اک بانی کین ہو
ایسا کوئی اکبر کے سوا اور حسین ہو
کوئین میں ماتم کسے سرور کا نہیں ہو
جولان گہرِ برق آج تو لو عرش برین ہو
جب شہ نے کہا خاتمہ میرا تو نہیں ہو

کیا پوچھتے ہو ہوس کا تم حال پس مرگ
خدا م شہ دین ہیں جہان وہ بھی دین ہی

مجرئی کہتی تھیں زینب یہ ہو آفت کیسی
روشن اب تک ہو شہا شمع ہدایت کیسی
منہ کی کہائے جو رخ شہ کے مقابل ہو قمر
اوٹھ گیا چین بھی گہرا کے تو پر غیر ہو کیا
مور و غم ہو مری روح پس مرگ ضرور
صورت ابرو کی یہ کہتی ہو کہ دیکھو تو ذرا
دولت الفت شہیر میں ہم مستغنی
باعث زلیست ہو ہو مری عشق امام
پہو لٹا گیا ہو تو فر دوس پر اپنی ضوان
گھوڑی پہنک گئی جب شہ تو کیا شکر خدا
ہو خیال لب لکین تو بچھے کیون نوش

چاہ کوثر کی ہیں اب ہے قیامت کیسی
بزم عالم سے ہے کافور ضلالت کیسی
مہر چکے تو ہو آئینہ ہو صورت کیسی
اللہ اللہ یہ ہو دلیں ہو حسرت کیسی
کر بلا جاسیگی لے مومنو جنت کیسی
ہو محرف لکھی قرآن کی آیت کیسی
درہم داغ ہیں کافی ہیں دولت کیسی
علت علت ہیں صحت کی ہو صحت کیسی
دیکھو تو کوچہ سرور میں ہو نہ بہت کیسی
کی نماز ایسی ادا تھی مری نیت کیسی
مومنو آتش یا قوت میں حدت کیسی

تیغ کھتی تھی دم جنگ چمک کر ہر بار
 فوج نے گیر لیا جب تو حرم یون بولے
 پردہ دل سے جو اڈھا دیکھ لیا وہ جلوہ
 بھکی آتی نہیں بھتا ہے خوشی کا ڈنکا
 مہربان ہو کے کہیگا شہد اسے یہ خدا
 بھجساب آج کرینگے تمہیں ہم داخل خلد
 کو تے ہیں سنگ میں گہر بنے ہیں اختر گاہے
 بے جوارح کی دل صاف بھی بیکار ہے
 بارز بیت کے گلے کا ہے ڈرا شک عبث
 سر کلمے سے تھی ہر اک کی بند تھی ہن مشکین
 کوئی پوچھے تو اویس قرنی سے جا کر
 خر سے اعدائی کہا تو ادھر ہی ہوا کیوں
 مال کیا مال ہو اس عہد کا جو حاکم ہی
 پر کرین کیا تری شمت میں نہیں تباہ وقار
 سنکے یہ خرنے کہا عین خطا پر شتم ہو
 وہ دُر درج شرف ہی بحث عالمین
 باغ عالم میں گل نخل شریعت ہو وہی
 اوسکو جھوٹے میں جھلاتے رہے جبریل امین
 سخن اوس ہی ہوا جو وہ محمد سے بہرا
 دیکھنا پاوری بخت اسے کہتے ہیں
 مرد تھا ایک بدین تم سب میں بچا ہی نیا

کہ تو اے پیک اجل ہوتی ہو مہلت کیسی
 خود ہی اہم قیدی غم میں یہ حراست کیسی
 حضرت معتزلہ اور ہے رویت کیسی
 بے اجل مرتے ہیں ہم موت کی نوبت کیسی
 ہر شہادت کے لیے فکر شہادت کیسی
 کیا نہیں جانتے تم ہو مری رحمت کیسی
 ہو ان آمون کے شرار و نین شرارت کیسی
 ہاتھ صوفی کو نہ ہاتھ آئین تو معیت کیسی
 آبر و خاک میں جیب مل چکی زینت کیسی
 آہ ناموس نہتی رہتی مصیبت کیسی
 ہوتی ہو در جبدانی کی اذیت کیسی
 کیا ہوا پر گئی دم میں تری نیت کیسی
 دل میں دیتا وہ جگہ تجکو حکومت کیسی
 سچ ہے یہ بات مقدر کی شکایت کیسی
 نور چشم دل زہرہ سے عداوت کیسی
 وہ مہر برج نبوت ہے امامت کیسی
 وہ بہار رخ وحدت ہے حقیقت کیسی
 اوس پہ خالق کی رہی چشم عنایت کیسی
 رد ہوا درگہ خالق سے تو عزت کیسی
 کہ گنہگار ہوں پر پاؤں کا جنت کیسی
 دیکھ لو کرتا ہوں مردار پہ لعنت کیسی

الف ساقی کو رشنے کیے واسرار
ہوش ہشیار ہوا اور وہ غفلت کیسی

چہرہ زلین گل سو اہی غیرت بل لطف رسا
چشم جہان ہر عم میں پر غم بحرالم ہر سارا عالم
روئے نو پیش نظری سر کو ہر دم زلف کا سر ہر
نام خدا وہ ذات مکر مصلیٰ اللہ علیہ وسلم
کیا ہو بیان ہوا کی تیری عقل کی تیری حسرت کوئی
شیر خدا کا او کو بیجا جان رہا ہر عالم سارا
تخت و بادل ج و لوت است نہ آئی جامہ عزت
نارین ہر وہ ایسی بی بی جس سے نری ہر پانی پانی
نور کا جامہ نہی کیست تاج ظفر کا لکھ ہو سر پر
سوے عدم ہو کس کا ارادہ خلد ہر ضوان بجد ہو
کتنی ہیں یہ ور کو زینب کیا ہو میری وارث یار
ہوئے ہیں شایخ صفت سر و شری بھی آپو نیچا ہو سر پر

شہ کی سلامی بسکو سوا ہر ضوان قربان خوف و
جیسے بڑا ہوش کا ماتم آنکھ کا پردہ عین گشا
روز کا شب کا دلیں گھر کو میر دم سی صبح و سہا
ایسے بتی میں نور مجسم سایہ چنکا خور کی ضیا
برق نہ بھی چال اس سے سیکو کی سو ابھی باہر تیا
تیج کا اونکی ذکر کروں کیا بہر عدوا کئی بلا
پہنے وہی ہر خلعت عظمت جس کو عشق آل عبا
دم ہو کر او کو زیست اجل کی حل ہو او کی حشر پیا
اچھٹے کیا ہو قبضہ گھر گھر ادس کا سلامی پیک نصفا
فوج ہو او کو نسا پسا دیدہ کوثر کیلے واہ
خشک ہیں مار پیاس ابل ہو پ بھی ہر جاوا
کیون نہون نسبتی سی باہر خیمہ کا اندر شور مچا

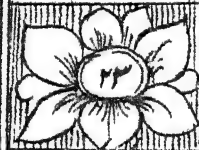
ہوش زمین شعر کی رفعت کرتی ہو ثابت عرش کی ثمت
نظم کی جیسے شاہ کی مدحت طائر مضمون رشک ہما ہے

غزلیات لغت سر و کائنات علیہ الصلوٰۃ

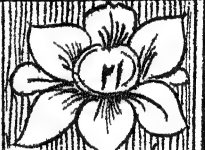
دل مرا نور سے معمور رہا خوب ہوا
نخل مضمون شجر طور رہا خوب ہوا
یار الفت کا میں مرزور رہا خوب ہوا
زخم دل کا مرے ناسور رہا خوب ہوا

لغت کہنا مجھے منظور رہا خوب ہوا
نظم وصف قدر نور رہا خوب ہوا
عشق احمد تو خاک ہر شاہی جہان
لے خیال ہر شاہ تری کاوش سے

دیکھ سکتا نہ کوئی نور احد بے پردہ مجھ پہ سو جان سی صحت بھی فدا ہونی لگی تہمت بادہ کشی اب تو کرے گانہ عدو وصف سے حسن مجھ کے مرے دیوان کا نشہ عشق نبی نے عمری غفلت کہوئی دارمترگان پہ چڑھا شک غم احمد میں دور گردون سی ہو آوارہ وطن دشمن شاہ دیدہ دل سے کیا مینے تماشے جمال	دامن میمن میں مسطور ہوا خوب ہوا عشق حضرت سی میں بنجور ہوا خوب ہوا شیشہ محل جو مرا چور ہوا خوب ہوا ہر ورق رشک رخ حور ہوا خوب ہوا ظاہری غمی سے نہ مخمور ہوا خوب ہوا عہد کا اپنے یہ منصور ہوا خوب ہوا بے نیکیں جناہ زبور ہوا خوب ہوا ظاہری پردہ جو تہادور ہوا خوب ہوا
--	---



سلسلہ الفت گیسو کا تو پایا لے شاہ
ہوش یوانہ جو مشہور ہوا خوب ہوا



ذرا کوئے محمد ہو جو اختراپنا ہو جو خار رہ طیباتن لاعتراپنا خواب میں جب وہ دکھا دین رخ انور اپنا کچھ مینے میں پوچھا نہیں شوار ہمیں ہو سر گیسوے سرور جو دم فکر سخن روئے خورکہ حضرت کے محبت نہیں نقش ہو تاج سلیمان کا ہمیں خط جبین غم عصیان نے گھٹایا ہمیں ایسا شاہ ق نظر مہر سے کیا دور منور ہو کر شاہ تک حال دل زار پونچ جائے ضرور بادہ عشق محمد سے ہیں ہم بھی سرشار	رتبہ خورشید سے بڑھ جائے نیکو نکر اپنا کس روش پر نہو گلزار چنان گہراپنا کیون نہ سوتا ہوا جاگ اٹھے مقدر اپنا شرط یہ ہو کہ دراجت ہو یا دراپنا نام سودا سے زمانے میں ہو بڑا کراپنا وے کفن کے لیے دامن جو گل تراپنا جب درپاک محمد پہ کہیں سراپنا کہ رہا جسم نہ اک تل کی برابر اپنا حور جنت کی بھی آنکھوں میں کریں گہراپنا طائر سدرہ جو ہو جائے کبوتر اپنا خوف کیا حشر کا ہے ساقی کوثر اپنا
---	---

احمد پاک کے نقش کفن پاسے دعویٰ
ہر صفت میں تھی شرارت جو خدا کو منظور
ہو تصور مرثہ شاہ کا کافی ہمو
غم فرقت نے بنایا ہو ہمیں مثل حباب
کیا رہ نیک کی ای خضر ہے ہکو ملاش
مصحف روئے محمد گونہ بولین یارب
حُب سبب و قن شہ یہ دکھائے مرثہ
شہ کے قبضے میں نہوتی جو خدائی ساری
صد مہ گور و قیامت ہمیں کیا مہشت
جلوہ نور قدم رونق بزم عالم
واسطہ پنچمن پاک کا لو حبلہ خبر

منہ تو ہوا سے ذرا ماہ منور اپنا
مثل احمد کا کیا خلق نہ ہمسر اپنا
لا اذ اب کام میں فصا د تو نشتر اپنا
چسپا در آب پہ ہر روز ہو بستر اپنا
جب محمد ساز مانے میں ہو رہر ہر اپنا
یہ سبق ہکو ہمیشہ رہے از براپنا
خلد میں حال ہو ہر ایک سے بہتر اپنا
تیغ وحدت کی عیان کرتی نہ جو ہر اپنا
یار ہو عشق محمد غم حیدر اپنا
ذو جہت ہو نہیں کچھ شبہ ہمیر اپنا
ہر بہت ششدر و حیران مضطر اپنا

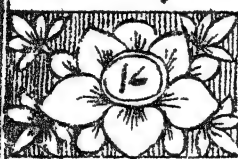
ہوش اللہ سے ہوا بے تمنا ہر دم
خانہ دل میں کرے حُب نبی گہراپنا

داغ ہجر نبی سے زار ہوا
عین وحشت میں اشکبار ہوا
رنگ لائی شفاعت حضرت
آنکھ جس سے حضور نے پیری
ہجر احمد میں اشک سرخ مرا
حق کے محبوب کا شب معراج
بن گیا شانہ پنچمہ مریم
زیب رخسار جلے گلگونہ

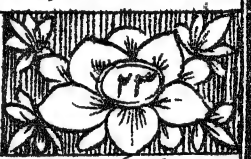
باغ رضوان کی سین ہزار ہوا
بی بیڈیان آنسوؤں کا تار ہوا
سرخ و ہر سیاہ کار ہوا
اوس سے برگشتہ کردگار ہوا
غیرت و انداز انا رہوا
بنے انداز سے سنگار ہوا
آنہ لطف کردگار ہوا
شعلہ حسن کا شرار ہوا

راہ توحید کا غبار ہوا
زیب تن جامہ و تار ہوا
دامن صبر تار تار ہوا
دامن چشم انتظار ہوا
ہر دو جانب سے آشکار ہوا
کہوں کس طرح سے کہ پیار ہوا
وہی جانے جو دلفگار ہوا
سہر حق کس پہ آشکار ہوا

عوض سرمہ چشم حق بین میں ہوا
زیب سرتاج بخشش امت
جلوہ دیکھا جو یہ فرشتوں نے
کیا ملائک ہن نور ایزد پاک
آئینہ اک کماہ و کمر باکا طور
وصل کیونکر کہوں ہو جاے ادب
بان مگر ر مزعاشق و معشوق
عقل کس طرح کر سکے ادراک



نعت کہنے میں ہوش کیا دعویٰ
اس سمندر کے کون پار ہوا



گہر سانی کوثر کا ہے بیجا نہ ہمارا
مقبول آئی ہو یہ نذرانہ ہمارا
جبریل سے رہنے لگا یا رانہ ہمارا
پر ڈر ہی نہ واپس ہو یہ بیجا نہ ہمارا
پُر نور نہ پہر کیوں ہو سیہ خانہ ہمارا
کہتا ہی یہی اب دلِ یوانہ ہمارا
محشر میں کیلے گا کہی پروانہ ہمارا
جنت سے ہی بڑا بکر کمین ویرانہ ہمارا
غربت میں بھی ہو ٹھاٹھ میرانہ ہمارا
ہو کیا ہی نیا آئینہ شانہ ہمارا
خلعت ہی یہ ملبوس فقیرانہ ہمارا

لبریز می حب سے ہو پیمانہ ہمارا
سرا تہ پہ پہرتے ہیں لیے عشق نئی مین
حاصل ہوئی جسدِ حضور کی درشہ کی
دل دیکے ملے جنس محبت تو ہو سستی
جسٹیم خیال رخ احمد سے روشن
ثابت نہ ہے صبح قیامت کا گریبان
ریاڑا ہی گریبان غم آل عباس میں
رنگ گل وحدت کی ہو بودل غجنو میں
آہوں کی نشان ساتھ ہیں و نالوں کو ڈنکے
صد چاک اگر دل ہی تو سینہ بھی صفا ہی
صد شکر در شاہ زمین کے ہیں گداہم

جنت کے پرن طالب طلبگار مارت
منصورا الحق کہی کہتا نہ زبان سے
رہتا نہ سرجم میں کہی نہ غفلت
فرماتے ہیں وہ داغ محبت ہمیں دیکر
صحرا کا بلوہ ہے جنون تاج سرا اپنا

عالم سے ہر انداز جدا گانہ ہمارا
آتا جو اسے طور یہ مستانہ ہمارا
ماتا جو اسے تاج گدایانہ ہمارا
ہمراہ لیے جاؤ یہ پروانہ ہمارا
وحشت میں بھی حوالہ ہر شانہ ہمارا

غل ہر یہ مدینے میں کہ ہر موج ہو زنجیر
لے بھر کرم ہوش ہر دیوانہ ہمارا

آئینہ الطاف خدا روے محمدؐ
سارا ہی جہان بستہ گیوے محمدؐ
پہلوے خدا ہی خم ابروے محمدؐ
ہر ایک ہو اسے قد دلوے محمدؐ
پہر کی نظر ہی جو نو سوے محمدؐ
اللہ کی بودیتی ہو خوشبوے محمدؐ
اوس بزم کے لکے ہیں بازوے محمدؐ
دیتا ہی خبر صاف خطروے محمدؐ
اوڑتا ہوا شاہین ترازوے محمدؐ
مفتوح کرے چاہے جو اردوے محمدؐ
ہوتا نہ اگر شانہ کش ہوے محمدؐ
چسپان نہو جو مصرع ابروے محمدؐ
اللہ نہو تا جو رضا جوے محمدؐ

ہر موج صفا صاف ہر اک خوے محمدؐ
ہر سر میں ہر سوداے سروے محمدؐ
اللہ سے واصل ہو چکائے جو کوئی سر
کیا ذکر ہر طوبی کا شجر طور کا کیا ہی
جب عین خدا کی ہوا ہر چشم عنایت
رنگ گل وحدت بھی بہار رخ حضرت
موسیٰ کی جہان شمع نظر نے نہ دیا کام
سرمایان عطا ہو تسم نور سے محکم
پہلے ہیں جو رحمت کے تو ہر مرغ شفاعت
کیا ذکر عجم اور عرب ساحت گردون
یہ امیج کہی پنجبہ خورشید نیا تا
کو تین کی پہر بیت نہ سالم نظر آئے
مثل امم سابقہ ہوتے نہ گنہ عفو

کیا حورون کی تشریف کا ہر فکر بیان ہوش

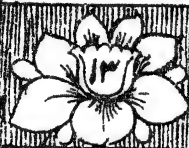


عرفان ہر آئینہ زانوے محمدؐ

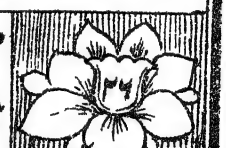


نوشا سر ہو جس میں ہوا کے محمدؐ
رضا کے خدا ہے رضا کے محمدؐ
وہ ہی کون ایسا سوا کے محمدؐ
جو دیکھے تن با صفا کے محمدؐ
ہے دو میم میں جیسے حائے محمدؐ
میسر ہو جو خاک پائے محمدؐ
خدا جانتا ہی بہائے محمدؐ
نہو عرش کیونکر سرائے محمدؐ
کہ شاہ بہان ہے گلے محمدؐ
ہے طہ و پس شائے محمدؐ

نہ ہے بل ہو جس دل میں جائے محمدؐ
رضا کے نبی ہے رضا کے آئے
ہوں کل نعمتیں حق کی جیسے تمام
نظر آئے اوس میں اسے حق کا جلوہ
محمدؐ دل ہو و عالم ہیں ایسے
عوض نقد جان کو بھی بیشک ہزار ہا
کوئی جانے کیا اوسؐ ربے بہا کو
نزول عجلے حق جب رہے وہ
گدا ئی میسر ہو حضرت کے در کی
شنا کر سکے کوئی انسان کیا منہ



و عا ہو شش کی ہے یہ ہر دم الہی
ہو محشر میں زیر لو الے محمدؐ

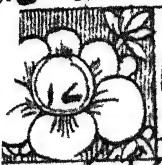


کرتے ہیں غل تہام کروہ عرش کی زنجیر کو
کوئی پاسکتے ہیں اس عزت و توقیر کو
چاہیے سیکھیں سلیمان آپ سے تسخیر کو
چشم حق بین کوئی دیکھے مری تقدیر کو
حکم و نزخ کا ہو جسد دم واجب لتعذیر کو
سنگ اسٹوس بھی جاری کر دین جو شیر کو
کام مسرماؤ نہ اب یہ خدا تاخیر کو
بے سبب چٹو و ٹڑپتا یوں نہ چہم زنجیر کو

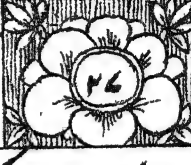
اپن دیوانوں کی دیکھو تو شہما تو قیر کو
تھے عزیز مصر یوسف آیتاہ و جہان
ذکر کیا پر یوں کا فلان بشتی ہیں غلام
ہوئیں اوس امت میں جو اہل انبا کو جسکی کو
ابر رحمت شاہ کا اوس لگ کو ٹھنڈا کرے
واہ سے اعجاز پار کیں اگر شہ کے غلام
جلد بلو او مینے میں پریشان ہو بہت
بیر الفت ہوں سہل تیغ ابر و دود کہا

لے ہوس ہاتھ آجائے اگر وہ خاک پا
ہوں میں مداح چھیب پاک ای ہزار تو
ہوتی ہی تسکین بجا تا ہوں نیے کی طرف
سرغم سرور میں ہو منہ سے اگر اپنے نہ آہ

خاک میں کیونکر ملا میں پہر نہ ہم اک
طائر سدرہ کے پر سے کہیں چنا قصہ
کیا کروں پہر کہیں چکر میں آہ بے تاثیر
کون ہی رو کے عصا لیکر جو چرخ پر



سرخروئی میں مری ای ہوس ہو کیونکر کلام



دوست رکھتا ہوں میں دل سے شیر و شیر کو

مومنو کہ جو درود اکثر خدا کی واسطے
جب غلام شاہ طیبازندہ مردوں کو کہیں
چاک یہ سینوں میں عشاق محمد کے نہیں
دیدہ اہل صفائیں کیوں نہوا و سکامقام
ماہ و مہرارض و سپایہ کے اللہ نے
نقش دل میں جبا حمد نے کیا تو غم گستا
خاک طیبہ کی ہوس میں وا چہ چشم آرزو
حاصیوں کی طرح نازاؤں کو شفاعت پر جو ہو
وصف سے شاہ دین میں سرور و شمس ہے
بخشے جائیں گے گنہگار ان امت کے گناہ
والناسا یہ لو اے محمد کا سر پر مے
شمع تربت کی نہیں حاجت پس مردوں حج
وہم غلامی کا بھرن کیونکر نہ ہم حاصی ہلا
کیا بشر سے ہو سکے وصف جناب محمدی
بتلا عصیا نہیں ہیں یا رب تمنا ہو ہی

ہی ہی تحفہ جناب مصطفیٰ کیواسے
کیوں لب عیسے نہ وا ہوں مج جب کیواسے
واور جنت کے رخسے ہیں ہوا کیواسے
ہوں جو سرگردان نبی کی خاک کیواسے
اوس نبی بدر الدجی شمس لطفے کیواسے
ملکب انوید زعفران ہر بلا کیواسے
خاک چھائیں کیلے ہم کیسا کیواسے
منشیں مانیں ملائک بھی خطا کیواسے
آیہ واللیل زلف مشک سا کیواسے
ہاتھ چپ حضرت اوٹھائیں گے عا کیواسے
لاکھوں دیتا ہوں شہا آل عبا کیواسے
دلغ دل کافی ہی مرقد میں ضیا کیواسے
بکھ تو آخر چاہیے روز جزا کیواسے
جب بان حق تعالیٰ ہوشنا کیواسے
حشر میں پردہ سے آل عبا کیواسے

دولت ایمان ملی کیا نعمتیں کل مل گئیں
کیون بلائیں اب زبان ہم مدعا کی واسطے

کیجیے زندہ مدینہ میں بلا کر ہوش کو
اسے حبیب حق لب معجز بنا کیواسطے

ہوں مجھ کو ثناء یا حیات النبی غلام آپ کا یا حیات النبی کروں جان فدا یا حیات النبی کروں پر ضیا یا حیات النبی رہے رد بلا یا حیات النبی برائے ہوا یا حیات النبی نہود و سرا یا حیات النبی یہ تمل آنکھ کا یا حیات النبی یہی ہو دعا یا حیات النبی یہ حبام و لا یا حیات النبی	برائے خدا یا حیات النبی یہ خواہش ہی جنت کے جیون ہوں پس مرگ پہراؤ ٹھکے روز جزا کف پاہر آنکھوں کو طبل کو مین بلائیں مین کیسو کی لیتا رہوں مراد امن دل بنے بادکش دو عالم مین مخدوم جز آپ کے بنے خال چشم و لا سے حضور رہے چشم حق مین یہ میری نظر وہ زندہ ہوں لیجائیں جو مردہ مل
---	--

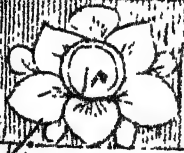
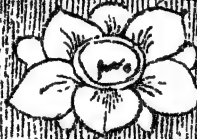
صلہ مین رہے ہوش نہ بر لوا
بروز جزا یا حیات النبی

حیات النبی یا حیات النبی حیات النبی یا حیات النبی حیات النبی یا حیات النبی حیات النبی یا حیات النبی حیات النبی یا حیات النبی حیات النبی یا حیات النبی	دعا ہو مری یا حیات النبی کہ مجھ پر در عیش ہو جلد و ا مجھے غم نے بے موت مارا ہو اپ جسلا کو بلا کر لب جا نغز ا کئی مشکلیں ہیں وہ ہوں جلد مل رہائی جو دنیا کو جھگڑے ہو
--	--

تو جا کر مدینے میں کستا پہرون
کہاں ہو کہ حاضر ہو در پر غلام
ہو شاہانہ اسوقت لطف و کرم
گناہوں سے پاؤیہ عاصی نجات
مجھے خلعت معرفت ہو عطا
ملے عزت و جاہ کو نہیں میں
مری آل و اولاد دائم ہوشاد
جو ہوں دست و سب میں شکام
جو دشمن ہوں ذہیر میں لب ہوں
ہوں جنت میں گل مر و الدین

حیات النبی یا حیات النبی
حیات النبی یا حیات النبی
حیات النبی یا حیات النبی
حیات النبی یا حیات النبی
حیات النبی یا حیات النبی
حیات النبی یا حیات النبی
حیات النبی یا حیات النبی
حیات النبی یا حیات النبی
حیات النبی یا حیات النبی
حیات النبی یا حیات النبی

رہے ہوش مداح جنتک جیے
حیات النبی یا حیات النبی



یہ تمنا ہے کہ جب ہر قیامت نکلے
کیون و عالم میں نہ یکتا نہ حضرت نکلے
تکلیف قبر و گنہگار جب امت کے
دیکھ لے حور مدینے کی اگر سر سبزی
چہرہ اک ایک کا محشر میں نہ کیونکر ہو کمال
بے کہے حب صفا کام کرے جب عاشق
خلد میں ذکر صفا کے رخ سرور جو چلے
سلسلہ ٹوٹ سکے او سکی بُرائی کا کہاں
جو دعا کے لیے حضرت لب قدس کو بلائیں

منہ سے بے ساختہ صفت رخ حضرت نکلی
اس الف ہی سے توہین معنی حدت نکلی
کھولے آغوش کو اللہ کی رحمت نکلی
بھول کر پہر نہ کہی وہ سوئے جنت نکلی
صاد کے واسطے جب فرو شفاعت نکلی
منہ سے محبوب کیوں حرف شکایت نکلی
حور کے پاس بھی آئیت نہ حسرت نکلی
جسکا اللہ سے اک رشتہ الفت نکلی
اوسکے لینے کو در حق سے اجابت نکلی

کام سب خلق کے حضرت کی دولت نکلا
ہو وہ سامان کہ محبوب کی شوکت نکلا
حیف ہم آج نہ منجملہ امت نکلا
کمن خالق سے نہ مضمون ثابت نکلا
گھر سی باہر نہ ذرار از محبت نکلا
لو وہ محبوب خدا بہر شفاعت نکلا
اوسکے ہم وزن محراب عبادت نکلا
جو دم مرگ کوئی اشک نہ امت نکلا

نقد ایمان جو ملا ہم کو تو کفار کو زر
نتہا یہ جبریل کو معراج کی شب کم خدا
یہ وہ امت ہی جسے دیکھے بوسنگے رسل
عشق حضرت کا نہ لے نام دلا ہوش میں
لطف تب ہو کہ بھر ادل ہو زبان ہونہ خبر
عاصیوں کو ہونکیوں ناز جب آئے صدا
وصف ابرو دینی میں ہو جو مصرع موزون
دہوئے وہ نامہ اعمال بد دولت شہ کے



دل میں جو داغ پٹے عشق حبیب حق کا
ہوش کیوں ادھین نہ بوسے گل جنت نکلا



یہی ہو شکل لاٹانی ماسی کا نام صورت ہے
اسی کو شان کہتی ہیں اسی کا نام شوکت ہے
اسی کو چین کہتی ہیں اسی کا نام رحمت ہے
سناوت اسکو کہتی ہیں اسی کا نام ہمت ہے
اسی کو ہجر کہتے ہیں اسی کا نام فرقت ہے
اسی کو چاہ کہتی ہیں اسی کا نام الفت ہے
اسی کو کہتی ہیں گریہ اسی کا نام رقت ہے
تمنا اسکو کہتی ہیں اسی کا نام حسرت ہے
اسی کو کہتے ہیں شش اسی کا نام رحمت ہے
اسی کو کہتے ہیں درہم اسی کا نام دولت ہے

ہوشہ کو دیکھ کر سکتا اسی کا نام حیرت ہے
بلا یا حق نے پاس اپنے بڑھایا عرش سیرت ہے
خیال شاہ جب خواب عدم دکلا تو بچا
دیا مخلوق کو ایمان کمر باندھی شفاعت ہے
کیا جب خشک مثل آب مینہ تو دل بولا
کوئین حب قن میں شاہ کج جانگے تو یہ سمجھا
بہا یا چوب حنا نے دریا ہجر سرور میں
کھلی آنکھیں میں شوق دید میں خواب عدم کو
دیا جو نقد ایمان اہلو تو کفار کو دولت
بڑھی جب قدر داغ عشق احمد سو تو یہ جانا

بڑھایا عرش نے رتبہ تو جانا ہوش یہ تنہا

اسی کو وصف کہتی ہیں اسی کا نام مدحت ہے

۱۴

جلوہ وہ نہیں جو رخ انور میں نہیں ہے
رحمت شفاعت ہے خدا لیسے رسالت
باعث ہے طواف درشتہ اوج کا ورنہ
ہر چاہ نبی کی تو عبث خوف عطش ہے
کیا جام شمش وینج ہو سیکہابی ہوں
اثباتِ رسالت میں نکیوں ہر گز ٹھنہ
اک تار بھی وحشت میں نہیں باقی کیا غم
حیرت نہ بٹھے دیکھ لے کیوں رو کو نبی کو
کیوں رشتہ الفت ہے شاہ کا ثابت
انگشت محمد سے ہوا ماہ دو پارا
خال رخ محبوب خدا تیرہ ہو کیونکر
یہ فضل خدا ہے کہ ابو ذر تو ہیں مشہور
مر مر کے نکیوں سنگ لون کو ملے ایمان
کیوں داغِ عشق میں نہو داغِ جدائی
حبِ ذوقِ شہ میں جو پڑا شک نہیں یہ
کہتا ہے دم نعت مرا مرغِ طبیعت کو

وہ حسن ہی کب ہو جو پیر میں نہیں ہے
وہ کون سی شہ کی کہ جو اس گہر میں نہیں ہے
پیری تو کچھ اس چرخِ مستکرمین نہیں ہے
کیا حوض کوئی سحرِ محشر میں نہیں ہے
اک دل میں مگر جو ہی بہترین نہیں ہے
وہ کون سی ہی خیر جو اس شرمین نہیں ہے
کیا آبرو اس شک کی چادر میں نہیں ہے
یہ آئینہ تو دستِ سکندر میں نہیں ہے
کیا زیست کا ڈور اتنِ غر میں نہیں ہے
یہ دور کی برش کسی خنجر میں نہیں ہے
سُرمہ تو کسی دیدہ اختر میں نہیں ہے
پر نام کو بھی زکریا بو ذر میں نہیں ہے
کیا نقشِ قدم آپ کا پتھر میں نہیں ہے
دہتا کوئی گیا ماہِ منور میں نہیں ہے
کیوں خواب پہ اس یدِ گہور میں نہیں ہے
پرواز یہ جبریل کے شہر میں نہیں ہے

سوداز وہ زلفِ نبی سارا جہان ہے

لے ہوش یہ سر کیے تو کس سر میں نہیں ہے

محسباتِ نعت کو

تضمینِ غزل خواجہ وزیر مرحوم لکھنوی

یکتا ہے دو عالم میں گل رسے محمدؐ	بھاتی نہیں حوروں کو نقطہ بوسے محمدؐ
خوش آتی ہی ہر اک کو بہت خوش محمدؐ	اللہ سے حسن رخ نیکو سے محمدؐ
ہر چشم خداوند بہمان سو سے محمدؐ	
ایمان میں جو جو ہیں شال تول لیے ہیں	ہر اک کے گتہ روز ازل تول لیے ہیں
پرامت دیگر سے اقل تول لیے ہیں	نظر و نہیں شفاعت فی عمل تول لیے ہیں
پلے پہلے ہے امت کے ترازو سے محمدؐ	
ذی روح کرے وہ یہ کرے اہل لایت	تامر گڑھے رزق یہ سے دین کی ثبات
عالم کا مدار او سپہ پی خلق یہ رحمت	بخشن میں ہر صرف یہ گرم شفاعت
اللہ سے ملتی ہوئی ہے خوشے محمدؐ	
ہوش آپ کے ربے میں تھا کچھ نہیں کہتا	امکان میں ہوتا بھی تو وہ کچھ نہیں کہتا
پریشل وزیر اس میں ذرا کچھ نہیں کہتا	کرتی ہو گتہ خلق خدا کچھ نہیں کہتا
واقع ہو کہ نازک ہی بہت خوشے محمدؐ	
تضمین غزل شاعر نازک خیال ہمیشہ الٰہی گمانہ مشہور زمانہ جناب منشہ	
امیر محمد رضا امیر مینائی لکھنوی تلمیذ یا تمیز حضرت اسیر مرحوم لکھنوی	
دور نبی میں نقص مٹا ہر ظل گیا	ایمان ملا زمانے کا عالم بدل گیا
لورایگان کیسے کائنات حسن عمل گیا	قطرے کے منہ سے نام ہوا و کائنات نکل گیا
بادل سے گر کے سے ہو اپر سنہل گیا	
مدحت سے رسے پاک کیہ گل نیا کھلا	عالم میں جاننے لگے سب مجھ کو پارسا
دانتوں کی جب شناکی ہوئی آبرو سوا	لکھا جو وصف کیسو ہے پیمان مصطفیٰ
کہہ مل جو مغفرت میں رہا تھا نکل گیا	

دانشد بیتال میں عالم میں مصطفیٰ	نہن ہی یہ نہیں کوئی ایسا ہو دوسرا
نارک مزاج پائے رضا جو رہا خدا	حضرت نے جسکے حق میں کہا جو وہی ہوا
کیا اختیار تھا کہ مقدر بدل گیا	
رہا درد غم کے سبب سینہ عین شرق	سب بحر محبت میں سراپا ہوئے تھر غرق
تہا ہم میں و ناریوں میں نام کو نہ فرق	چمکا جال پاک کا جلوہ جو مثل برق
خزمن گناہ امت عاصی کا جل گیا	
عالم میں کوئی بھی نہوا خلق آپ سا	ہر وقت دم سے آپکے لئے فخر انبیا
عقہ رہا ہر ایک دا ہوا اٹلتی رہی بلا	کیسی بلا جو نام لیا اپنے آپ کا
آیا پہاڑ بھی مرے آگے تو ٹل گیا	
حضرت کے سر پہ چتر ہمیشہ رہا سحاب	نکلا اچک کے سامنے اک دن نہ آفتاب
انگشت کے اشاریے میں شوق ہوا اشتیاق	بے آب چاہ حکم نبی سے ہوا بر آب
اراد رخت خشک نے پایا تو پھل گیا	
شہرہ ہو مثل ہوش فراست کالے امیر	عالم مقرر ہی میری ذکاوت کالے امیر
مالک ہوں میں تو نظر کی دولت کا امیر	قائل ہوں میں تو اپنی طبیعت کالے امیر
۳۵	۱۶
مضمون نعت میں بھی نہ لطف غزل گیا	

تضمین غزل نعتیہ محمد رضوان علی بنی انصاری حسان لہند لہلقب بانہ سر محمد عیسیٰ ابامی

فردوس نثار چمن کو سے محمد	بوئے گل تر شیفہ خو سے محمد
بلبل بہ شنائے رخ نیکو سے محمد	سنبل بہ ہواداری کیو سے محمد
نمشا و عنسلام قد دہو سے محمد	
ہر دوام طلبہ گاہی کیو سے محمد	گل جو خریداری کیو سے محمد

ہر عضو میں طاری کیسوے محمدؐ	سنبل بہ ہواداری کیسوے محمدؐ
شمشاد و سلام قد و بجوے محمدؐ	پاتی نہ کہی بزم جہان و نق و زنت
روشن کہی ہوتی نہیں شمع ہر آفتاب	یرنور نہ گشتی شب معراج رسالت
اگر جلوہ نکر دے قمر و دے محمدؐ	واللہ کہہ کیا میں د عالم میں محمدؐ
بلیل ہی ہر اک در گل تازہ ہر وہ خند	کیون ساری خدائی کو نہو الفیہ بی
بے سایہ نہال قد و بجوے محمدؐ	ہم رنگ خود اندر چمن ہر ندارد
ایزاہد وہ دید کے قابل ہر تماشا	رضوان کو ملاقات کی ہر ہے تمنا
عاشی ہیں مگر خوف نہیں کہہ ہیں اصلا	کافی ست پی کھنفسیہ کار ازل را
ایک سلسلہ با حلقہ کیسوے محمدؐ	فرقت نہ دکھایا ہر مجبور ہی عالم
اوس شک سیج کی محبت میں ہو مدیم	کستا ہوں ہم مرگ بیکری بی پیہم
لے دیدہ تر آب بزن آب بجا کم	ازد شعلہ بیان سوز غم و دے محمدؐ
عالم کر لیے یوں ہر ذات کی محبت	ہر عاصی عابد یہ ہر گوشتیم عنایت
یہ ہی ہوا اے دل سر گشتہ الفت	یک جنبش بر غفلت مستان محبت
اے دامن ہر امن خوشبوے محمدؐ	گروش میں ہر ہتا ہر بدوق رخ نکین
تبت ہر گل ہر پرفوق رخ نکین	گل کرد قبا چاک لبوق رخ نکین
گویا کہ ہر اک ہر پری طوق رخ نکین	شد بو گل آوازہ خوشبوے محمدؐ
ظاہر ہو دم مرگ یہ اعجاز محمدؐ	دل سونے نہائے کسی تکلیف کا بود

آئی ہی کر قافلہ راہ خوش آمد	زہر آب اجل ہوش پر گندہ بسازد
گر شربت دیدار و ہمدردی	محمدؐ
روئے سی ہو طوفان بچہ ہرینہ	تہا نہ بوی چہ نہ تہا نہ تہا نہ
دیکھ کر جو تڑپ کان سے بجا بجا	میدار کند فتنہ ز آب سید بخش
از نمانہ شہید قد و جوسے محمدؐ	
ادن تانگوئے بیاری ہو ترک خمر و خور	گیسو کا رقرار نیم ہو ستر میناب
دانگوئے تہوئے ترا شک ہر باب	حسرت کشمید دیدار تیان سچو سیم
در آتش شوق رخ نیک سے محمدؐ	
ہو مرتبہ احمد مرسل کا بیان کیا	ایسا نہواہی کوئی دامن نہوگا
محبوب ہیں اللہ کی گناہی و گنا	بر فرق جم و گنا اریم کف
افاک شہینان سر کوئے محمدؐ	
فتنا سے خداوند ہر فتنا سے محمدؐ	ہو مرضی انور ہو ہی مرضی سر
پہر افکا ہو ہو حکم و کما طر سے ہو رد	اندیشہ سلو و ستان بلاج نہا شد
در رشتی ایما سے دو ابرو سے محمدؐ	
لے آہ شرر باریہ سید بنے غن	ای جو شش گریہ سے تراش کو شون
لے نالہ جان کاہ سلامت ہے تن	ای کشمکش شوق خدا را دم مردن
گردان رخ مارا طرف کوئے محمدؐ	
کوفین مین ان کون نہیں عاشق احمدؐ	پھولا چین ل میں نہیں کسل خدا
پہر تانہین بیفائدہ یہ چرخ زبرد	بے وجہ تن ہر فلک زرد نہا شد
سرتا بقدم سوخت عمر و سے محمدؐ	
یونٹ تو چمن ہر مین تازہ ہو ہر کگل	سنبل بھی ہوا ہر ہر کہ ہر غیر کگل

پہوش کاغذ پر ہی صورتِ بلبل	رضوان بگستان نبوت گل سنبل
این کیسوے احمد بود آن رے محمد	۱۵
تضمین غزل حضرت قدسی علیہ الرحمہ	
جز ترے کونسا محبوب خدا کا ہو نبی	کون کوئن میں ہے ہاسمی و طلسی
افتخار ابجد ہی زہے والا نسی	مرحبا سید کی مدنی العسری
ای جان باد فدایت چہ عجیب ش لقی	
ہر ترے حسن کا ہر اک سے نرالا عالم	و در ہی سے ہوئے جاتے ہیں ہزار دن بیم
میں بھی کہتا ہوں یہ مانند اویس پر غم	من بیدل بجال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال ست بدین عجیبی	
تو نہوتا تو نہوتا بھی عالم پیدا	تیرے دم کے لیے آدم کا بنا یا پتلا
منہ کی کہائے جو بنے کوئی مقابل تیرا	نسبت نیست بذات تو نبی آدم را
ابر تر از عالم و آدم تو چہ عالی بسی	
گلشن ہر تری فیض سے پھولا ہی تمام	یون ہر جا ہی چچا سنبل و کیسو ہی کا دام
خار طیبیا نے کیا پر رگ گل شتی ہی نام	نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز دم
روزان شدہ شہرہ آفاق بشیرین طیبی	
یون تو موجود بھی دنیا میں ایجیل و زبوا	پر تری قدر بڑھانا تھی خدا کو منظور
خاص در کار تھا اک تیری لپی بھی ستور	ذات پاک تو درین ملک عرب گردظور
روزان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی	
نور کے پھول کھلے تو نے کیا جب گلگشت	نقش سے پاک کے بنا دادی امین ہر دشت
شمع عزت کی تری یون تو مہر میں طشت	شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامیکہ رسیدی نرسد کیچ نبی	

وہ محل ہو تو سے رتبے کا شفیق عالم	کہ طواف اوسکا کیا کرتا ہو حرمِ اعظم
اکے کتا تیری طرح یہ آہو سے حرم	نسبت خود باغات کروم و بستانِ علم
گرمی حشر سے مرنے جو لکھ حلقہ و شات	اور ہو پیاس سے حاصل لیس طبعِ نبات
تب کہیں سارے رسل جملہ اہم تلک یہ بات	ماہمہ تشنہ لب نیم تو آبی آب حیات
ہوں تیرا کد کیا ہو مجھے خواہش نہر	ان کیا جس فلش تم نے مرے دین پر کر
دور وہ جلد ہو یہ عرض سے بادیدہ تر	پیشہ رحمت بستان سے من انداز نظر
عفو آدم کی خطایے سے پہلے سے ہوئی	دیکھ کر یہ اکرم خوش کی غرضی گدزی
وصوم عالم میں تری چاہ گری کی پوری	سیدی انت جبینی و بابیب قلبی
پہم مرتبہ احمد رسل میں ہیں شرک	خورشید کو زون سے تیرے کی ہو چشک
جبریل کی رہتی ہو در پاک پہ پیشک	خدمت کے پیشہ شکر کی کہ لب سے ہو حرک
وہ مخرب جد ہیں وہ ہیں مخدو عالم	حق یہ ہو وہی ہیں سبب عزت آدم
محبوب ہیں اللہ کے ہیں سبب مکرّم	گوہر ہیں وہی اور بشر قطرہ شبنم
مداح محمد ہوں کیوں جن و ملک تک	قرآن میں آیا اور فعنا لک ذکر تک
محبوب ہیں اللہ کے ہیں سبب مکرّم	گوہر ہیں وہی اور بشر قطرہ شبنم
مداح محمد ہوں کیوں جن و ملک تک	قرآن میں آیا اور فعنا لک ذکر تک

وہ رنگ بہار گل فردوس بریں ہیں	پھولوں کی روش نیلے گلشن دین ہیں
انگشتری دوبرجھان کے وہ نکیں ہیں	دریائے لطافت کے بھی دسے دشمن ہیں
مداح محمد ہوں کیوں جن و ملک تک	قرآن میں آیا و رفعتا تک ذکر تک
زمت پر عالم ہیں وہین شافع جحشر	وہ کل سے عظم ہیں وہ تین تک کہ تر
وہ ماہ نبوت ہیں وہ ہیں بدر سے بڑھ کر	وہ تہر رسالت ہیں وہ ہیں نور سراسر
مداح محمد ہوں کیوں جن و ملک تک	قرآن میں آیا و رفعتا تک ذکر تک
وہ اہل کرم اہل وفا اہل حیا ہیں	وہ تین جنت جنت تک پیر برتتا ہیں
وہ صابر و شاکر ہیں شہر دوسرا ہیں	واللہ وہی واقف اسرار تک ہیں
مداح محمد ہوں کیوں جن و ملک تک	قرآن میں آیا و رفعتا تک ذکر تک
ہوتا نہیں صفت او کیا با تو کو کمان پر	وہ کون سی اجا ہو کہ تین نام جہان پر
موقوف نہیں ہوش فقط تیرے بیان پر	وصف او نکار کر تا ہو خالق کی زبان پر
مداح محمد ہوں کیوں جن و ملک تک	قرآن میں آیا و رفعتا تک ذکر تک
نصیب سلام و شست بدایونی	چاکل خلد کا ہو جائے گا در میرے بعد
اشک بجائے گا بے پندہ گہ میرے بعد	وہ غینے کا بنے گا گل تر میرے بعد
مداح محمد ہوں کیوں جن و ملک تک	قرآن میں آیا و رفعتا تک ذکر تک
کہا حضرت مصیبت یہ اہم ہے مجھ کو	فرقت اکبر و عباس ستم ہے مجھ کو

شہسہ ہو جاؤں جدا میں یہ اکم ہے مجھ کو
 منت حیدر سے کہا شہسہ نے یہ غم ہے مجھ کو
 لوٹ لے گا نہیں اگر یہ غم میرے بعد
 شہسہ حال شہسہ ابراہیم پھٹے کیوں یہ جگر
 کہ عزیزان کے موئے سانسے اون کے کیسے
 پھر تو خود کو بھی فنا جان کے ہو کر مضطر
 شاہ کہتے تھے کہ وہ شہسہ غم میں چہر
 روئینے ارض و سماں بستر میرے بعد
 متعدد ظلم پہ اعدا شہسہ دین ہوئے
 پر گئے جہان کے ہر ایک کو او یہ دم لال
 آرزو سبکی یہ کھی جان میں شہسہ سے پہلے
 شب عاشور یہ زینب کی دعا تھی حق
 بھائی جیتا ہے اور ہو یہ سحر میرے بعد
 قتل ہوئے سو عزیزوں کو وہ شاہ کونین
 متصل ہوئے تھے اور تھیں تہاشون و تین
 یوں تو جو مالک نصرت تو وہ ہوئے تھیں
 جب ضامان گئے اکبر تو یہ کہتے تھے حسین
 کہا جو جسم پر تم تیغ و تبر میرے بعد
 رکھ چکے جب فقا سائے تر تیغ کے
 پہر تو غموم نہایت شہسہ مظلوم ہوئے
 آئے رخصت کو جو خیمے میں تو پھر رو رو
 کہا سرور نے سکینہ سے اوتا رو بہ
 نہ رہیں نہ بیٹے یہ گھر میرے بعد
 ہو چکے قتل پس زینب شہسہ کے جب
 گریڑی خاک چسبدم وہ بعد رنج و غم
 ایسی روئی کہ لگے بیٹے بے ساختہ سب
 شہسہ نے فرمایا ابھی دلو سنبھا لوزینب
 رو د کی شام و سحر آٹھون پہر میرے بعد
 شہسہ سرت سخن نے لگے خیمے میں سب
 شور تہا اور غضب با غضب با غضب
 تاب ہمیشہ میں پائی شہسہ کیس نے جب
 کہا سرور نے اگر غم ہو تو یہ ہے زینب
 ہوش کچھ مار جہنم سے نہیں ہو دہشت
 گو گنہگار ہوں پر ہو گی میرا راحت

خلد بجا نگو مجھ کو غم شہ کی دولت	قبر سے جاؤ نگاہیں صحن نجف میں حسرت
۳۹ ہونے امداد شہ جن و بشر سے بعد	۱۱
نصیب غل موی فرور جو کاپو موی تلمیذ میان صفی مدانی مشتمل مد حضرت	قدوہ لسا الکتیچہ ہمارے فیض الیقین صاحب ارقدرس سرہ العزیز
۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی	۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی
۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی	۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی
خلق آید بدرت از یو حاجت طلبی	۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی
کاشف سرا آئی و وسیع الدین ست	واقف کنہ الہی و وسیع الدین ست
بکذا ذات تو دور و وسیع الدین ست	نام والا سے تو معروف بدیع الدین ست
۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی	۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی
۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی	۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی
۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی	۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی
۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی	۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی
۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی	۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی
۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی	۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی
۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی	۱۷ ہمارے عالم تو چہ عالی نسبی

تسے احوال میں ایسے تو ہیں تو ال بے	آن ریاضت کہ تو کردی نہ نمودست گے
کشت از جنس فزون عمر بدین بواجبی	کشت از جنس فزون عمر بدین بواجبی
آب حمت ہر شاداب گلستان جنان	موجزن تیسے ہی باعث سے ہی بحر عرفان
کوئی پیسا نظر آتا نہیں اب پیر و جوان	چشمہ رفیض و عطائے تو بودی پایاں
ہر چلی اور خفی کا بچھے پایا شافل	پر محی عشق خدا سے ہو نر اس اغول
مثل تیسے نظر آیا نہیں کوئی کامل	پایہ فقر بدین گو نہ کرا شد حاصل
مخلعت خاص تو پوشیدہ از دست نبی	مخلعت خاص تو پوشیدہ از دست نبی
کتے ہیں جس کے چلنے سے زمین سے پڑ نور	آئینہ ہی سے حسینوں کو جہانیں ہو نور
پھولوں کی بوسے ہر دامن گلستان محمود	از طفیل قدمت ہست چو خرم مشہور
ہمہ اثمار مکنیو ریشیرین ربی	ہمہ اثمار مکنیو ریشیرین ربی
اولیاء یوں تو زمانے میں ہزاروں گزرے	خرق عادات بھی لاکھوں زمانے میں گزرے
پیر اہم کام اونوں نے نہ تری طرح کیے	آن ریاضت کہ تو کردی نہ نمودست گے
کشت از جنس فزون عمر بدین بواجبی	کشت از جنس فزون عمر بدین بواجبی
تو جو چاہے تو مٹی ہوش کی دسے ہر درد	اشرفی مہر کی بجائے ابھی چہرہ زرد
نظر نہ تری ہوئے تو اکسیر ہو گرد	ہست آثار جلال تو عیان بر ہر فرد
سوز داز آتش قدرت کہ کند بے ادبی	سوز داز آتش قدرت کہ کند بے ادبی
تراہ بنی بلبل خامہ ریح قطب الاولیا حضرت خواجہ معین الدین شمس حسنہ علیہ السلام	تراہ بنی بلبل خامہ ریح قطب الاولیا حضرت خواجہ معین الدین شمس حسنہ علیہ السلام
حضرت عروشان معین الدین	خواجہ خواجگان معین الدین
آپ کا آستان معین الدین	ہر نیل آسمان معین الدین
خجھر معرفت کے عالم میں	بے گمان ہر فلان معین الدین

واہ جس دار پر چڑھا منصور
 تیر عرفان تھا نقش ہی کیس
 لامکان جب کو خلق کہتی ہے
 کس روش و چمن نہو شاداب
 الفت حق سے جسم تہا پردہ غ
 کون کونین میں ہوا تمنا
 حق کے پیار سے نبی کے عاشق زار
 لاکھوں گمراہ راہ پر آئے
 سب طریقوں پہ فوق رکھتا ہو
 سیکڑوں اپنے بنائے ولی
 فیض کی ہوا ہر بھی ایک نظر
 آپ کے در کو چھوڑ کر یہ غلام
 صحت اتنی بڑھے کہ ہو جاؤں
 کون ہے آپ کے سوا جو سنے
 ہے اجابت کا وقت کھولے آب
 فیض سے آپ کے ابھی تجسیر
 میں بھی محسوب ہوں غلاموں میں

ہیں اوسے کے نشان معین الدین
 معرفت کی کسان معین الدین
 اوسکے ہیں پاسبان معین الدین
 جسکا ہو باغبان معین الدین
 تجھے عجب گلستان معین الدین
 حاصل کن فکان معین الدین
 بخدا بے گسان معین الدین
 کہولیں جیہ زبان معین الدین
 چشتیہ خاندان معین الدین
 افسر عارفان معین الدین
 اسے شہ کا ملان معین الدین
 جائے کس جا کمان معین الدین
 تھے سر سے جوان معین الدین
 میری آہ و فغان معین الدین
 لب گوہر نشان معین الدین
 واہو ستر نشان معین الدین
 مجھ کو ہو حرز جان معین الدین

ہوش خوش اوس سے ہوں خدا و نبی

جسپہ ہو مہربان معین الدین

حاج سمرست بادشاہ حضرت علاؤ الدین علی احمد صابریان میری
 آج کیون ہر بیت ہو رشک مکان مینہ
 کیون معافی چہرہ ضمیر ہر جان مینہ

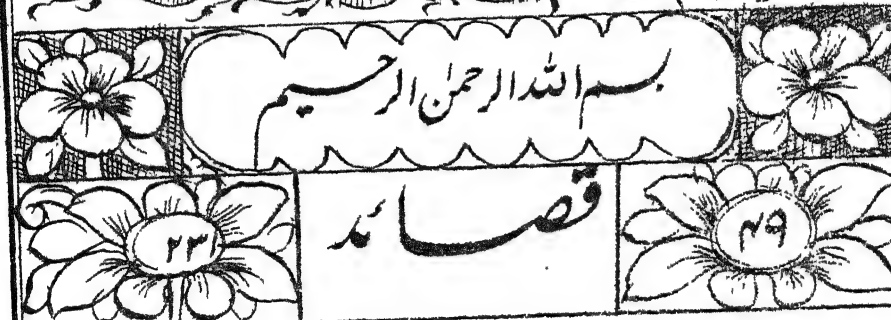
حیرت شتان کا کیوں طور ہر صریح میں
 شانہ زلف سوا خط ہو کیوں میں لہ طور
 یہ کہہ تو کہہ کی طبع روشن باعث شوق بہا
 کیوں دل زار اکتساب نور پر آمادہ ہو
 کیوں ہو رنگ غیرت خط شعاع افتاب
 کیوں سوید اول محزون پختہ لوت میں
 درج گوہر صاف ہو کیوں الجھل میرا دہن
 و جہر ہو نہ کہ میں ان صاف اب پیش نظر

کیوں ہی معنی کی صفائی شان
 کیوں ہی حرفوں کے دوار پر گمان آئے
 پھولنے پھلنے کو ہی کیوں گلستان آئے
 کیوں ترقی کرتی ہو تاب و توان آئے
 کیوں صفائی سیدہ دیتی ہو نشان آئے
 کیوں بلا میں لیتی ہو بڑھ بڑھ کر شان آئے
 کیوں ہو اب لطف سخن حسن بیان آئے
 جنگ دم کو جانتے صوفی تھے جان آئے

نقش پاسہ لکھ آئینہ خشی شان
 دیکھتی تھی اوس سراپا نور کی اعضا کو خلق
 صاف آتا تھا نظر انو میں عکس نور فکر
 انکے ولیمین ہیماں نے اللہ کی پائی جگہ
 شمع سان انکی نہ جلتی جو نہ ہو تو صاف دل
 بیقرار ہی عشق کی دل پر نہ لاتی تھی بجائے
 انکے ولیمین نور عرفان کو کیا تھا اپنا گھر
 کیا رتی پائی تھی دلکی صفائے شغل سے
 اونکی صلوٰۃ سے عیاں تھی از باطن کی صفا
 وہ علامہ الدین صابر و جد کا جنکے ہو جوش
 متقی و شاکر و زاہد و ہی محمد دم تھے
 یہ تمنا ہو صلیٰ میں نکلیں سب طلب مرے

جسم تھا آئینہ عالم جہاں آئینہ
 دیکھتے تو رنگ ہوتے قدر دان آئینہ
 آئینہ دیکھا ہمیشہ یہاں آئینہ
 یہ کہہ نہیں نکلیں عبرت کیوں امتحان آئینہ
 قربت یہاں سے کیا ہو زبان آئینہ
 صاف آئینہ ہوا دیکھو مکان آئینہ
 تھا زمین آسمان پر آسمان آئینہ
 چہ نہیں سکتا کہی راز نہاں آئینہ
 رتبہ و کما سب کو ظاہر ہو زبان آئینہ
 ذکر پاک و نکاہی گو یاد آستان آئینہ
 رنگ کلفت جائے پاؤں شان آئینہ

	وہ وہی تھے صاف باطن جنکے سب مداح ہیں ہوش کوئی بھی نیا مداح خوان آئینہ	
	رباعیات	
گو مرثیہ کوئی مرافق ہوش نہیں کیون گو ہر مضمون نہ لٹاؤں شہ پر	پر بکرتن سے تھی ہم آغوش نہیں گویا ہوں میں کتاب لب خاموش نہیں	
	رباعی	
دعویٰ نہیں ہر نظم میں بہتر ہوں میں گہرے صدف دیدہ مضمون عزا	اے بحرالم کرسخن درہن میں آنسو کی طرح دہر میں گو ہر ہوں میں	
	رباعی	
ہندہ جو خدا سے شہ عا دل نکلی یوراجو ہوا حسن عقیدت کا عمل	زندان میں بڑا انا بیہوش غافل تھی ماقص تھی جو عالم میں وہ کال تھی	
	رباعی	
خالی کی ذرا بھی جسمین خوبید ہے دیکھو نظر غور سے تم اے مردم	اوسیمین گل خورشید کی بوبید ہے ہر آنکھ میں انسان کا روید ہے	
کیا غم ہی جو جان شہد اجاتی ہے ترکتے تھے کیوں ہونہ شہادت کی ہوس	رباعی تلوار کا پھل کھانے سے بھائی پاتی ہے اس موت کے پرست میں حیات آتی ہے	
اس بحر میں نہنے سے ہمیں مطلب ہے کتابی سمندر سے ہمارا ہر شک	رباعی آنسو نہ ہیروز نگریہ روز و شب ہے جس میں کہ نہ آب وہ گوہر کب ہے	
	قطعہ	
مردم کو نہ دوں کیون گہر معنی پر شور پر صا دے خالی کوئی دستہ نہیں میرا	کب یہ دل عین سمندر نہیں میرا	



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد

۲۳

۲۹

مدح شاہ جہاں فریدون بارگاہ خورشید رکاب والا خطاب و پر نور
نواب آصف جہاں مظفر الملک نظام الدولہ میر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ
جی سی ایس ای والی حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

الف شان معانی میں ہو قرآن کی صفت
دور بندش سے عیان قص کی ہو کیفیت
چمکا پڑتا ہر اک حروف سے رنگ عشرت
پانی ہو جس سے زبان شور غما کی لذت
روشنی شمع بلاغت کی ہو زیب و زینت
مدحت و ذہن کی ہو آج معین نسبت
کس جوان بخت شہنشاہ کی ہو یہ مدحت

نہ رہی ہو در مضمون پر خوشی کی نوبت
دار سے تر فون کو دینے ہیں گنگر و نکتے
وہوم الفاظ کی انبوہ میں ہو شادی کی
شمع محفل ہو ہر اک مصرع روشن ایسا
جلوہ نور فصاحت ہیں بیتین و شن
کیون نہ ہو نرم سخن عفت و ثریا سے بلند
کون ہو ذہن کیا تجھ سے خرو نے یہ سوال

یوں دیا بیٹے جواب دسکو نہیں تو واقعہ
 نحو یا صرف ہو یا علم معانی و بیان
 ہے غوی کو جو اسکا نہ ادب و پیش نظر
 اصل تحقیق میں صرفی جو نہ دین غل او
 وہ جو محذوف ہو صحیح لغت ہونے
 میری بھی ہو تو لکھ نہ سکے خط کوئی
 ہوں بغیر اس کے مسجع نہ مقفیٰ نثر میں
 قافیہ تنگ سخن و رکا نظر آئے وہیں
 زور باغی جہان میں نہ انیس شاعر
 بیت دل کا جو عرضی کو نہ ٹھہری وہ صد
 پیش آئے جو کوئی نکتہ اعلیٰ اسکو
 ہند سہ اور ریاضی میں ہو کیا بند وہ
 وہ نہوتا جو معین اسکا کسی شکل کی پہر
 ہو مقابل جو کوئی مسئلہ جزو ثقیل کو
 اربع اخلاط کی مجموع سے نکلی جو نہ وہ
 ہاتھ میں اس کے ہر تشخیص مرض کا نسخہ
 نبضیں چپٹ جائیں بجائے کی دم فکر علاج
 نظری و عملی کام میں آئے نہ کہی
 فلسفی کو ہو بدیہی بھی مثال نظری
 جزی کلی کا ہر تصدیق ہو لی اسکو
 اسکی خلقت سے نتیجہ ہی ہی عالم میں

ہی وہ اک جو ہر فرد اور بہت پر فطرت
 سب میں ہر نحو و م صرف ہی اسکی حاجت
 کہی ظاہر نہوا عراب بنا کی صورت
 ہو کسی لفظ کی اون پر نہ عیمان ہریت
 ہی وہی صحت معلول کی گویا علت
 ہونہ مثل خط تو ام اگر اس سے وصلت
 بے مدد اس کے معنی میں ہو پیا وقت
 اہم ردیف اسکا ہو جا جو وہ پر فطنت
 صاف اسکی سبب ہی رہو ہر صنعت
 بحرین اس کے لیے بن جائیں برائی صورت
 منکشف ہو ورنہ مانتہ نہا و لاشقت
 مرکز دائرہ جسم سلمہ رنوز حکمت
 موتی اقلیدس صوری تو نہ پیا صورت
 حل ہو بے جبر کی اسکا نہ پٹہ کو وقت
 خط قسمت ہو نہ اسب کو یہ ضرب قسمت
 مثل عیسے کی ہی وہ باعث امن صحت
 شرح اسباب مرض کو جو نہ وہ حرکت
 جو نہ قانون کو تشخیص کو وہ قوت
 دیدہ دل کو نہ ہو بچاے اگر وہ قوت
 حکم میں اس کے تصو کی بھی پائے صوت
 کہ ہر اک شکل کہ چل نہ ہو خط اسکی عصمت

اوس سے معقول خصوصاً حصولِ یقین پر
الطف سے حکم اکم ہوا اگر کچھ نہ وسکا
برہین نہ کریر مثلاً مین شش در وہ مدام
ہو نہ اشراقیوں کا جو ہر ذاتی وہ اگر
اہل تاریخ و عمل ہی کا نہیں نقش مراد
ہو نہ جفا کے ہمراہ جو وہ وقت سوال
قاضی المل مقرر ہو وہ جسکے باعث
مثل سید پارہ دل اسیلے حفاظا اوسے
صوت وقف نہ جائز ہو تو وقف جو اوسے
اہل تشیع و تفاسیر کا اوسپر ہی مدار
ٹھہرے وہ قوت بازو فقہا کا نہ اگر
فرض جائین فرائض میں اگر ساتھ اوسکا
داب در بار سکھائے جو مصلی کو نہ وہ
دخل اگر ہو متکلم کی نہ گویائی میں
اصل ٹھہرے نہ اصولی کو اگر فہم کی نہ
ہو قیاس و سکا نہ اجماع کو قابل کہے
بجہ اہل مذہب حق ہی کا نہیں نہ ہادی
کبھی کبھی کی کبھی دیر کی تعمیر میں ہو
کبھی مثبت انجیل زبور و توریت
کبھی جبری کبھی قدری کا مددگار معین
بت پرستوں میں کبھی گاہ خدا والوں میں

اوس سے روشن کی نجوم اور فلک کی ہیئت
کر سکیں نہ مقولات عشر میں حجت
اوشے اس کیف کی کچھ بھی اونیہ کیفیت
حد اعراض میں مشائیونکو ہو سبقت
رکتے ہیں نہ اہل و صوفی بھی اسی ہی بیعت
کبھی مطلوب کثرتوں میں نہ جمعیت
زلچے میں نظر آتی نہیں شکل بدعت
پاس لکتے ہیں کہ کام آئے ہیں جب سورت
جائے مطلق نہ کوئی رہز حدیث آیت
صوت قاضی بیضا ہوئی اوسکی صحت
ہو قدوری بھی سمجھنے کی نہ اونیہ قدرت
کر سکیں کب ترکہ وہ ورتا پر قسمت
سجدہ سہو بھی واجب ہو سر حر رکعت
نفل سے ہو سکے پیدا نہ دلیل حجت
چار صلوات میں نہ پیدا ہو کبھی فریعت
کر سکے وہ نہ بیان اصل کتاب سنت
جانتے ہیں اوسے سب خضر ہر ملت
گاہ کثرت میں گئے پردہ کشائے حدت
مثل قاری کبھی کشاف نکات قرأت
کبھی مائل طرف شیعہ و اہل سنت
و غلطے شوق گئے گاہ کتھا سے غشت

کہی ہفتاد و دو ملت کو مدد پہونچائے
 چاروں بیدوں کے کہی کو لے میں شامل
 جو تثنیٰ کو کہی پہونچائے مدد وہ ایسی
 کہی ہر دوک کو ای بکیرہ ثابت کر دے
 کہ بت تھری بنائے میں جو شرکت کخیال
 راگ لائے مدد اہل غنائے میں وہ اگر
 سارہ کی طرح جو سنگت نہو حاصل اوسکی
 کہ بھگت بازو نکا استاد وہ نیزنگی میں
 کہ سرودہ میں اثر گاہ سرود اوسکا گھر
 سیماسے کہی بلکوسٹ وہ موہوم کو دے
 کیسیا گو کہی ایسی وہ دولت بخشے
 کہینچلے اپنا اثر بنکے اگر مفتنا طیس
 ہوشیا سون کا کہی وہ نہ اگر ہم بازو
 چھوڑ کر تیر وہ چلائے نشانہ ہوا میں
 آشنائی کا جو اوسکی نہ ہر دم تیر اک
 لہو بازو کا اگر ساتھ وہ چھوڑے گا ہے
 ایسے رخ ہوں کہ ہو گھر رنج کا اونکو شطرنج
 سرخروئی کا کہی تاج او نہیں کو نہ برات
 نزدیکی طرح پھرین نگ سے ہو کر بدرنگ
 ہو پتنگ اونکا ہوا پر نہ کیو تر تارا
 باعث رونق ہر رنگ وہی دہر میں ہی

کہی غیر انکے جو ہوں اونکو وہ بخشنے قوت
 کہی شریج نیا کی کرے بنکر بندت
 کہ وہ بے پوتھی بھی پکھن کو بتا دے سخت
 بات پت کہن میں کہی الہی پوری کہنڈت
 چار بستون کہی جو بولون میں ٹے مدت
 مکمل پتے کی جگہ منہ سے برابر دہر پت
 کہی پوری نہ ادا ہو سکے اوسکی کوئی گت
 گاہ پتلی کے پچانے میں وہ تار حکمت
 پر وہ ساز میں نہان کہی نغمے کی صفت
 کہ کہیں سب سوس کا مل کا ہو خرق عادت
 کہ وہ قارون کے خزانے کی پچانے عظمت
 ہونہ پھر عامل و محمول میں گاہے الفت
 بند ہو پیسچ میں کشتی کیل باجرت
 جب کماندار پر اوسکی ہو کہی کم شفقت
 موج پر ہو کہی حاصل نہ اوسے فوقیت
 جان پر کہیل کی بجائیں گوئے سبقت
 برٹھے کثرت سے جو خفت تو کہیں بات کو مت
 نہ اوٹھے سر سر شمشیر کی کہا کو ضرورت
 چھکے چھٹ جائیں وہی پھول بھی ہو فرحت
 بے زبانوں کے نہ لڑوائیں کی رہائیں قوت
 ہونہ لائے میں ہر اک بزم کی اوس گز میت

ایک زو اسکا کہانتک میں کروں تجسوی بیان
 برج سے جسکی تعلق ہے اسے وصف اسکا
 چند سطر و نمین سما جائے وہ ممکن نہیں
 میں تو کیا آئے فرشتہ بھی اگر گردون سے
 تو سن طبع مرا یوں تو بہت ہے چالاک
 میں کہاں اور بہلا وصف شہنشاہ کہاں
 کہ ہا تا یہ خرد سے کہ صدایوں آئی ہا
 اب تری ساتھ ہو نہیں کام نہیں کی تیری سب
 میں مدون ساتھ تو بیکار ہے سب جن گل
 لاکھوں فن جانتا ہو تب بھی نہ پوچھو کوئی
 خاک بھی اتنے آئے ترے ہرگز ہبیات
 بنکے تو یوسف ثانی بھی جو بازار میں آئے
 عہد کا اپنے تو ہوشیخ کہ میر مغفور
 میں نہ ہوں میری طلبگار ہیں سب شاہ و گدا
 میرے ہی قبضے میں جو گنج عطا بخشش
 میں دم صبح سیاح پہ جو کچھ دم نہ کروں
 سایہ ابر کر دم ڈالتے ہی یوسف پر
 جب مری خاک قدم فرق سلیمان پڑی
 پوچھ کر رخ سے پسینے کی جو بو دین بھینکین
 ہاتھ آتا یہ بیضا نہ کہی موسے کو
 واسطیہ اگر گنج میں ہوتا نہ قوی ہا

۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

ہر وہی ذہن سا ہی وہی بیکسر قدرت
 صوت نقطہ دل یا نہیں سکتا قسمت
 بیت کو نمین کی اس کے لیے کم ہر وسعت
 بے تکلف ہو دم وصف زبان کو لگنت
 پر ذرا بھی نہیں چلنے کی یہاں پداقت
 ذرہ خاک کو کیا مہر فلک سے نسبت
 ویکس کر عجز ترا ہو گئی تجسے الفت
 آج تجسہ نہیں عالم میں کوئی خوش قسمت
 ہنر و علم سے نکلے نہ تری کچھ صورت
 بے مے چل نہ سکے ایک ہی تیری حکمت
 آسمان تک تجھے پہنچائے جو تیری جوت
 چند پیسوں کے سوا کچھ نہو تیری قیمت
 بے مرے لطف کے ہرگز نہو تیری شہرت
 انس و جن کیا ہیں فرشتوں کو مجسے بخت
 میرے ہی ہاتھ میں رہتی ہے کلید دولت
 مرد و نکو زلیست کی پہنا نہ سیکس کسوت
 و صود یا دامن خاطر سے غبار کلفت
 قاف کیا چیز کو کو نمین میں پانی عزت
 آگئی آتش نمرود میں بوسے جنت
 میری جانب بڑھا جو وہ دست بعیت
 کسی صوفی پہ نہ کہلتا کہی از وعدت

مری آغوش میں آتے نہ اگر احمد پاک
 مرے قابو میں مقدر کا بدل دیتا ہی
 لطف ہوتا ہی اور ہر میرا خداوند جسے
 سب جہان میرے قدم سے ہر سر اسر آباد
 ستے ہی کان کے پرے ہوئے دامن نشاط
 لہرین لینے لگا دریاے طبیعت میرا
 سیکڑوں تازہ مضامین بھی مثال چاکر
 عرض کی آ کے فصاحت نے مقابل تیرے
 یہ تو کیا سعدی و خاقانی و فردوسی پر
 کہہ رہی تھی یہ فصاحت کہ بلاغت بولی
 دیکھ میں لاکھوں فیضیہاں عجم اور عرب
 اونکے ہاتھ آئی تھی کسوقت میں ایسی بندش
 چپے ہی وہ تو مری طبع روان چلنے لگی
 پر تو وہ شان میں مروج کے مطلع لکھا

بخشنا تاج شفاعت کا نہ رب العزت
 زیر دامن مے رہتا ہی چرخ قسمت
 بخشنا چاہتا ہی خوانِ کرم سے نعمت
 ہوش واقف نہیں تو میں ہون کی حرکت
 جامہ تن بھی ہوا چست بڑھتی فی رحمت
 ہاتھوں بٹھنے لگا بے سیل کی بحر ہمت
 سامنے آئے کمر باندہ کے ہر خدمت
 ناسخ و آتش و غالب و نین یہ خجرات
 آج ہو فضل خدا سے تجھ کو حاصل عظمت
 برسوں حسان و سحر بان سحر ہی ہو صحبت
 پر رزی نظم میں ہو اور ہی شان شوکت
 جس سے ہو سلک کہہ کو بھی سرا سر تجلیت
 قفل لب تھی جو خموشی ہوئی نور انصت
 پست کی مطلع نور شید کی جس نے نعت

مطلع ثانی

بخدا و ہر مین وہ سایہ رب العزت
 جن پر یویون پہاوس ساکاسا پہو جا
 خضر کتا ہوز میں اوس ادب ہو ہو کر
 سنگ سود کا ہو چطور سیو عالم میں وقار
 ایلاہ القدیری کا طرہ طرار نہیں
 پوشش کعبہ ہے یا سنبیل گلزار ارم

صاف ہو مرد کا یدہ چرخ رفعت
 جانے ہر اک و نین عالم میں سلیمان شوکت
 ذرات جو چشمہ حیوان ہو تو سایہ ظلمت
 ہو او سید طرہ اوس سایہ کی ثابت حرمت
 مصحف ولین ہو عالم کو وہ واللیل صفت
 یا غم شاہ شہیدان علیہ الرحمہ

یاسود خط تقدیر حسینوں کا ہر وہ
کیون خطا کار ہو کھلے اسے مشک ختن
یہی جملہ رحمت شب تصویر جمال
یہی کتا تھا کہ واپس نصیرت جو ہوئی
بول ادھاپہر تو کہ نرئی فاطمینے کہا
وہ ہی نور ہو وہ نام خدا عالم میں
سب پر آئینہ ہو سایہ نہیں آئینہ ہی
فلک صانع نے بنائے تھے جو کچھ نقش و نگار
یہ نیا معجزہ حسن ہوا متابل دید
اوشمے کا جب سر فرش زمین سے گاہے

یاسو مصر کی ہستی ہوئی شام غربت
رومانی ہو جہان چین و تبار و تربت
گیسو سے حور جان سایہ ابر رحمت
تو پڑا سایہ نظر صاف پر ہی کی صورت
غیرت چادر مہتاب ہو کب ہو ظلمت
نور خور جسکے ہوا زیر قدم بے منت
جہین آتی ہی نظر حور کی سار صحریت
صاف سائین و ترائی تھی اونکی ہیست
کہ وہ سایہ بھی بنا ایک حسین خوش سیرت
تو یہ جانا کہ یہ نازک ہو حسین بے نخوت

مطلع ثالث

اوشکے گیسو میں کہ دامان سحابِ حمیت
لن ترانی کہیں جیسا یون سے وہ گیسو
سلسلہ ہم سر زلف کا ہو جالے دراز
جبدہ صاف نہیں نصف مہ چار وہ ہے
یعنی جو ساتھ کو اکب میں فلک پر ممتاز
قاب تو سین کی تفسیر میں دو نوا برو
رو برو اس کے کھٹے کیون نہ ہلال گردون
کان وہ کان جواہرین کہ دیکھے نہ سنے
اوسکی آنکھیں میں کہ دو ساغ صہبا نشا
پردہ چشم کے ہونے میں یہی پردہ ہے

اوشکے ابرو میں کہ محراب حریم طاعت
وہ دسے شمع تجلی کے ہو کیون نسبت
کا کل حور کی آنے کو اگر ہو شامت
جس سے اک نکتہ کی روشن ہوئی کل پیہست
زیر حکم اوسکے رہا کرتے ہیں ہر ساعت
خط قوسی مہ نو کو کرین ادنیٰ ہی صفت
اوج پر جو رہیں معراج نبی کی صورت
جتکی امکان بشر سے کہیں خارج ہو صفت
دیکھلے حم تو اوشکے جن میں کیا کیفیت
کہ یہ مردم نظر بد سے بچیں ہو شہرت

خال سے آنکھ کا سطح نہو حسن ہزار
 آنکھ میں دُشمنی قدرت نہ بناتا اوسکی
 والدے عین عنایت کی نظر وہ جسپر
 نوک نشتر ہی ہو سوزن ہی ہو ترکان اوسکی
 رخ پر اسوجہ سے مینی ہو الف کے مانند
 دہر میں چاند اگر ایک ہو صف بھی ہو ایک
 کس دُشمن میں گل جنت نہ کہوں ہر رخ کو
 سامنے اوسکے گل ہر گل لے کیا رنگ
 سبزہ خط کا کب آواز ہو رخسار وں پر
 نخل خوبی ہو قدا و سکار رخ رنگین گل تر
 متصل رخ کے نہ کسطح ذوق ہو اوسکا
 لبان بخشش کی جنبش سیو یہ پیدا ہو صدا
 آب تاب و ندان سے ہو ایہ روشن
 دیکھ لے چشمہ میوان جو دہن کو اوسکے
 پائین جب ایک جگہ جمع حیات اور عدم
 سلنے اوسکے بنے مصر وں ہو ایک نبات
 کہتی ہو اہل تماشائے زبان شیرین
 گوئی بات ہو شکوے نمک ہو پیدا
 ہر صراحی می ناب وہ گردن ایسی
 شال کشمیر کو دو پھول ہیں بغلیں اوسکی
 سیم خالص بہر جیب ہیں بازو اوسکے

عین نقطے سے کری غین کی سدا صوت
 ہوتی جو قابل دو صاد نہ اوسکی خلقت
 گردش چشم فلک سی ہوا سے کیا دہشت
 طاقت زخم بھی ہو بخیر کی ہی ہو قوت
 تا ہو قرآن سے یکتائی کی پیدا تخت
 اوسکے رخ دوہن کیوں اپنے ہو دنی عزت
 اہل ایمان کو شگفتہ کے جسکی نہ گشت
 نسطار بھی فدا جسپہ ہو بلبل کی صفت
 چاندنی کا یہ ہر اکہیت ہو ایے محنت
 سبب غیب نہیں ہو ثمرہ حسن طلعت
 چاہ کو ہوتی ہو گلزار سے اکثر قربت
 اے میسجائے فلک یہ ہیں شفا کی آیت
 کہ یہ خورشید صباحت کا ہو نجم قسمت
 وہیں گرد جائے زمین میں ہو یہ حال اجلت
 منطقی کیوں نہوں ہر قائل ہر قدرت
 کہیں گہرا کے خجالت کے عرق کا شربت
 ہو مے دم سے کلام نمکین کی لذت
 پر بدیہی میں ہو کسطح کلام و حجت
 حرافت تو ہی عیان پان کی جس رنگت
 خلد کا فور ہو اویکے جسکی نزہت
 کیوں نہوں قوت بازو ستون دولت

دم میں قارون کے خزانے کو لٹا دینا ہاتھ
 اوٹھکیاں بچے خور ہی کو نہیں ہیرتی ہیں
 سایہ پختن پاک کا کیوں ہونہ گمان
 ناخن تیغ ہلال او سکا ہراک ناخن ہو
 سینہ صاف ہو گھینہ اسرار خدا
 پشت وہ تختہ سین ہوازل سے اب تک
 بال کیے جو کم کو تو سر اسر ہو خطا
 یہ بجا ہو جو کہیں اس عدمی پر دین
 موج دریا بہارا و سکا شکم جب ٹھہرے
 کیون بلوس خموشی کا زبان کو ہو عطا
 ساق گردون پہ کھے فوق جو تیری میں برق
 خلد تک دس قدموز و نکی اگر ہو پوینچے

مطلع رابع

جلوہ نور نبی صاف ہے ذات حضرت
 میر محبوب علی خان بہادر جسم جاہ
 رکھے اپنے بھی ذرا ہمدی باہر تھو نہ پاؤں
 عہد طفلی میں بڑھایا یہ خدا نے رتبہ
 آبرو ہوتی نہ کیونکر صفت و درہ تسم
 چو و طعون سال میں اللہ نے وہ لوح دیا
 اس سے بھی سن ہمایون جو ہوا الفج پذیر
 اب مثال شہ موصوف جو و صوف کوئی

طو کرین صورت حاتم وہ سخا کی ساحت
 مانگتا افسس ہی یہ بچہ نور جان بھی دیت
 جب درازا و نکی طرف کل کا ہو دست بخت
 ویکلے جو اسے ہو عید کی حامل فرحت
 او کی بند ہوون کیوں صوفی صافی طہنت
 صاف ہو دہر میں جو پشت پناہ خلقت
 ق کیسے جو تار نظر تو بھی ہو گو نہ وقت
 پکڑی ہی سایہ محبوب خدا نے مہبت
 ناف پیر غنچہ گرداب ہو کس صورت
 اسکے آگے جو دم وصف ہو ستر عورت
 پیر جو ہو فخر فلک نقش قدم کیا حیرت
 تو ادب سایہ طوبی سے کہہ قد قامت

کہ ہے مجھ صادق پڑ سوز و حسرت
 فخر شاہان سلف گو ہر تاج عزت
 کہ قدم بوس کو کی جاہ و شہم نے سبقت
 کہ رکھا شاہون کی گردن پہ بھی بامنت
 سرا قدس یہ تھا اللہ کا دست شفقت
 کہ ہوئی پست نہ چار دہم کی رفعت
 پیر تو گردون نے جہا کیا سر کبر و نخوت
 ہاتھ آئے نہ اسے دہر میں عشاقی صفت

اوسکو حاصل ہوئی عالم میں عیش عشرت
صورت آئینہ بنی اسے سراپا حیرت
ہو یہ تعبیر وجود اس کا تھا خواب غفلت
شیر شد دیکھے تو بھاگے وہیں و باہ صفت
کرتے ماند زحل سے دم ہر رحبت
جانتی ہی کہ ہر اک پر ہو مجھے فوقیت
کہ مے دم سے نظر آتی ہو تیری صوت
پہر سخاوت ہو کہاں جب نہ مال دولت
لے آحق جو نہ دوداد و دہش کی شہرت
کام آئے نہ کیسے طر سے نہ ساجرات
کہینچی ہو کل کی مصونے امان کی صوت
بیچ میں پر طہ مساوات کی نکل صورت
غایتہ حصر میں ہم پاتے ہیں ہر ایک صفت

کیا سکندر کمون کب مثل حضور پر نور
دیکھ پاؤں وہ اگر خواب میں صورت خوب
میسے مدوح سے کیوں پہلے نہ خلقت جم
ذکر رستم کا ہو کیا اک پس زلال ہو وہ
عہد دولت میں جو چنگیز و ہلاکو ہوتے
ہر صفت ذات شہنشاہ سے منضم ہو کر
کہتی ہو بڑے کے سخاوت یہ جرات شہ کی
میں ہنوں تو نہ لگے ہاتھ کہی حاصل ملک
کہتی ہو غیض میں اگر یہ سخاوت اوس کو
کون عالم میں کرے گردن سلیم کو خم
کیا نہیں جانتی تو خوف رجا کو مابین
میں نے یہ بحث جو دیکھو تو کہا عدل سہاں
کیا کم و بیش کا ہو ذکر حقیقت میں یہاں

مطلع خاس

تو ہو قلب و سکا یہاں قلب کی جارحیت
مثل یک نقطہ سمو ہوم وجود خلقت
وے سنہلنے کی نہ جلا د فلک کو مہلت
سرخر و چاٹ کے ہو لال پر پی کی صوت
صاف کرتی ہو عیان سب زری کی لہت
کہ نہ اک دم کی بے پیک قضا کو فرصت
کلمہ مہر کی دکھلاے جو ٹوپی شوکت

یہ جرات کہ جو ہو فوج عدو کی کثرت
چہلے گیارعب و پیش نظر جب ٹھہرے
وہ پر سی تیغ ہو تار ادم پر واز جو ہو
ماکل تحت ہو تو خون تن کا وز میں
سم قاتل حق اعدا میں نظر آتی ہے
فوج اعدا میں جو در آئے تو بانی سے یہ ہوا
کیوں نہ بندوق کی ہون عقد ثریا چہرے

رشک خال رخ مدد باروت ہو صفا
 تو میں ایسی ہیں کہ جن سے گم گردن کو بدرم
 فوج سے کیوں نہ ہو شرمندہ سپاہ انجم
 یوں دو افسری ہوئی فوج چپ است کی نظم
 عرب ایسے ہیں جرمی خوف سے جھٹکے کیا دور
 سخت دل ایسی ہو کل فوج کہ کہتے ہیں
 گوئی ایسی ہیں کہ جب لیکے سوار و نکو اورین
 خاص گلگون جو سواری کی ہیں ان کا کیا ذکر
 برق کیا چیز ہو جب تیز قدم وہ ڈالیں
 کوہ کی چوٹی ہی باؤنٹوئی کو بان بلس
 آسمان سے ہو ہر اک فیل بھی باتیں کہتا
 صاف خرطوم ہو زلف شب بھور کی لٹ
 جمع ہو شام او وہ صبح بنا رس اک جا
 بات یہی کہ اثر عدل کا ہو عالم گیر
 ہر طرف بغلیں بجاتے پیرین کیونکر نہ جوان
 عدل کو نام قصا کی ہو برات اب نہیں و
 عمد دولت میں چسپاں سکتے نہیں ان کو حسین
 راہزن سے نہیں بل بل مول یوں غارت
 گرم بازار ہو اب داور سی کا ایسا
 حسن انصاف نمکے نہ ہو اجشن سے
 یہ سکا ہو کہ فقیر آج ہیں سب صاحب تاج

گویاں تار و نکو دیتی ہیں سرانحالت
 چاند ماری کی رہا کرتی ہیں ہر دم ہیبت
 ذوق نابہ کو علم سے ہو جو حاصل خفت
 جیسے تصنیف و شاعر سے ہوئی پداوت
 روس بھی شام کرے میں چہاے بصوت
 حق میں آیا ہو اسی فوج کو کیا قسم و قسم
 کانپیں فلاک ہو مہر رخ و زحل پر آفت
 آگے بٹھنکی ندین باد سحر کو مہلت
 نظری البق ایام کی ہو جائے پھرت
 جنکے حق میں کہا اللہ نے کیف خلقت
 طور ہی یا شب بیلہ کی مجسم ظلمت
 وانت کا نور کی دو شمعیں ہیں بہر ظلمت
 کب ہو دان توئی ضیا کب ہو بدن کی ظلمت
 کفر و ایمان میں نظر آئے کیوں جمعیت
 اب جفا کی نہ ہی پیر فلک کو عادت
 مشہر شیر و غنم کی ہو اگر زوجیت
 مثل مہتاب ہو فوق و زوحا کی رنگت
 جیسے گیسو سے سینوں کو ہو کچھ دہشت
 کہ نہیں دیتے ہیں عشاق بھی لے قیمت
 عدل کسری کا بھی پھیکا ہو ذوق شہرت
 بوری تخت ہو طاووسی او نہیں بے منت

جنس باد کرم سے جو اوڑا دامن جو و
انتہا ہی نہ خزان نہ دفائن کی یہاں
لک محروسہ یہ ہو آب کرم سے شاداب
خدا قیصر و غفور بنے ہیں سائے
خم گردون میں بہری رہتی ہو ہر دم صیدا
حرف ابجد ہوں نہ کسطح اشارات شفا
عام اشفاق ہیں اسوجہ سے مخلوق خدا
درد و ملت پہ مچے اہل ہنر جو حاضر
قدر وانی کی پٹی دھوم جو اک عالم میں
عرض کی دست ادب باندھ کر گیا وہر ہی
ہو حیات ابدی دہر میں مانند شہید
کام گویند سرائی ہو مگر شہ طیبہ ہو
غیر تکتا نہیں میزان نظر میں گاہے
گرچہ واثر و فی شمس بنایا درویش
یہ دعا ہو کہ در فیض ہے واجب تک
حقیقل رحمت خالق سے مصفا ہو کر
ہوں ہوا خواہ جو شادان ہیں گلکاری و ش
مور و لطف خدا شہ کراہہ رہیں ہوش

تو یہ جاناکہ ہی خورشید بھی صاحب دولت
لیکے مچتے ہیں گدا لعل و زمر و جلیق
جسکی شہرت نے کیا خون بہا ر جنت
ہو جیستار جو دولت تو کینرک ہمت
الہکار ایک سے ہی ایک فلاطون حکمت
بخشے اللہ جو ہر علم و ہنر کی دولت
ولین ایمان کی طرح رکھتی ہو شوق ویت
والمی او نگو میسر ہوئی جاہ و شمت
نغمہ ہوشش کی بھی آگئی آخر زوہت
تاج عزت ملے حاصل ہو خطاب خلعت
سر خر و مچکے جو ہر دم ہوں مجاہد
کہ ہو مدوح نبی یا ہونہی کی عترت
اپنے پلے کی رہا کرتی ہے حافظ رحمت
بے محل بر نہیں جھکنے کی کلاہ نخوت
حیدر آباد دکن میں ہے شہ سوزینت
منہ دکھا تا ہے آئینہ کر وے بخت
جو وعدہ ہوں ہیں بابت عذاب نکبت
ختم ہوں مضمی اتمت علیکم نعمت

مع ارستومی زمان فلاطون دوران امیر الامیر الہدولہ فتح اللک
عماد السلطنت نواب میر لائق علی خان بہادر سالار جنگ ارالمہام سابق

سرکار عالی حیدر آباد دکن دام آقبالہ

باغ عالم میں نئے رنگ سے آئی ہو بہار
جان فزا چلتی ہو کچھ ایسی جولے عالم
نخل جتنے ہیں ہستو کی روش جو تیر ہیں
پتے تل تل کے بجاتے ہیں جلا جل باہم
پھول لکڑی جھٹکا ایسے پھول ہیں گل باغ
سبزی سے فرش زمر و کاہا نہیں ہو بچھا
پتے جھٹکا جھٹکا ایسے پھول ہیں گل باغ
کہ خوشا بخت ہوئے اب ہمارے حکم
کیون زارت پہ دکن کی وہ نہوتے نامور
لائق و فائق و دانا و ذکی و ذی فہم
ہیں امیر ابن امیر اور وزیر ابن وزیر
جو طلب جسے کیا اوسکو عنایت سے دیا
قدر دان سخن و اہل سخن ہو وہی ذات
دستگیری پہ گئے کیون زمین اپنی مکر
ہیں کریم اور خلیق اور رحیم اور جمیل
رفعت و شان کا پایا بھی بڑھا ہوا اتنا
فہم عالی جسے کہتے ہیں وہ ادنیٰ ہو غلام
بزم عالی کا جو ہر رات ہوتا شمع فروز
زال کے حکم میں کسٹم بھی ہو گئے اگر
رعب مانے ہوئے تھے سام و زیرمان ایسا

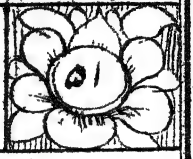
شکر سے تر نظر آتی ہے زبان ہر خار
کہ نہال آج ہرے پھول کے ہیں سوکھے اشجار
جام صہبائے مسرت ہو تو گس سرشار
گل شبوین ہیں قرنا کے سراسر آثار
کہ ترانہ او نہیں بلبل کا ہو سنا و شوا
چرخ اطلس کی زمین پر ہیں نمایاں آثار
اور سو سن کی زبان پر ہیں حیرت شوا
ہیں جو اک آل رسول عربی سے سردار
اب جدا و نکلے ہمیشہ سے رہے تھے مختار
کرتے ہیں اہل فرنگ اہل عرب و نکو شمار
ہو خط و دست سخا و کا جہان میں طوا
آج تک و نکی زبان پر نہیں آیا انکار
ہیں حقیقت میں زر علم و ہنر کی معیار
کہ یہ ہو انکے بزرگوں کا ہمیشہ سے شعار
عادل و عاقل و خوش وضع و خجستہ کردار
کہ ہو قربان در فیض پہ چرخ دوار
عقل کل مدح سرا ہو کپڑے ہیں ہشیار
ہر جا رب و بکش در نہو کیون فتنہ ہمار
نظر تھر سے مزج کا سینہ ہو فکار
کہ چھپ پہلے سے پڑے ہیں میں کے ناچار

نام ہر ہر میں مشہور منیر الدولہ
شاخ قربت ہونکیون شاہ سے تازہ پیدا
اسکو اقبال خدا داد کہا کرتے ہیں
جسطح جسم میں دل ملیں باکرتی ہر روح
شاہ ملحوظ نہ کیوں کھئے حقوق سابق
باغبان گل کو جگہ نہ دینے چمن میں کیونکر

سب رئیسوں میں جانے کو میں ہر سال
ہر گھڑی نخل لیاقت کا جولا کے اثمار
کہ عدد کے لیے پریشان ہیں انہیں کفر کا
شاہ کے ولیم ہر یوں دیکھا نہان عز و وقار
شہ عادل ہے پہنچتا ہی کہیں بھی آزار
بلبلو گزرتے جو گلچمن کو تو گزرا کرے خار



کردغا ہوش شگفتہ رہیں یہ دونو مدام
صورت نرگس بیمار رہیں حاسد زار



مدح جناب مستطاب علی القابلی اب محمد مظہر الدین خان فعت جنگ
بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر سر آسمان جاہ بہادر
کی سی سی سی۔ وزیر و مدار المہام حال شاہ و کن دام اقبالہ

آج تو آئینہ منکر میں آئی یہ جلا
حسن میں ثانی خورشید سپہ فرخت
بال ویکو تو سرا سر ہو عیان سر و دو
شاہ شوق قمر صاف ہو احسن جبین
دیکھ پائے خم ابرو کو جو محراب حرم
چشم بد و ور خدا نے وہ عطا کیں انگبین
دامن چشم کے مانند صبا فرش نہیں
میکھلے بخیر گرجاک جب گرجو مژگان
سرخ رخ میں ملی ہو نہ ضیا دامن تو کی

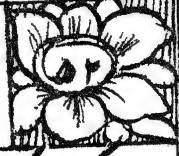
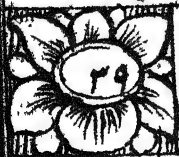
کہ نظر اک مہ اوصاف کا آیا جلو
منہر خوبی میں بٹھائے موعظ اپنا سکا
سو نکھلے بو تو پٹکتا ہی سپہ سر سودا
دفتر قاضی بیضا میں لکھا کر چہرا
بہر تعظیم جگہ یوں کہ ادا ہو سجدا
رات دن کو دیدہ افلاک بھی جہیز خدا
واسطے دم دیدہ کے مصلے ہو بچھا
عمر ہر دلیں کھٹکتا ہے اس کے کانٹا
آب گوہر سے کیسے یہ چمن ہو سینہ پیا

چاہے غنیمت میں بہرا ہو لب نکیس کا عکس
 چہرہ صوف ہو تو قرآن کا الف ہی بینی
 ہر دہن چشمہ حیوان تو زبان مع لطیف
 صبح امید کا نار ہی بنا گوش ہر اک
 کچھ وہ گردن ہی صراحی نہیں بلو کی صدا
 اہمہ دو نو شجر طو کی ہن و شاخصین
 چرخ کو کوئی تراشا ہوا ناخن جو چلے
 اوسکے ہر عضو کا انسان ہی بیان ہو گونگر
 چشم انصاف دیکھے تو کوئی دفتر دہر
 کیون ہر صفت میں ہمیشہ ہر وہ زیر فلک
 آنکھ کیا اوس سے ملائی کدلیہ ان جہان
 غافل و عاقل و ذی علم و سبع الاخلاق
 پیشواے رؤسا ابن اسیر بر با میر
 یہ سخا کی کہ ہوا دامن عالم زریں
 جس نے جو چاہا دیا اوس بھی کچھ بڑھکے آو
 یا الہی ہے جب تک چندانی تیری

کیون نہ پھر معدن باقوت کا گذر ہوگا
 خطے والیل کی تفسیر کا کہنی انقشا
 واہی و امان اجابت نہیں پانی کی دعا
 پردہ گوش کو بھی نور کا کہیے ترط کا
 ہر ہر اک عضو بدن نور کے سانچے میں ڈھلا
 ادھکیاں پنجہ خورشید بھی چمکتی ہیں چرا
 تو دین پشت مدنو پیکے ڈاک کی جا
 سر سے جوتا بقدم نور کا ٹھہرے پتلا
 کہ جسم فرس فرس کئے گانہ کوئی ایسا
 باعث جو دجہان میں ہو جو محبوب خدا
 روئین تن تک بھی ہو مانے ہو جکا لوہا
 ذی ہنر اہل وقار اہل شہم اہل عطا
 گمراہان رہ حرمت کے لیے راہ خدا
 گل گلزار و گل خور میں ہوا زریں پیدا
 در دولت سے نہ اب تک کوئی محروم پہرا
 در دولت پہرے ہے انکے بھی تب تک پہلا

سراوٹنا میں نہ عدد و شمار ہیں انکے محب

ہوش و خستہ کی ہر یہ سحر و شام دعا



مح اکمل لکلا فضل لفضل خلاصہ خاندان مرقضوی نقاۃ نمودان

مصطفوی جناب سید علی صاحب شہر ستری متخلص طوبی انوند

و حضور کس دربار حضور اصفی ریاست حیدر آباد دکن

خلد کے کیلے میدان قلم میں ہے فضا
کیوں شکاف اوسکا ہی اب طلغ غور شیدا
گیسوے حور سواد آج ہوا کیوں خط کا
کیلے سطر کا غزور ورق مہربنا
رنگ بدلا ہوا آتا ہی نظر کیوں تیرا
جسکی مدحت نے ہو اکیس کا نسخہ بخشا
ہن ہسید علی شوستری نام خدا

ریشہ ملک ہی کیوں اب گشت طوبی
پہر جبریل کی پرواز ہے کیوں ہر پر میں
کیلے آج سیہ لفظوں کی مشک کی بو
کیوں ہر اک سطر مونی غیرت یگانہ رم
کسکی مدحت کا خیال آج ہو ای طبع رسا
کون کونین میں اسطور کا ہوا ہل کرم
جول اوٹھی طبع کر گیا تو نہیں انفت اہوش

مطلع ثانی

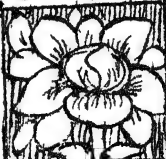
لفظ کن سے کیے اللہ نے دم میں پیدا
اونکے صدقے میں ہوئی خلق سبھی ماو شیا
جملہ مخلوق میں ٹھہرے وہی محبوب خدا
عفو باعث سی او نہیں کو ہوئی آدم کی خطا
احمد پاک لقب صل علی اصل علی
کیا عجب غرش کا چولے جو اچک کر پایا
اور داماد بھی بھائی بھی علی ساختا
اونکی پہر عزت و قربت کا ہلکا پوچھنا کیا
درمیان میں بخدا تھانہ دینی کا پردا
اکل و نہیں کا تہاد و عالم میں لقب شیر خدا
مردم دیدہ افلاک نے دم جنکا بہرا
دم روح حق میں دیا پر نہ ذرا دم مارا

انکے ہن آل کہ جنکے لیے یہ ارض و سما
وہ نہوتے تو نہوتی یہ حسدائی ساری
اونکو معراج میں پاس اپنے بلایا حق نے
بقیاسا سے بڑے اونسے مدد کو طالب
افتخار اب وجد ہاشمی و مطلبی
دم تسمیر ثنا گریسی ہر حرف مے
نت خاتون قیامت سی عطا کی حق نے
شان میں جنکی ہوئی لکھ لکھی وارو
جتنے اسرار الہی تھے کھلے تھے افیر
اسد ہمیشہ عرفان الہی ہے وہی
نور عینین و نہیں کے تھے حسن و حسین
نازل او نہر ہے ہر وقت صلوة اور سلام

بخش امت جد کی ہے خواہان دو نو
اونکی اولاد میں جو اور ائمہ گذرے
سجھ کے وانوں کے مانند برابر تھا ہر ایک
تا بہ ممدوح جب اس طور سے نوبت پہنچی
جلوہ دیکھا تو ہوا نور فزون آنکھوں میں
جتنے اوصاف ہیں انہیں انہیں پاگل
ظاہری حسن کو انصاف دیکھیں جو حسین
باطنی حسن بھی تو یوسف ثانی بن کر
وہ لکھی شہر ہوا نظم کا دھوکا جسر
راے طور کی صائب تھی سخن گوئی میں
مگر چنچہ مضمون کا عصارہ کیا دور
شعر بھی نے قباحت جو نکالی ہے چرخ
داہزاروں ہی ہوئے عقدہ مشکل جس
شان ہوکت سلام کا ہو جس سے نشان
پیشواے علما و فضلا و شعرا
زاہد و عابد و خوش وضع و عظیم الاشفاق
ذی ہنر اہل سخا اہل وفا اہل کرم
تاکجا ہوش بیان انکے میں اوصاف کروں
کہ ہے پنجتن پاک کا سایہ سر پر

ایک ن ملک حشم رب سے نہ اپنے چاہا
مثل اوکا کہیں عالم میں نہ دیکھا نہ سنا
بحر عرفان الہی میں مگر تھسا ڈوبا
تو بجایسے درول پہ خوشی کا وطن کا
کھینچ گیا بدر کا بس صفحہ ردل پر نقشا
دو نو عالم میں یہی اک نظر آئے تیکتا
تو انہیں صورت آئینہ ابھی ہو سکتا
ہوا بازار میں عالم کے عزیز دلہا
وہ کہی نظم ہوئی سلک گہر چہ خدا
کہ مدد مانگتا صائب بھی جو زندہ ہوتا
جا کے تبریز میں عصارہ کو ہوا آب بقا
تو رہا نو کا بھی مصرع ہوا انگشت مذا
فضل سے اپنے خدا نے وہ دیا ذہن سا
فضل وہ علم لدنی کا ہو جو پردہ کشا
قبلہ و کعبہ عالم خود و خود قبلہ بنا
دستگیر غریب چارہ در و اہل
صاحب حیات و ہمت ہمہ تن علم و حیا
یہی ہیتر ہو کون سجے میں نگوں یہ دعا
واسطہ پانچون کا پہونچے نہا نہیں غم صلا

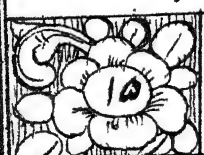
دوست جو انکے ہیں ہشا در ہیں عالم میں
اور دشمن رہیں تا حشر گرفتار بلائیں



یک گل بچار ریاض و تیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم
ردیف الالف

مطلع ہو حسن مطلع صبح بہار کا
جیسے کہ اک عدد سے ہی جلوہ ہزار کا
عالم میں ضاف پاتے ہیں عالم ستار کا
ہو ایک رشتہ سو گہرا آبدار کا
حق ہو کہ شکوہ کیوں کر منصف و دار کا
ایما ہی ہو کہ دش لیل نہار کا
کیون نہ بج کہینچے ہیں بشر انتظار کا
عالم نہیں ورق ہے کتاب بجا رکا

دیوان میں رنگ ہو چمن روزگار کا
کثرت ہو عکس وحدت پروردگار کا
پر دون میں مختلف ہو صدا ساز ایک ہی
لفٹ کے سلسلے میں ہیں جتنے ہیں صاف دل
دریا میں قطرہ موج سے پاتا نہیں ضرر
راحت کے بعد رنج ہو راحت ہو بعد رنج
ہو قول حق کہ میں لگ کر نہ ہوں قریب
جو آنکھ ہو وہ خوف خدا سے پر آب ہو



لے ہوش ڈرنہ دفتر عصیان کی طول کو
عنوان نامہ نام ہے آمرزگار کا



جید ہو رب عالمین کا کہان یہ تہ کسی حسین کا
جید خالق کی ات کرم نہی ہو کہ نقش اشکین کا
لگا نہیں انگوٹھیں خاک و کی جو کشتہ ہوشم سرمدین کا
نہ نہیں اس میں سید کا کہنا ہو تہہ حال نہیں یقین کا
ذرا گھٹائی جو قدر شہ کی باوہ مرد نہ پہرہ کین کا
خطا ہو جو کوئی او سکو ہر تہہ عالم میں شیک کین کا
تو فکر کی ہو غلط یہ قرون کہ طبع چیتا ہو انبیین کا

جو حسن ہے ختم مرسلین کا وہ ہری کا نہ جو عین کا
تمام عالم ہو مثل خاتم نین ہو ظل خدا عظم کا
کیسی ایسی نہ قدر دیکھی کہ سواد سے اوٹا کر قد کا
حضرت ہیں وہ جان میں کیتا نہ مثل کوئی ہوا نہو کا
کہ عداوت پہ جسے باندھی ہوئی ہو سکی لے خرابی کا
معطر ایسی ہو زلف سرو کہ اکی او سکی ہو گردن کا
نکالیں کوہن کا مضمون کرنا چاہیں ہم اسکو نہو کا

نصیب ہو فرقت پی میرے بنے ہیں ہم آج کل سمجھ
یہ نگ عالم شہا سرا یا قباے رنگین کا عکس یا یا
پسینے کا شہ کو وصف جیسے کیا ادا ہم فیض رب سے
خدا ہو جس چلو ہوا فرما صفی جان خلق کی ہون
بنی و آل نبی کی انسان کو الفت تو کیا ہو یا
خدا و احمد کی کنہ پانی قسم خدا کی ہو سب کما فی
یہاں جو دو بین الم میں کما غیا جیج جہا نہیں ہیں ہم

لیکھو مچ وہ رشک نہر حشر جو دین چکے دل حشرین کا
یہاں جنت ہو نام جس کا وہ پھول ہو ایک شبنم کا
تو نام اپنی سوا ہی تبت اجارا اس عطر کی زمین کا
خدا کیسے کا نہو سہارا وہاں بھر دسا ہوا شہا دین کا
سکان کیونکر نہو وہ ویران نشان حسین ہو مکین کا
عبث طبیعت کی ہو روانی ہو کام کیال خود بین کا
آئی نام رسول اکرم انیس ہو وقت واپسین کا

جناب احمد کی مع کر کے بقول ناسخ کیا ہے معنی
مقرر ہے ہوش آسمان سے بلند تر تہ اس میں کا

زخمی نالان ہو عالم اوس خطر خسار کا
دیکھتے ہی خون ہو جاتا ہو کیوں و چار کا
گھٹتے گھٹتے محسرت دیدار میں ہیں تیرہ و
سلسلہ غم کا مدد جب و سکون پونہا تا ہے
خار صحر اسو کہہ کر کاٹتا ہوا جاتا ہو کیوں
آئینہ رویوں کو میری خاک بھی اکیر ہو
بندہ گئی زلف سیاہ یار کی جب سے ہوا
پہر ہوئی وحشت گریبان گیر امی دست جو
ان حسینوں کی چپکستی آنکھ کب کس کے مثل
مکھو تصویر خیالی جانتے ہیں موشگاف
یہ چلی جسر قیامت اوسکے سر پر آگئی
زلف کا حلقہ پڑا جب سبزہ خطر پر ترے

بولتا ہے خوب طوطی مرہم زنگار کا
آپکا تار نظر ڈورا ہو کیا تملو ار کا
بنگیا ہوں خال چشم روزن دیوار کا
کیون شکل ٹوٹتا ہو آنسوؤں کے تار کا
سایہ کیا اسپر پڑا ہو میرے جسم زار کا
لے ہو س ہوں میں کشتہ شعلہ زخماں کا
چرخ نیلی بنگیا چھالادمان مار کا
یا دایا آبلوں کو پھر کھٹکنا خار کا
دیکھتی جو آئینہ یہ دیدہ بیدار کا
نقش و ملین جیسے ہو نقشہ میان یار کا
تیغ نے سیکھا چلن شاید تری رفتار کا
بنگیا رنگ زمرہ پر وہ چشم مار کا

<p>صورت خنجر جسم لاغر کو اوڑھتی ہو صبا جگو سختی تان نے اسی جنون عریان کیا سترہ خطروے جانان پر نہیں اعندلیب کاٹ تیغ ظلم سے ظالم نہ میرا نخل عمر دامن صحرا کے محشر کا کفن دینا مجھے کیون نہ دو د آتش یا قوت کی پھپھتی کہیں</p>	<p>بھانڈنا اپٹا ہی مشکل یار کی دیوار کا کیون تن مچا پون اگر دامن ملے گسار کا زخم گل پر ہر یہ پچھا ہا ہر ہم زنگار کا کب ملے اوسکو ٹمرا طمع ہو جو اشجار کا ہر گیا ہون ویکس کر انداز میں رفتار کا ویکسہ پائین جب مسی مالیدہ لب ہم یار کا</p>
---	--

<p>کھل گئے لے ہوش دو نوپٹ و مضمون کے صاف فکر کی جب نام لیکر حیدر کرار کا</p>	<p>کھل گئے لے ہوش دو نوپٹ و مضمون کے صاف فکر کی جب نام لیکر حیدر کرار کا</p>
---	---

<p>جب لکھا مضمون کوئی زلف عنبر بار کا خشک جب آئسو ہوے راز محبت کھل گیا خط پڑا تن پر جو تیغ یاہ سے آئی منہسی رو برو دابر کے جو آتا ہی ہو جاتا ہر زیر تو خیال چشم ساقی سے ہو سرخوش کیا غیب واہ رہی پسیدگی دل کہ جب بے سہ لیا تیری ابرو پرین اکھیاد عاشق ہو گیا پھر سر نہ ملتے ہیں بالکل بھلا کردہ مجھے بعد مدت وہ اگر آئے تو آئے لیکے تیغ آنکھ سے ابنی چہا خال ذقن نکلا جو خط قتل کو مانع منہسی قاتل کی ہو سکتی نہیں راز و لگو میری وحشت نے کیا ہو مشتہر کشمکشی ہو گھر خون میں عمدا بھر کفن</p>	<p>کہنچ گیا نقشہ زمین شعر پر تاتار کا اشک کا قطرہ پھپھولا تالبہ اظہار کا نقشہ ایقاتل وہ تھا کیا تم قہار کا عالم اوس بد مخرف میں ہو حرف جار کا خم اگر لے شیخ ہو گنبد تری دستار کا بن گیا دامن میں تیغ ابروے خمدار کا بانہ سے کو پر ہی ڈور اچھا پیٹے ملوار کا بخت خفتہ میں ہو عالم طالع بیدار کا پھل مرے نخل منت میں لگا تلوار کا آب دانہ تک چھٹا اب مردم بیار کا کعبہ شہی پر دال ہو خندہ لب سو فار کا حبیب کا ٹکڑا ہر اک پرچہ ہوا اخبار کا قطع ہونا چاہیے دامن کسی گلزار کا</p>
---	--

پیش کا کل سوز مشاطہ دل عاشق کمال
دیدہ اہل نظر میں آب زر سے کم نہیں
بسملوں کا جبے ایک ترک ہو سیلاب اشک
حلقہ کیسوے جانان میں پسینہ دیکھ کر
چاک عریانی کا جامہ بھی ہوا دست جنون
داغ دل کیوں بن گیا سوچ مکی پھول آج
چپیری بیاہن ستائش سی تو اوس کا کیا کلام

وہ اگر ہی سنا پ تو یہ بھی ہر مہرہ مار کا
کیا چمکتا ہی پسینہ یار کے رخسار کا
کیوں نہ پہرہ تھوٹے پانی تری تلوار کا
ڈھلکیا پانی مری آنکھوں نے چشم مار کا
دیتے ہیں وحشت میں تجکو واسطہ ستار کا
دھیان آیا اسی فلک کے گل رخسار کا
کون ہو حمد و مع عالم میں زبان خار کا

کیوں نہ پہرہ تری کند فکر ہو زنجیر سرش

ہوش جب مرا ہو تو احمد مختار کا

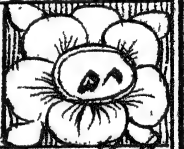
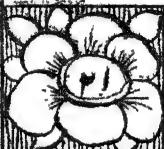
تجلی گاہ سبب ہو ضیاء داغ ہجران کا
لقب ہو کیون ہر ولایت داغ ہجران کا
کیسی مہر مہری نے جو داغ دل کو چمکایا
اگر دن میں چہالے و درخ روشن کو وہاں
لب لعلین کی الفت جو نہیں چھینتی کسی صورت
تصویر رخ رنگین کے میں جب لیے آنسو
کہلا غنچے تو سوز عشق بیل کی ہوئی دلی
شفق بھیگا ہوا رومال ہر اکاشک غولہ
صدائے صورت بھامین قیامت آگئی سر
طفیل گریہ لبر زگرہ دامان صحرائے
عجب کیا مردم چشم ادسکی اجانب پہر جائے
تری کو چہ رکاز کی کا ہر حشر پر تو ہے

چرخ طور کا ہنسنا ہی جاگت آگیاں کا
کشود باب باطن نام ہی چاک گریبان کا
تو کا نور سحر پایا غبار اپنے بیابان کا
تو عالم دھوپ میں بھی ہوش ہوتا بھان کا
ہیو لی تھا ازل میں کیا مرا خاک بخشان کا
تو ہر دیدہ خزانہ بن گیا حوض گلستان کا
اثر ای باغبان اس خم نے بخشا ملک ان کا
سحاب تر نہیں جالا ہی میری چشم گریبان کا
اگر مجھ نہ تو ان کی زخم کا ٹوٹا کوئی ٹانگا
جنون گرد تھی ہی غبار اپنے بیابان کا
کر انسان سوز چمکتا ہی جہاں نہیں کام انسان کا
سگر گوشہ ہی میدان محشر تری دامان کا

و کہا ہے وہ اگر صحت تو پوچھے اوسکو کون عالم
ملون میں ناتوان اوس ہم نورانی ہو گیا
جلاد می ساری عالم کو گدائی آگ پانی میں
ترے لطف غصب میں باز نسبت ہو تساو کی
ہماؤ نہیں جیتک شک چوئی دین وہ رخ کیون
پڑا پرتا ہی وہ یہ کعبہ ولین ہی پوشیدہ
تم اپنی پیچہ رنگین سی اوسکو جب کرو روشن
خیال اوسکو دہن کا جب دم فکر سخن آیا
اوڑا تا ہی اسے بھی بڑی رون صفت پروریان

جہاں سے یک قلم مٹجاسی جگر اکفروایان کا
کب اولہاد اسخ رشید میں کا مٹا سیا بان کا
شرارت پر اگر آئے شر اس آہ سوزان کا
نظر فی زخم اگر ڈالا تو مثرگان نو اسے مانکا
کسی صحت نہ جائز ہو وضو کسی مع قرآن کا
مقابل داغ کے ہوئے کمان یہاں تا بان کا
تو کیونکر پنجشاد پیر دی پیچہ نہ مر جان کا
ہو آب و مضمون میں عالم آب حیوان کا
ورق دیوان کا ہمایا یہ ہو تخت سلیمان کا

پونچھا ہو وہاں پر ہوش کیونکر زندگی میں
یہ سنتے ہیں کہ وہ کوچہ ہے ہمسرای غرضوان کا



برنگ گل چین دہر میں جو تو ہوتا
جو مری بزم میں اردوہ شمع رو ہوتا
جو دیکھتی اسے طبل تو لے گل گلزار
ابھی تو عالم وحشت میں چاک کرتا میں
بھری تھی دل میں تمنا کلام جو کرتا
پس قتا بھی جو رہتا یہ تارا شک مرا
عزیز ہی وہ سمجھتا حقیقہ جو کرتا
اگر لطیف بتاتا کہلا کے آب سرشک
خیال لطف مرے دل میں گہرا کرتا
کہی تو رشتہ الفت سے تیری سی جاتا

تو میں چسپا ہوا دہن میں مثل بو ہوتا
تو بے چراغ نہ کیوں خانہ عدد ہوتا
نہ پاتی چین ہزارا اسکے پاس تو ہوتا
جو مے ہاتھ میں داماں آرزو ہوتا
لیون تک آتے ہی وہ حرف آرزو ہوتا
تو چاک جیب کفن میں نہ کیوں رفو ہوتا
میں گٹ کے مرد مٹیدہ عدد ہوتا
تو میں گرہ میں تزی مثل آبرو ہوتا
تو مثل نافہ سوید ابھی مشک بو ہوتا
اگر یہ چاک جگر فتابل رفو ہوتا

اگر نخل وہ نہ کرتے دکھا کے چہرہ سرخ
عدم کی سیر دکھا تا خیال ہوے کم
دکھائی آئینہ حیرت نہ کیوں مانے کو
جو قتل مجبودہ کرتے تو بھونڈی جاتی
ہو نہ کیوں خط سا غمرا خط قسمت
فلک مجھے جو نکرتا کسی کا نقش قیوم
وہ پاکباز خرا بات دہرین ہوں میں
ہوئی تھی قیدی الفت جو صوت قمری
میں دوا آتش ہوتی مجھے شرابِ صال
سمجھتے شیخ کو ہم راز دار تب تیرا

تو آفتاب نہ بیوجہ زرد رو ہوتا
ہمیں تو تیغ کا ڈور اکمر کا مو ہوتا
مطیع دل سے مرا جب ہ سادہ رو ہوتا
گلاب حق میں مے یہ مرا لہو ہوتا
کہ سر بھی میکہ دہرین سب ہوتا
تو میں ضعیف نہ افتادہ کو بلکہ ہوتا
کہ دخت رز کو نچوتا جو بے وضو ہوتا
تو زلف یار کے حلقے میں یہ گلو ہوتا
جو مست وصل میں مئی سو وہ شعلہ ہوتا
کہ لب پہ ذکر بتان اور دل میں تو ہوتا

ہر اوس ملیح کی خواہش مجھے کیوں آہوش

سازن ترانہ کہ خوان آرزو ہوتا

انامہ موزون ہر مطلع عالم ایجا دکا
دارہ ہر حرف کا بیض بنے فولا دکا
منہ دکھا کر خون بہا یا بلبل ناشاد کا
لبنیان لیتا ہر طرہ بیطح شمشاد کا
سلسلہ بیکار ہر اب الفت حداد کا
زیر فرمان یار کے ہو ملک حسن آباد کا
دیکھ پائے پیچہ زنجین اگر صیاد کا
نوک کا مضمون مرا نشتر کو کیا فساد کا
چاہتا ہو کب برا ہونا کوئی اولاد کا

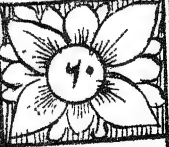
رنگ ہوتا ہر لہر گہری غمرا دکا
ہو رقم مضمون جسم سحنتی جلا دکا
دیکھنا تو رنگ سفا کی ستم ایجا دکا
کیجیے چلکر پریشان ہوئے گلشن میں بال
نا توانی بڑھ کے خود زنجیر یا ہوگی جنون
اوسکے سائے کے ہیں بچو سب سے خسار دکا
بہر بلبل دام ہو جائیں لکیریں ہاتھ کی
چہر تباہی کیوں رگ قلب کو کو دمدم
امر تقدیری ہو شاعر کا جو ناقص ہو کلام

سلسلہ جب نظم کا قیدی مضامین کو کرے
سختی سنگین لان مانے صفائے تن نہیں
فرع کچ ہو کر ضرر اصلات ہے کچھ اصل کو
ہون میں آدم جان دن ہر جہینوں پر
بلبلو کسے اوڑا نکل کل کلشن میں ہو میں
ظلم کے مکتب میں ہو چشم فلک کیونکر نہ فرد
ہر بیان فرکان کار جان کر لے ہونیشت
تو وہ گل ہر آتے ہی تیسے نشا افزا ہوا
طا ر روح گدا س کب یہ سوت چٹ سکے
جنسے کوہ عشق کا ثاجان شیریں ہی ضرور
مصرعہ قد میں کمر معنی کیصوت ہی نہان
زلف مشکین میں نہ لے مشاطہ تو طلق بنا
کھل گئی جنت کی کٹری جولی میں ای گلو
جو علائق سے چپے پاؤ رہ توحید صاف
باغ رضوان کہتے ہیں جسکو وہ کو چہ ہر ترا

نام ہر کیون دہر میں سوا انو خدا کا
کیا دکھاتا منہ نہیں ہر آئینہ فولاد کا
مخرف شاگرد ہو تو ہرج کیا استاد کا
ہی دل آویز لانا ک حسن آدم زاد کا
کیون ہوا میں نگ آ یا نگست برباد کا
ماہ نو اس صا پر خلعت ہو جب استاد کا
منہ مجھے ہرگز نہ دکھائے خدا فساد کا
غل شکست نگ سی نکلے مبارکباد کا
صاف نقش بوریامو دام اسے صیا کا
سے مقولہ یہ زبان تیشہ و سر ہا کا
قافیہ تنگ س سے پایا مانی و ہزا کا
لام یہ محتاج کب ستار کے ہی صا کا
بعد مرنے کے اثر تھا یہ سیکی یاد کا
ہر ہی مطلب خط پیشانی آزا کا
جو جنت نام ہر ای گل تر سے ہزا کا

بہر ہونے شاگردا و ستادی کا دعویٰ ہوتا کیل

مثل شیطان پائے کیوں جندہ لقب استاد کا

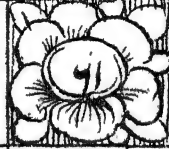


نقش پا ہون کبھی کو چر سی نہ ٹل جاؤنگا
دیکھ دم تیغ کو مقتل سے نکل جاؤنگا
کیا ہون پیراہن کمنہ کہ نکل جاؤنگا
شجر طور نہیں ہون جو میں جل جاؤنگا

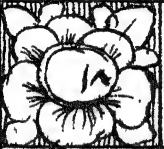
مل نادان نہیں رخیر جو چل جاؤنگا
وہ بلائیے تو کیوں سر کے نہ بھل جاؤنگا
تیرے دامن کو میں کیوں چٹو کے ٹل جاؤنگا
قطرہ اشک ہون دکھلائی مجھ کو جلوہ

ابھی ادھ بیٹھو نکا آؤ تو عیادت کے لیے
گرم کیون بولتے ہو محفل میں مجھ دیکھ کے تم
وہ بیان کہتا ہوں مراد لین علی و دین تو جگہ
قصر مقصود کو ڈھا دیتی ہے اکثر خجالت
دل ہو لبریز می عشق سے پیش داور
پیسکر سنگ جفا سے جو وہ سمجھینکے حنا
نا تو انی نے بنایا ہوا اسے دربان
ہو سلامت جو مراد لغ جگر کیا غم ہی
ہو خطاز لعل سیہ فام کی بدعت کرنا

مرض الموت بھی ہوگا تو سنبھل جاؤنگا
شمع سان خود ہی سحر تک میں گہل جاؤنگا
مثل موٹی میں کسی طور سے پل جاؤنگا
قول یوسف تہانہ میں زیر محل جاؤنگا
یہی شیشہ لیے میں زیر بغل جاؤنگا
پہر تو میں رنگ کے مانند بدل جاؤنگا
میں تو دیوار کے روزن سے نکل جاؤنگا
ساتھ مرقد میں لیے میں یہ کنول جاؤنگا
کہاں سودا میں کدھر لیکے غزل جاؤنگا



باغ کیوں سبز کہاتے ہو مراد ہوش ہونا
کچھ میں ناواں نہیں ہوں جو بہل جاؤنگا



اندھوں بے وجہ وہ مہر و مکر ہو گیا
قطرہ می فرقت ساقی میں انکھر ہو گیا
جب مقابل اوس رخ روشن کر تیر ہو گیا
نظم و صفت قامت موزون دلبر ہو گیا
دور ہی سے ابرو سے جلا دکا دیکھا جو کاٹ
بلبل گلشن کو پہرے اپنے آئین کی خبر
خون سودائی کے قطریں ڈکھایا طفرہ زک
بگلی یاد تیان چھائی کی سل مرینیکے بعد
بیقرار ی نے مری لطف و مہم عسی دیا
خاک خست زلف میں چھائی تھی ایسی بعد

خاک کا ذرہ مرے طالع کا اختر ہو گیا
آفتاب حشر سے میخانہ محشر ہو گیا
چھٹ گئی مہتاب منہ پرکٹ کر انکھر ہو گیا
مصرع ترخیرت مشاخ صنوبر ہو گیا
لین لائین تیغ نے قربان خنجر ہو گیا
طاوڑ رنگ چین اوڑر کر کبوتر ہو گیا
تیغ پر گرتے ہی خال چشم جو ہر ہو گیا
اور حاصل عشق میں کیا خاک تیر ہو گیا
جب پیا گہر لے کے اچھو آب خنجر ہو گیا
میری مٹی کے مقابل گرد و غبار ہو گیا

کیون ترا پر کالہ آتش ہر اک پر ہو گیا
کیا شش و پنج اسکا جو آئینہ شش ہو گیا
جو ذرا گویا نہ تھا لودہ مخمور ہو گیا
آفتابی دارہ لکھتے ہی ساغر ہو گیا
مفت میں احسان قاتل میر و سر ہو گیا
جو اوڑا پردہ گریبان کا کبوتر ہو گیا
روز محشر نامہ اعمال ابتر ہو گیا

کس بھوک کے کئے لکھے اوصاف تو نے ان فلم
شش جہت کو عالم سکینہ ہوا سو حسن
جہش بھوسے اوس بیت دیا بھوکو جواب
یا دساقی اکیسی جسد دم دم تحریر خط
تیغ فرقت خود ہی میری جان لیتی لیکن
کی مدد خضر جنوں نے یا رب تک لے پھی خبر
میری عصیان کو پریشانی فرمیری گم گیا



دیکھ کر کہتے ہیں وہ حالت صرمی کچھ خیر ہو
ہوش تھا مشہور تو دیوانہ کیونکر ہو گیا



نقطہ دل عین چشم ہر قاتل ہو گیا
خشک ہو کر چشمہ حیرت کا ساحل ہو گیا
آسمان پر گل چرخ ماہ کامل ہو گیا
ایک عالم مصرعہ دیوان بیدل ہو گیا
بے چلے یہ پنجہ خونخوار تال ہو گیا
یہ تن خاکی مثال تو وہ گل ہو گیا
کس خطا میں دل گرفتار سلاسل ہو گیا
یہ وہ خطا ہی مصحف رخ جسکا حامل ہو گیا
آہ کا شعلہ مثال شمع محفل ہو گیا
جب کوئی مصحف ہوا چوٹا حامل ہو گیا
پاک لوٹ جرم سے دامن قاتل ہو گیا
نقش پائے دلربا کیا نقش عامل ہو گیا

جب نصوا اوسکا نور دیدہ دل ہو گیا
جب مقابل آئینہ اوس رو روشن کی ہوا
جب بندھی عالم میں لوح حسن جانکی ہوا
دل کیا ہر اک بشر نے قامت زونکی نذر
خلق کو ابرو نے تیر کی دیاد میں ہلاک
سر کیے تیر نظر جیبا و سنے ہر مشق ادھر
جرم کیا تھا جو تیری کا کل کو دیکھا اک نظر
کیون خط رخ کو خط نسخ بتان جانیں ہم
گرمی محفل کا سامان اوسکی جہت دیا گیا
منہ او ترنے سے تمہارا مرتبہ کیونکر کھٹے
دامن زخم بدن پردہ ہوا خود قاتل کا
سر کو ہل جاتی ہیں کیون ہر روز اور کچھ ہیں ہم

کر لیا قید سی فرشتو نکو ذقن کو خال نے
کیا کسی بیخبر نے تشبیہ سی رخ سے تھے
یا دنیغ ابرو کو زیر زخود کرتی ہلاک
مڑے سچ پھتا ہوں لیکن ہر صبح ریت ال
ناخن پا کو یہاں تک سی ترقی حسن نے
درس لے جی رہی میں لام زلف لیلیٰ ترابری
فصل گل میں گل سے آنکھیں بلبلوں کی جا لیں
کھل گیا تکرار صدا چشم جان سی ہمیں
مل کو غارہ چین بابر و کیا ہوا وہ باغیں
نور کے تھانوں کا نقطہ وہاں تنگ یار
تھوکتے ہیں ہم ہو پتہ ترپ غم پر پڑیں
جب چلا گلشن سے وہ کان ملاحظہ کر کر
کھل گیا جتے ہی دلیں تخم الفت لک
سختی دل سے ترے یہ صاف آئینا ہوا
بوسے خلد آنے لگی باغ سخن سی لا کلام

چاہ بابل سے ہویدا سحر بابل ہو گیا
آسمان پر کیوں دماغ ماہ کامل ہو گیا
میری گردن پر عبت حسان قاتل ہو گیا
میرا نقشہ بے صدا اک کاسہ گل ہو گیا
سب لکے کہنے ہلال اب ماہ کامل ہو گیا
ہوش مجنو نکو نہ آیا ہتا کہ غافل ہو گیا
دامن گل پر وہ چشم عناد دل ہو گیا
دفتر عالم میں انسان فرد کامل ہو گیا
طاؤر رنگ چمن جو مرغ بسمل ہو گیا
جب لگی مستی تو چشم حسن قاتل ہو گیا
یہ مرض حق میں ہمارے باعث گل ہو گیا
زخم ہر گل کو نیک شور عناد دل ہو گیا
دانہ زنجیر بھی بونے کے قابل ہو گیا
جو ہر فولا د آئینے میں شامل ہو گیا
نظم جب وس حور کا وصف شامل ہو گیا

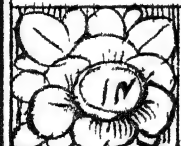
لیلیٰ مضمون کے خاطر ہوش کل دیوان میں
دائرہ ہر حرف کا ہمشکل محل ہو گیا

سنبیلے کا صاف جیسے آفتاب ہو کا ہوا
شاہ آئینہ ہوا اب آئینہ شانہ ہوا
کیوں اوچلنے دل لگا کیوں بسبب ہو کا ہوا
وہ چلی باد بہاری اور وہ کر کا ہوا

یا دلیسو میں لبند اتنا مرانا لا ہوا
جلوہ رخ عکس مرثگان سے یہ آئینا ہوا
کسکے پہلو میں وہ جا بیٹھا الہی کیا ہوا
ساتھ فصل گل کے بابل کا روان لا ہوا

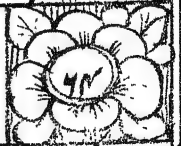
نکتہ نمود تھا عدم پہلے وہاں تنگیار
روئے ہم جتنا ہوئے نشوونامہ کو سوا
لاؤ بھی تشریف خلعت و شہادت کا گھبرا
وہ لطیف از بس میں بھی ناتوان صابو
جب ہسمٹا حرف پچیدہ قدر نگین بنا
وہ بیان مرگان کا مٹا ابرو کا جب یخیاں
او نکاسر و فتر ہوا میں جو پریشان حال تھے
دراغ دل کی تازگی اشکو کو قطر و نسے بڑھی
ایک تو گیسو تھے بہم دوسری تیور ہی تھی
وٹھوٹھتے ہیں آگے راہیں ملتا نہیں
سرخ موبات اوسکی چوٹی کا ہوا دشت میں
گر میان اپنی دکھائیں گے کسے اب شعلہ رو
جان لے یا چوٹے یہ الفت ابرو و خال
جب گیا دریا میں وہ عین تجلی بہر غسل
الفت کا کل میں پچیدہ ہوا یہ وہ آہ
گر دکھت کا ہوں میں کہ نوکھتا نقشہ کو کیا
گنہگار اشک میں آگے تخت جگر
کیوں اکڑتی ہر تری ہو بغلیں بجاتی ہر طرف

جب لگی مٹی تو خال دیدہ غنقا ہوا
دیدہ پر آب بحر نخل غم ہوتا ہوا
یہ لباس زندگی اب تو بہت میل ہوا
ما نفع دیدار او نکا کب مجھے پردا ہوا
لو خط کلزار ہمزنگ خط طغرا ہوا
دخل نشتر کا اوٹھا تو تیغ کا قبضہ ہوا
گیسو شبرنگ کا جسروز سے سودا ہوا
آب گوہر سے چمن پایا یہی سینچا ہوا
یہ بلائے آسمانی پر نیا طرا ہوا
ما تو انی طائر حبان بھی مرا غنقا ہوا
دراغ سو او یکس آتش کا پر کا لا ہوا
یہ جلاتی تھی جسے لو آج وہ ٹھنڈا ہوا
اسی مٹی اب نیا پانی نیا دانا ہوا
دیدہ گرداب نخل طور کا ہوتا ہوا
نسخ جسکے آگے عالم میں خط طغرا ہوا
لے مصو اندونون نقشہ مرا خا کا ہوا
ہجر میں دولہا بنا میں پیش رخ سہرا ہوا
لے تو ہنگامہ محشر بھی کیا میل ہوا



دست انور کا ہر اک مضمون و شن ہر میں

ہوش بہر حاسد منکرید بریضا ہوا



کیوں تج کو یہ دعویٰ ہو کہ میں کچھ نہیں کہتا
کب آئینہ کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا

جو دلیں ہو اسکے وہ بتا دیتی ہی چتون
کوئی تری آنکھوں کو کیسے گناہ حیا دار
وہ گل تو کہلاتا ہو گل زخم جگر روز
کوہو جو زبان تم تو کہے کیا نہیں کوئی
سکتے ہو اسے دیکھ کے ہر ایک بشر کو
بت ساری خدائی کر با کرتی ہیں غاموش
وہ کھیل چھکے مجھے دیکھتے ہیں شنام
جب بات ہو جو سنکے بھی ہوتے رہا غاموش
وہ گل ہی تو میں خار ہوں گلزار جہان میں
دل کا تو تقاضا ہو کہ بول اوٹھ سر محفل
گو یا لب ظہار ہی یہ میسر ہی خموشی
ہی شمع کے مانند مرانا تو روشن

پر وہ یہ سمجھتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
پر دایہ جہی تک ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
تازہ یہ شگوفہ ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
یہ کام تو میرا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
ہر رخ سے یہ پیدا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
ناحق تو یہ کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
لیکن یہ تماشا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
یتیم کا کلیجا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
پہر کیا مجھے کشکا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
کیا جانے سبب کیا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
راز اس ہویدا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
اس بزم میں لہا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا



لے ہوش خدانے تو زبان دی مجھے گویا

پہر کون یہ کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا



پہر کیوں دانہ شکر کروں انتظار کا
نقطہ ہر ایک بنگیا دانہ انار کا
منہ ڈھانپنے کو چاہیے دامن بہار کا
وہ آئینہ ہی صنعت پروردگار کا
انداز خسل طور میں آیا چنار کا
چونے کے یہ بہرن نہیں سبزہ فرار کا
تھارا اشک یا کوئی گندہ انجار کا

ہی لطف وصل سامنے نقشہ ہی یار کا
لکھا جو وصف ایک بھی پستان یار کا
جاتی ہی فصل گل کی یہ کہتی ہی غدیب
آسان شان حق ہو نیکیوں و سکودیدے
لے عین نور خیمہ رنگین نہیں ترا
اون آنکھوں کا خیال ہم مرگ ہی عیش
کھلی بھڑاس و زسی کچھ تپ بھی کم ٹپ

<p>رکھتا ہو قصداً رُجان کے شکار کا ہو ایک ہ بھی دامن تر بادہ خوار کا احسان اپنے سر ہو عیث نوک خار کا تعویذ بعد مرگ ہو اپنے غرار کا دامن لیا گلون نے بھی شہر بہار کا آئینہ نام کیوں نہوا اسکے غبار کا</p>	<p>وزر دیدہ کیوں نظر نگر سطرف وہ ترک واعظ عیث ہو وصف گوئی تر زبان پکتے جو آبلے کف پا کے تو بھوٹتے یار بتون کا نقش قدم سنگ کی طرح آئی جو مرگ بلب ل ناشاد کی خبر صوت دکھائی یاس کی گرد ملال نے</p>
--	--

 <p>۱۱</p>	<p>چھوڑو بتون کا ذکر کر دیا دھت کی ہوش کیا اعتبار زندگی ستار کا</p>	 <p>۹۲</p>
---	---	---

<p>تو کیوں نہ خط جبین مراد ام ہو جاتا معین خضر علیہ السلام ہو جاتا تو میرا ہر بن ہو بھی مشام ہو جاتا تو پھر دہن مین نہ کیوں نہ کلام ہو جاتا آئی پھول جو کہلتا وہ جام ہو جاتا تو کیوں حلال بھی کرنا حرام ہو جاتا سمندر ناز اگر بد لگام ہو جاتا ہمیں پیام اجل وہ پیام ہو جاتا تو محتسب کا نہ بندہ غلام ہو جاتا کبھی تو مینڈکی کو بھی کام ہو جاتا</p>	<p>ہولے زلف کا جو مین مقام ہو جاتا مدد ہمیں کو نہ دیتا نکل کے وہ خط سبز اوڑاتی ناز کی اوسکو جو بگل کی ویش جو نکتہ سیخ بھی سنتے نہ کوئی بات اونکی ہوا سے نرگس شہلا بندھی ہوئی رہتی اوٹھانے دیتی اگر اونکو ناز کی خنجر ڈراتے زلف کے کوٹھے سے یہ پری رخسار جو سنتے وصل کا مژدہ تو ہوتی شاد مری جو پھر تار دل ساتی کو دختر رز سے پس بیجا دل دشمن بھی سردا ہوں سے</p>
--	--

 <p>۱۵</p>	<p>مروغ چاہتے تو ہوش ہم بھی چپ بستے زبان شمع کے مانند کام ہو جاتا</p>	 <p>۹۳</p>
---	---	---

<p>سبے جانا مجھے مریخ کا عامل آیا</p>	<p>میرے آتے ہی جو قتل مین دقاتل آیا</p>
---------------------------------------	---

سخت تشویش میں میرا دل بسمل آیا
دسترس پاؤں کمر تک تو لکھو نہیں سمجھوں
بنگیا نقطہ ہو ہوم جیسا سے خورشید
بہ مزہ فرقت محبوب میں ہم اور موعنے
غیر نے لاک دیے موتیوں کے ہار وہاں
کنے واجد معنیر کو کیا گلشن میں
وہ پریر وہی کہ جس پر ہر زمانہ قربان
مر گیا ہجر میں اوسکے تو ہوا شادی مگر
کسپر آئینہ یہ مضمون خط و خال نہیں
زاہد خشک سے ہم کیا ہوں عالم طالب
اوس شہ حسن دیکھا بھی نہ اشد غرور
باعث زلیست ہوئی خال رخ یار کی بو
آہی ہی ہی بسمل کی تڑپ سے آوا

برسر رحم دم قتل جو قاتل آیا
ہا حقہ افکیم عدم کا مجھے حاصل آیا
جب نظر چہرہ روشن کا اوسے تل آیا
دور میں سا غم می جب سر محفل آیا
غم بیان آنسو و نکلے لیکے حامل آیا
موج بویں جو نظر رنگ سلال آیا
حور پر رشخ کیسے کانہ کبھی دل آیا
موت آئی تو یہ سمجھا کہ وہ قاتل آیا
ایک بھی مصحف رخ میں نہیں شکل آیا
کبھی جنبش میں ایدل لب ساحل آیا
جام جمشید جو لب سر محفل آیا
ہجر میں کام مرے دانہ فلفل آیا
تے خنجر سے تو قاتل میں گلے آیا

میرے اشعار کو سنتے ہی وہ دبیر بولا
ہوش تو ہم کو نظر ثانی بیدل آیا

پردہ ابر میں منہ وہاں پلے ساون اپنا
آستین ہونہ گریبان ہے نہ دامن اپنا
دے پس مرگ جو وہ گوشہ دامن اپنا
کہتے ہیں ماہ کو نقش ہم تو سن اپنا
اشکباری سے ہی گو آب میں مسکن اپنا
تم و کہا دو جو ہمیں آئینہ تن اپنا

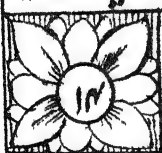
ہوں ہر گریان جو کچھ زون کبھی دامن اپنا
مکرونی ٹکڑے ہی جنون پیر میں تن اپنا
میں نہ لا غرہوں کفن کیلے کافی ہو جا
واہ کیا زور سواری ہی تعلق ادنی
بیقرار ہی کہ سبب ماہی بآب ہیں ہم
ہم ہی صحت وہ کالین کہ تین حیرت ہو

دم بخود اوسکو کسی ہونٹوں کی سی نہ کیا
 صورت نیم عدم گھٹ کی ہو کر بھر میں ہم
 آنکھیں ہونٹیں جو کہیں تجھ سے کہہ لیا صورت
 جان پروانے نے دی آتش غم میں جل کر
 تب بھی اگر ترس تل کو نہ انجم کو فروغ
 وقت پرواز کسی چہرہ روشن کی ہی یاد
 کسی انسان کو دہشت ہو جوا شد ہو دست
 چادر ماہ کا ہونہم جگر پر پناہ
 ہم وہ بلبل ہیں کہ کہا تو رہے ہم دم غم گل
 کینچل کر اپنے وہ تیغ ادھر صورت موج
 صور محشر کی صدا کا یہ دکھاوے انداز
 تشنہ کا مان شہادت کو ہونٹیں کہاں
 جاوے گل داغ ہیں نہروں کی عوضا شک و نا
 داغ اک اور پڑا کرتی ہے یاد کا کل
 کہتے ہیں وہ کہ ہر کیا ظلم فلک کا چرچا
 زخم مرگان کو ہو گیا بجیہ گرمی کی امید
 ہر یقین نام ہی اپنا ہو جہاں سے غائب
 شانہ ہم دم جو ہوا زلف سوا لہرائی

ہوش ہم دیر و حرم دو نو سے ہیں بیگانے
 شیخ کعبہ ہے نہ اپنا نہ برہمن اپنا
 اکبار باندہ کر جو وہ تلوار آسکے
 ملک عدم میں زلزلہ سوار آسکے

جب ظلم پر وہ ترک ستکار آئیگا
ہوگا خیال ازلف دم منکر شعر جب
ہوگی کتاب ظلم تو فر فر پڑھینگے وہ
کوڑا بنے گا ہجر میں شب دیر مشبوکہ
وامان دشت پہاڑ چلے گا جو لے جنون
لے دل لٹائے درہم داغ اب تو بیدریغ
تسکین پہلے دل کو تھی یہ جانتے تھے
سر مہ کھلائی او سے چشم سیاہ یا
خط پر ہوا سے آئیگی اور کر جو زلف یا
وہ دشت گرد ہوں نہ مراد کیگی کا سا
بلبل بھانہ باد خزان سے چراغ گل
لیلی کی شکل رکھتی ہو پرسانے لطف
آئینہ بنکر رو برو آیا نہ یا رکے

مریخ سر کیف سرور بار آئیگا
مضمون پہ تو ہو کے گرفتار آئیگا
لب تک وفا کا حرف نہ زہنار آئیگا
جس دم خیال طرہ طرا آئیگا
تو تیرے ہاتھ دامن کسار آئیگا
سنتا ہوں آج وہ بت عیار آئیگا
گردش میں نقطہ صورت پر کار آئیگا
واہو نے پر جو یہ لب ظار آئیگا
ہمسان نور ہم کو نظر مار آئیگا
چکر میں لا کہہ چرخ ستار آئیگا
کس کام بھریہ دھن گرا آئیگا
مجھوں نہیں ہوں میں کہ مجھے پیار آئیگا
کیا کام اپنے دیدہ بیدار آئیگا





لے ہوش سب بکھڑے ہیں نیا کو وقت مرگ
مونس نہ کوئی کام نہ غنچہ آرائیگا





مثل خس و شہا پر ہی جنازا اوٹھا
کیا سراپہ مہرے آگے سے سودا اوٹھا
کھل گیا آئی قصار زرق ہمارا اوٹھا
دخل نشتر نے کیا تیغ کا قبضا اوٹھا
شیر قالین نے صدا دی کہ میسا اوٹھا
شیخ وزا ہد کا بھی کعبہ سے مصلی اوٹھا

لاش اوٹھانے کوئی بیکیں کی نہ صلا اوٹھا
نظم کرنے لگا جب صفت میں اس کیس کا
وانہ حال رخ یار ہوا جب سے نہان
دہان برود کا گیا جب تو بیک یاد آئی
اوٹھکے محفل ہو گیا وہ تو ہو سب بچان
سجدہ جسد سے ہوا عام تر جو در کا صنم

<p>صورتِ حرفِ غلط جب بھی اوٹھا اوٹھا آنکھ جسدِ نسے کہلی بیچ سے پردا اوٹھا فتنہِ شہر و بہنِ سنکے گولہ اوٹھا ورد اوٹھا بھی مری دل میں تو بیٹھا اوٹھا ملکِ موت کا ہمسے نہ تفتِ صفا اوٹھا راتِ محفل میں عجب لطف تماستا اوٹھا کبھی تڑپا کبھی لوٹا کبھی بیٹھا اوٹھا</p>	<p>نقشِ کیطح کسی جا جو میں بیٹھا بیٹھا دیکھتا ہوں میں جدھر تو ہی نظر آتا ہی دو قدم چلکے جہاں بیٹھ گیا وہ ظالم آگیا ہجر میں جیباں میں لیشیریں کاغذ آپ سر کاٹ کے پھینک کے در قاتل پر پاس آ کر جو وہ گانے کے لیے بیٹھ گئے ایسی بیتابی میں میری شبِ ہجران گزری</p>
---	--

	<p>ہوش ہستیا رہتا پھر زلف کو دل سے بیٹھا کیون کریمان خرد سے سر سودا اوٹھا</p>	
---	---	---

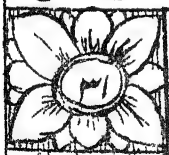
<p>میرے تابان کو شرمایا تو ہوتا روان وہ چوڑ کر سایا تو ہوتا پھل اوسکی تیغ کا کھایا تو ہوتا ذرا زلفون کو لہرایا تو ہوتا کبھی لے جان شرمایا تو ہوتا مجھے پاس اپنے بیٹھلایا تو ہوتا</p>	<p>رخ پر نور دکھلایا تو ہوتا اوسے سے ہمتو کچھ ہنس لول لیتے شہادت کا ٹھمکتا ہوا دل یہ کالے بھول جاتے اپنی لہریں میں سر بھی کاٹ کر رکھتا قدم پر حسد سے غیر اوٹھ جاتا اوسیدم</p>
--	---

	<p>وہ سنتا یا نہ سنتا پر تو ای ہوش زبان تک درد دل لایا تو ہوتا</p>	
---	--	---

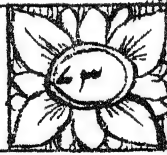
<p>چاک کس دن صفتِ جیب کمان لہو اوسکی ٹوک سے کبھی آگے مقابل نہوا زیرِ فائوس چرخِ غمہ کامل نہوا کبتِ گل سے بہلا خونِ غنا دل نہوا</p>	<p>کب مجھے یاد رخ حور شہا کل نہوا ہم گنہگار دن کو یہ حشر ڈراتا ہی رہا عشق کا دل غچھے پردہ دلیں کیونکر رونگٹار ونگٹا اوسکا مجھے نشتر ہو کیون</p>
--	---

بے پیٹھے یاد ہو جو مصحفِ رخسار ہو وہ
 ہو دل آویز ملائکے قن زہرہ جبین
 کون سے دور میں رخِ دائرہ حسن تھا
 باتیں کسو اسطے کرتا ہو یہ بہکی بہکی
 زہد زاهد نہ ہو کم صحبت تر دامن سے
 ہو بکروح تو آفات جہان سے کیا ڈر
 صفحہ ہر جہاں تاب ہو سادہ اسیاہ
 کوئی صورت کسی صوت نہ ہوئی مثلِ ترا
 نامِ ستار ہا لیکن نظر آیا نہ کہی
 صفحہ دہر سے کیوں اوسکو مٹا ہو فلک
 شمع و بزم میں اسکو بھی کہیں جا دیتے
 پھیر لیتے مری جانب سے وہ رخ کیا مٹتا

اور قرآن تو ایسا کوئی نازل نہوا
 نام اس چاہ کا پہر کیوں چہ بابل نہوا
 جاے مرکز ترے رخسار کا کب تل نہوا
 بزم رندان میں تو واعظ کہی دخل نہوا
 قربت کج سے تر دامن ساحل نہوا
 طائر نکلت گلشن کہی بسمل نہوا
 تیرے رخ پر بھی اسی وجہ سے اک تل نہوا
 یہ وہ نقشہ ہو کہ تصویر کے قابل نہوا
 تخم قسمت مجھے رخسار کا کب تل نہوا
 نقطہ اشک ہو کوئی مراد دل نہوا
 کیوں مرا سوز جگر گرمی محفل نہوا
 حیف میں سورہ والشمس کا عامل نہوا



بچتے ار باب وطن تو گنہ غیبت سے
 ہوش اس وقت میں تو کیلئے جاہل نہوا



سا مان سب ہو جو گرم کار ساز کا
 گریہ مقدمہ ہونہ کیونکر نیاز کا
 دُور اد کہا کہتے ہیں وہ تیغ ناز کا
 کتنی ہو شمع رو کے یہ نکستہ ہوا ز کا
 ابرو کے آگے کیوں نہ جکے سر نیاز کا
 کرتے ہیں بہر قتل مجھی کو وہ منتخب
 سائے کو ادسکو چاہوں تو حاصل ہو وہ مخمب

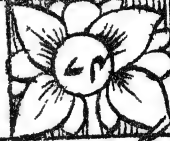
زار بنوں مدینہ و ملک حجاز کا
 بعد وضو ہے حکم اداے نماز کا
 لنگری ہی ہو عمر روان کے ہما ز کا
 دامن ہوا شک لوچنے کو پاکباز کا
 محراب ہی مقام ہے بہتر نماز کا
 میں ہی نشانہ ہوں نظر امتیاز کا
 غرہ ہو عاشقی میں حقیقت مجاز کا

داماں مہر پہلے نہ کیوں اس عروج پر
 دی جان جلکے بزم میں پوانے نے عبث
 خورشید کو نظر سے گرا چڑھ کے بام پر
 طول شب فراق کے اندھیر سے کھلا
 ہی گردش زمانہ دم رقص زیر پا
 سکتے کسی کو صوٹ تصویر کوئی چپ
 لے نا تو ان کی جان پیازی و دہیہ جب
 کرتا ہوں میں تو عجز وہ کرتی ہیں کے غدر
 رخ پر جو خال مشک ہو اسنے بنا دیا
 پر مہیزگار شوق سے پی لے شراب عشق
 ہر نقطے میں ہیں معنی روشن چہرے
 ای دل تو چینی باتوں پر او کی نکر لفتیں
 ہیکیں وہ جتنے تیر نکبون جادوں صد پر
 او سکی متاع حسن نہ کیوں نگر ہو بے بہا
 محبوب خانگی کی ہو صحبت میں کیوں لطف
 الفت اثر دکھائے تو مولیٰ سے ہو غلام
 ای ترک عاشقوں کو ہیں بڑے اسی سو پا
 آغاز خط وہاں ہی پہنچ ہو تو کیا بعید
 باعث یہی ہی دیر میں آنیکا حشر کے
 مٹی وہاں تنگ میں و سنی لگائی جب
 یہ سر ہوز لطف یار کا سودا جو سر میں ہی

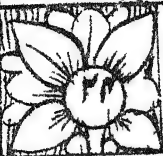
کوتاہ ہا بخت ہو نہ کہی حرص آرز کا
 تہا ڈھنگ و ڈرانا شمع کے سوز و گداز کا
 کیا دیکھنا محل سے نشیب و فراز کا
 بیشک وہ سایہ ہی کسی لعل دراز کا
 دوبرہماں ہے نام ترمی پیشوا ز کا
 عالم جدا جدا ہے ہر اک عشق باز کا
 کافی نکلیں کفن کو ہو چھلکا پیاز کا
 ہے مرثیہ جواب سلام نیاز کا
 مشاطہ کو خطاب ملا جعل ساز کا
 اس مٹی کو حکم دیتے ہیں عالم جو از کا
 ڈبہ ہی مونیوں کا کہ حق ہے راز کا
 ہر وقت ملتے رہتے ہیں و غنہ قاز کا
 داماں دل وسیع ہو مہمان نواز کا
 بیعانہ نقد دل ہو فقط جسکے ناز کا
 ہوتا ہے کیف بڑھ کر مٹی خانہ ساز کا
 محمود کا ہتا قول ہوں بندہ یاز کا
 کرتی ہو کام تیغ جہازی جہاز کا
 لے خطر آواں لین دونیا ز کا
 شرمندہ ہو وہ یار کی رفتار ناز کا
 ثابت ہوا دہن نہیں نقطہ ہوا ز کا
 آجے ہا تھم سلسلہ عمر و راز کا

وہ نقش دل پسند ہی تو لوح دہر پر
انگور جا کے تاکتے ہیں شیخ بلغمین

پاؤن تو ہاتھ جوم لون صوت طراز کا
پہر دخت رز سے کیا ہی سبب احتراز کا



ای ہوش بریہ میرے لیے رتبہ جلیل
اک بندہ ذلیل ہون میں بے نیاز کا

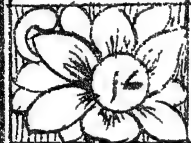


ہر کیسوے سیاہ صنم تاب دادہ تھا
ساتی کا ہر سیر چمن کیا ارادہ تھا
کیا گرم عیشِ غیر سے وہ شعلہ خور ہا
گل ساے آب آب تھے اوس نکلے سنا
کسطح خط شوق میں کرتے اوسے رقم
دیکھا تو خافتا ہ سے کم تھا نہ میکہ
آیا جو ہوش ہو کو تو ظلوک نشین ہوئے
ہو تہا عشق آئینہ رویوں سے کسطح
پلیٹ نہ جا کے مانگ میں کسو اسطے نظر
افت نے تیری پہول ہزاروں بنا دی
خواہش تھی دید رخ کی تو جانا تہا مانگ میں
کنے گشا دیا تہا چمن کو دکھا کے رخ
غازی سے چہرہ یار کا کیسا چمک گیا
بوسہ دوبارہ مصحف رخسار کا لیا
شاخ غزال دشت نیکو نکر مڑوڑتا
واعظ کو کیوں بکڑ کے نکر ذلیل رند
کسا تہا نام خط میں کہ تعظیم کے لیے

بالاے سر نہ مانگ تھی پر نور جاوہ تھا
گل جام سر و صورت مینا بادہ تھا
کیون آج سوز اپنے جگر میں زیادہ تھا
رنگ چمن حجاب سے ہر رنگ بادہ تھا
قرطاس کم تھا حال دل اپنا زیادہ تھا
صرف سجود پیشہ سر جام بادہ تھا
جب تک جنون تھا پاؤ نہیں بخیر جاوہ تھا
روز ازل میں صفحہ تقدیر سادہ تھا
زنجیر ہر پائے نظر کیا یہ جاوہ تھا
پہلے تو اس سے جامہ تن اپنا سادہ تھا
ایدل حقن سے ملک جلب تک جاوہ تھا
جامہ ہر ایک گل کے بدن پر لبادہ تھا
وہ چوب نخل طور کا شاید برادہ تھا
مد نظر جو ہو ہو سبق کا عادہ تھا
کہینچا ہوا یہ دست جنون کا کبادہ تھا
کیا تھا لحاظ کیا وہ کوئی شاہزادہ تھا
جو حرف تہا وہ مثل لف ایستادہ تھا

انسان جو وہ تھی تو یہ انسان نہ تھا
تھا چاک سینہ یادِ حبت کشادہ تھا
پائے نیاز پر سرِ نخوت نہادہ تھا
کوئی چینِ لفت کے دل شیدا تھا
آگے تو بوری یا ہی ہمارا وسادہ تھا
کیونکر نہور رسول کا یہ خانوادہ تھا

تھی فرضِ عینِ مردم دیدہ یہ جلاشک
اوس جو روش کا دیمان گشتا تا بقتل
مغرو جو تھوڑا زل گرہ کرتے تھے
اللہ سے پاس آئینہ ڈھونڈیں وقتِ شب
مسند ہی اب پہنائیں تو بچائے بوری
امت سرِ رنج اوٹھا کے ائمہ نے کی دعا



مرنے کے بعد ہوش یہ رتبہ مرا بڑا
میں تھا سوار ساتھ زمانہ سپادہ تھا



کیا کہیں ہم نے والے نے ہمیں کیا کیا دیا
زلفِ مشکین آپ کو بخشی ہمیں سودا دیا
ماہی بے آب کی صورت مجھے ترپا دیا
پاؤں و بوا کے مجھے کیا ہی دیر بیا دیا
حسن تھا چاکر تراب اسنے تہفہ دیا
ایں جنونِ رشک چمن کیونکر نہو پہر دیا
مٹی پلانے کو مری تو پھول کا لا با دیا
برق و ش تیری ترپ نے برق کو ترپا دیا
تو نے اوس نو خط کو خط میرا اگر پوچھا دیا
دیکر اک و مال دوستی شوخ نے بہلا دیا
رشک گل چہرہ دیا قدِ غیرت طوبی دیا
تیری مائیں باغ نے شاید اسے شرا دیا
چنگِ نشاط نے افسان اور ہی چمکا دیا

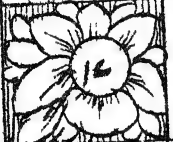
سرو یا سودا دیا چکر دیا حسرا دیا
دل ہمیں سپارہ مصحفِ پیکورخ کا دیا
بالی کی چھلی کا جلوہ اسنے جٹ کھلا دیا
اوس بھبھو کے کا بجالاؤں کیونکر شکر میں
خط کے آتے ہی تیری رخسار پر روشن ہوا
یاد رکھو یار میں آنسو بچے گلگون مرے
فصل گل آئی ہو ساقی جامِ مہو گناہ سیر
پانی پانی تیری کیسوی ہوئی کالی گستا
قاصد اپنی غلامی کا تجھے لکھہ و نگا خط
آبرو کہوئی چلکر تم نے اے طفلِ سرِ رشک
نخلِ بند باغ عالم نے بڑھایا تیرا حسن
باغِ رضوان ہے جو نظر سے نہاں بھر گیا
غیرتِ خورشیدِ محشر یوں تو وہ رخسار تھا

شعرو تیرا چرخ عقل گل ہو جاں کا
طائر خان یا قامت میں جو پہونچا اور کھلے
جس قدر گرہ کیا اوتنے ہی برہم وہ ہو

روز محشر میں جو داغ جگر دکھلا دیا
اوسکو رضوان نے آشیان طوبی دیا
دامن آب و ان نے آگ کو بہر کا دیا

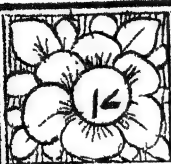


یون تو ہر مضمون روشن تھا تر اخور شیدا موج
ہوش لیکن حسن بندش نے بہت چمکا دیا

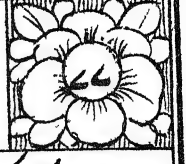


دیکھ دیکھ میں اور بدخشان کیا کیا
مردم دیدہ عشاق کہاں بیٹھتے ہیں
ہولگر بھی لب شیریں کو نکمہ شاخ نہات
مار ڈالا ہر تری زلف پریشان فرہین
کیون قدم لیں پر رو کہ وہ گل کتنا آری
چہرہ و آئینہ لیل ہو کیسے سیاہ
دونو ہاتھ اٹھ کر جوڑا سورہ نور
اب تو اس لطف کو سوکھنی نہائی زنجیر
چار آنکھیں تری آنکھوں سے جو کین کشن میں
نا تو انی کے سبب لاش نہ جب آئی نظر
نوجوانی میں گوا تا ہر ترانے غم کے
ہوں پس مرگ ہی میں کہ ہاوس گیار
دل غمچیک کہ نہیں اوسکے رخ روشن پر
مور و طعن کیا ناز کی قاتل نے
وہ جو خصلت ہوا کشن تو زخم گل پر
انج وصل حسینوں کی ہوئی شیرم و جیا

رنگ لائے یہ خیال لب جانان کیا کیا
سہتے ہیں یار کے ہر روز نگہبان کیا کیا
شاخیں اس باغ میں نکلیں گی ہر جان کیا کیا
دیکھئے خواب عدم میں جو ان نشان کیا کیا
نقش پامین اثر مہر سلیمان کیا کیا
صورت یار میں ہیں سورہ قرآن کیا کیا
پنج شاخے ہوں دفن میں فرزان کیا کیا
دیکھئے جہلے ہیں لگے کو کرطیان کیا کیا
دون کی لینے لگی زگس حیران کیا کیا
قتل کر کے وہ ہوا محکوپیشمان کیا کیا
راگ لائیگا بڑا پے میں یہ وراں کیا کیا
ہڈیوں پر مری ہو جاتی ہیں جہان کیا کیا
جرم خورشید میں رہی ہیں نمایان کیا کیا
نہ ہنسے زخم تو دشمن ہو خندان کیا کیا
ڈالو میں شور عنادل نہ نکدان کیا کیا
پیدا اس حسن کو پر ہو دربان کیا کیا

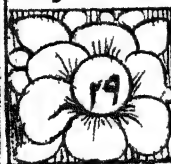


ہوش نے رشتہ الفت کو کیا صاف آخر
پیش کرتی ہی رہی کا کل پچان کیا کیا

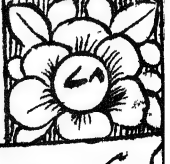


دیکھ لینا تو بھی رسوا چار سو ہو جایگا
رنگ رو گل ہوا ہر رنگ ہو ہو جایگا
موشکا فون کو مقام گفتگو ہو جایگا
جو سمجھتے یہ کہ دشمن اپنا تو ہو جایگا
جائز آب تیغ قاتل سے وضو ہو جایگا
آب گوہر تشنہ کو کب آج ہو جایگا
چنبر گردن مجھے طوق گلو ہو جایگا
خون بہا لینے پر آمادہ ہو ہو جایگا
فرط دہشت سے سپید اسکا ہو ہو جایگا
آب گوہر سے بھلا کیونکر وضو ہو جایگا
نعرہ بلبیل صدائے طر تو ہو جایگا
خم اگر ٹوٹا تو ابے سانی سبو ہو جایگا
جو جھیکا غنچل غنچل آرزو ہو جایگا
آنسو و نکتے تار سے دم میں فو ہو جایگا
ان ستاروں سے فرغ آبرو ہو جایگا
مردم دیدہ کا اشکو سے وضو ہو جایگا

میر می وحشت کا نہ چرچا کو بکو ہو جایگا
باغ میں ہر گل جو گل کے رو ہو ہو جایگا
دیکھئے بالونکے جوڑے کا نہ عقدہ کہو لے
ایدل مضطر تجھے پہلو میں کیوں تے جگہ
ابرو بخدا رٹھری گئی جو محراب نماز
سغم مسک سے ہو کس طرح غلبہ فیضیاب
نا تو انی کے سبب ہوئی رگین نجیر یا
دامن قاتل کو اسی لہل پنچوڑ کیا کبھی
ہاتھ آیا جب تجھے دزد و حنا امی شاہ حسن
مالداری کب ہر طاعت کے لئے و بقبول
جائگی جسم سواری شاہ گل کی باغ
محب کے حکم سے کیا بادہ خوار و نگو خطر
کشت دل ملو تناس سے ہو اسی اریان شک
چاک کرتا ہر گریان کو عبث دست جنون
چہرے قطرے پسینے کے نہ پوچھا ہی بحر حسن
بہر سخن پر ہی رخسار پڑھنے کو عمل



خون روتا ہی جواب بھٹانی کہ غم میں ہوش
کل وہی پیش پیسہ سرخرو ہو جایگا



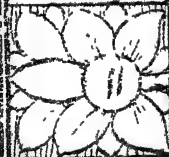
کس روز کیسے سینے سے اودھما ہوا نہ تھا

کب بھر سرد ہر میں گرم فغان نہ تھا

ہر دل جو محو گردش چشم بتان نہ تھا
 بختک نظر میں اپنی رخ مہوشان نہ تھا
 کس دن میں ناتوان عقب فتگان نہ تھا
 کیونکہ کیا وہ تول کے تیغ نگاہ کو
 کس دژم نہ مردم چشم زمانہ تھے
 کس واسطہ وہاں سے پہرانا ہوا محال
 عقدہ کھلا جو ہاتھ نہ آیا شب صال
 سجھا کوئی پہلی ٹھٹھا کوئی اسے
 تھا کوئی تو سبب کہ جو سنتا تھا گالیان
 صبح شب صال کھلا زخم دل کا کیون
 لے بلبل پسند کیون کرتے ہم اسے
 کلمہ ترازی پڑھتے ہیں سب شیخ و برہمن
 منظور گالیوں سے نہ تھا قتل کب تمہیں
 دکھائی دے سادہ جانان نے طرفہ سیر
 ہیہات کیون نہ ڈال دیا وقت پاکے ہاتھ
 وصف وہاں یا نہ پایا کسی جگہ
 اب اور تے کیون ہو چکے وہ دن بھی یاد ہے
 لے ڈوبتی نہ کیون چہ غیب کی جھکو چاہ
 خورشید اس کے در سے نہ تھا فیضیاب کب
 کیون عاشقوں کی غول سے نفرت ہو آپ کو
 کرتے تھے آنکھ بند تو ملتا نہ کس طرح

چکر ہمیں نصیب نہ آسمان نہ تھا
 پردہ ہماری آنکھ کا رشک کتان نہ تھا
 فرقت میں کب میں گرد پس کا روان نہ تھا
 سر میں بہر اجاود سکے سر متجان نہ تھا
 جلوہ تمہارے حسن کا کیسے کسان نہ تھا
 کوچہ اگر حضور کا باغ جستان نہ تھا
 تار نظر تھا یار کا موسے میان نہ تھا
 اک نکتہ کو قیق تھا وصف وہاں نہ تھا
 گویا اگر تھے آپ تو میں بے زبان نہ تھا
 ایجان جان نہ گئے یہ شور اذان نہ تھا
 گلزار داغ مور و جو رخسار نہ تھا
 ناقوس کی صدا نہ تھی شور اذان نہ تھا
 کس دن زبان پر آپ کی ذکر فسان نہ تھا
 آتش تو شعلہ زن تھی مگر کچھ دیوان نہ تھا
 میں تھا صنم تھا غیر کوئی درمیان نہ تھا
 کس وراس کیسے کو لیے لامکان نہ تھا
 کب ڈسوار تم نہ تھے میں ہمعنان نہ تھا
 یوسف تھے کلمے جیسے یہ وہ کنوان نہ تھا
 کب نقش پا فروغ سرفردان نہ تھا
 یوسف کو سنتے ہیں کہ وہ بے کاروان نہ تھا
 تارنگہ تھا آپ کا میں ناتوان نہ تھا

موزون نہ کب کیے تھے مضامین چشم تر سودا زلف یار نے ہندی بٹا دیا گردش نہ کس جوان کو دی آسمان دل نے چکے جپ و نکو تو پہنے لگا خیال کیون ہو ٹھہر کر بغیر کو لپسے نہیں دیے سودا زلف جو نہ لیا سخت کی خطا	کس ن غزل کی بحر میں پانی وان نہ تھا تھا کابلی میں ساکن ہندوستان نہ تھا کہیے تو کب یہ پیر عدد کو جوان نہ تھا پایا لکین تو یاد نشان مکان نہ تھا نیلے تھے گال آتش رخ کا دیوان نہ تھا بدلے میں نقد دل کیہ سو اگر ان نہ تھا
---	---



بیتین سنا سنا کے کیا اوسکے دل میں گہر
کسطح ہوش کو کہیں جادو بیان نہ تھا



نالہ مرا مدام سیرِ حسن پر رہا
غفلت میں بھی نہ تجھے کہی پیچ رہا
آئینہ تیرے ہاتھ میں دو دو پہر رہا
روشن جو بعد مرگ بھی دل غم رہا
پستلی کی طرح چشم تماشا میں گہر رہا
باقی فقط تصویرِ موکے کمر رہا
افسوس اے تصور لب تو کدھر رہا
یہ آفتاب آٹھ پہر جلوہ گر رہا
خشل مراد کب نہ مرا بارور رہا
فتنہ نہ جاگ اٹھے ہی ہمو ڈر رہا

حاصل مجھے فراق میں بھی کر و فر رہا
سوئے میں ورنہ نام ترا عمر مہر رہا
وہم بہر نہ میری دل کی طرف کی نگاہ لطف
ہو کی ضرور شام لحد صبح روزِ حشر
سیرِ بساطِ دہر سے فارغ ہوا نہ میں
بعدِ فنا رہا نہ کسی سے بھی سلسلہ
آخر کیا خیال دہن نے مجھے عدم
عالم سے روشنی رخ جانان کی کب مٹی
کس دن نہ اوسکے سبب فتن کا بندہ خیال
سوئے میں بھی پچھڑ سکے یار کو کہی



اسی ہوش بہیمین طائر جان کو یہ جی میں ہو
قاصد تو جا کے کو چہ قاتل میں مر رہا



تو خون نہ دل ہو کر پتہ نہ ہو

سیر انجی محفل میں جو رنگ جما ہوتا

زلف و نکاشب غم میں جو دہیان بڑھا ہوتا
کتاڑی سکوت اوسکا اثبات دہن کیسیا
مجھ زار کو جو دلمیں دیتے وہ جگر دم بہر
تواہش میں گل رخ کی ہوتا جو جگر ٹکڑی
بننا سر کا کل میں اک یار دہواں نل کا
زانوے حسینان پر تیری بھی جگہ موتی
کوڑا کہی چوٹی کا میں زار بھی بن جاتا
پوچھے تو کوئی اوس سے آنا ہی ہوتا تجکو
انصاف تو کر دلمیں کیوں چاہتے ہم تجکو
وہ کاش ہوا دیتے دامن کی دم آخر
قطرے کو پسینے کے دم جو اوٹھا سکتے

تو آنکھ کا ہر پردہ مشہور گھٹا ہوتا
غنجی ہی اگر ہوتا اک دن تو کھلا ہوتا
تو اوٹکی کمر بنتا یا اوٹکی حیا ہوتا
دامان تمننا تک پھولو نسے بہر ہوتا
من سانپ کا بنجنا جو داغ پڑا ہوتا
تہا صاف جو تولے دل آیت بنا ہوتا
شبیر ز شب فرقت اک دن تو اوڑا ہوتا
فرقت میں اگر آتی او موت تو کیا ہوتا
عالم میں جین کوئی جو تیرے سوا ہوتا
جو نکا کیسین من کا دم بنکے ہوا ہوتا
آنسو کی طرح موتی نظرون سے گرا ہوتا

بلبل کی روشنیری جو ہوش نہ ہوش اوٹے
اس گلشن فانی میں کیوں نغمہ سرا ہوتا

بھرے کیوں مثل ساغر سر کیا
یسا سارا جہان اس لئے گہیر
بہلا کیا رام ہون ارم ای برہمن
بسر کی عمر سختی میں کسی نے
اوٹے کا طائر جان لیکے نامہ
صبح قیامت سے شب وصل
میسحانی ہو کس سے کیوں جنون نہیں
ہر متوالا می الفت سے ہر ایک

میسر ہو جو سنگ در کیا
چلا جا دو نہ کچھ منتر کیا
یہ سنتے ہیں وہ بیت ہی کیا
کلیجیا ہو گیا یتھ کیا
نہیں تجھ میں کبوتر پر کیا
جو شکوہ دن کا کھلے دفتر کیا
نہ آئے دہیان جو دم بہر کیا
کیا خشک دامن ترک کیا

نکر کچھ خوف چشم تر کیا
تو پہر کیوں حال ہوا تر کیا
ہو زور و رون پر تن لا کر کیا
کوئی رہنے لگا تھا گھر کیا
ہمیں ہی یا دہے منتر کیا
کہ ہوں میں بندہ بندر کیا
نہو گا وہ پری پیکر کیا
نہو احسان اب سر کیا
چمکتا ہے مگر اختر کیا
ہو بندہ فتنہ محشر کیا
جو بچ پوچھو پہر ہو سر کیا
ہے خال دیدہ جو ہر کیا
گلے ملجائے جو خیر کیا
کیسے پاس ہو دلبر کیا
نہ پہنوا ہے پری زیور کیا

ڈبوئے کشتی گردون گردان
بگڑنے سے نہ زلفونکو جو وہ شوخ
نہ بجائے کمر ڈرتے رہیں آپ
بھری حسرت تو دلنے دی عدا یہ
چڑھا میں لبت کو سر شوق سے آپ
جاکے کیوں طاقت کو مرا قلب
ہوایہ بے پروا دل و دل سے ظاہر
اوٹھالے درد دل میرا ہی مجھ کو
وہ چٹانے کو نشان ات میں ہیں
جو پایا پیچھے ٹھوکر کے نوحہ جانا
ضرر چکر سے ہو کیا وحشیوں کو
وہ سودا ہی ہوں میرا قطرہ خون
کہاں کا وصل ابی میں جان پر دون
نہی میں پر ہی آغوش تصور
اونار وہی کہیں یہ طوق و زنجیر

شب و صلت ہو جاتا ہی کیوں ہوش

کمر کا مو خط سا عنبر کیا

بوج عقرب میں مہر طالع کا اختر پہر کیا
بے پہر اے ہی گلے پر میری خنجر پہر کیا
تو ہوا روشن کہ وہ مجھے مقرر پہر کیا
لوگ بے شرف کو پہر ہر انور پہر کیا

خانہ دشمن میں وہ ماہ منور پہر کیا
ویکتے ہی ابرو سے خمدار کو بہن مرثا
آئینہ بیکمانہ جب دسنے مرادل جانکر
شام کو مغرب سے وہ آیا جو مشرق کی طرف

جا کے وہ بیٹھا جد ہر دل کی کیا سحر اس طرف
تھا طلائی رنگ جب پکا پسینا وقت قتل
ہوں وہ لاغرا غریب اب ہر پیری تنگی
گھر زمرہ کا برائے مردم دیدہ بنا
رقص میں اس سرود کا خم نہیں تار کمر
قبر پر آیا نہ بعد مرگ ہی وہ حور و شبنم
کیا ہو ایار بن خورشید کیوں ان جگر
جو مقدر میں نہو قطرہ نہ اوتے حلق سے
دم رہا اس کا سلامت انہی یابی حیات
نقش پاسے ہیں جو خندان بے شجر گل باغین

یہ نہ تھا سوچ مکی کا پھول کیونکر پہر گیا
تیغ پر سونے کا پانی پھر تو کیسے پہر گیا
قالبض اس طرح خالی پاکے بستر پہر گیا
جب خیال خط سبز آنکھوں کے اندر پہر گیا
ستقامت سے مہندس خط محور پہر گیا
کچھ قصور اس کا نہیں اپن تقدیر پہر گیا
آج کیوں تے ہی سے وہ ماہ پیکر پہر گیا
آب حیوان پاکے ہی پیاسا سکن پہر گیا
خنجر تاتل گلے پر جسکے دم بہر پہر گیا
کون گل مایاغبان گلشن میں اگر پہر گیا

نوجوانوں کو پیرا تا ہے جو درد عشق میں
ہوش حیرت پیر کا کیا اندون سر پہر گیا

اثر پہنچنے پہ چشم پر خم میں کیا
ترا در و فرقت نہیں چوڑتا آہ
ڈرائی رہی بسکے تیغ بلا وہ
نہ تھا جو خم سار نمی بخود می یہ
کیا حیل ساز بی سے مقتول ہو کو
جد ہر کی نظر ایک ہی حسن پایا
پسینا کسی چہرے کا یاد آیا
وہ انسان ہی ہو نہیں جکوپایا

کبین کیا جو دیکھا تے غم میں دیکھا
خدا جلنے کیا اوسے ہی خم میں دیکھا
یہ طراںب زلف پر خم میں دیکھا
تو عالم کو کیوں سار خم میں دیکھا
دم تیغ قاتل تے دم میں دیکھا
تماشا حقیقت کا عالم میں دیکھا
رخ گل کو پہنان جو شبنم میں دیکھا
وجود عدم جمع آدم میں دیکھا

یہ دنیا ہو جائے الم خوش ہوں کیا ہوش

<p>۱۶ کہ صاف داغ جگر تیر جمال ہوا براستیغ قصا جسم زار ڈال ہوا خطا تو غیر نے کی مج کو نفع ال ہوا چراغ راہ عدم آپ کا جمال ہوا کلاہ ماہ اد چسالی عجیب حال ہوا تو آفتاب مرا ساغر سفال ہوا اگر وہ نسر فلک تھا تو یہ بھی جمال ہوا پسینا موت کا حق میں مرکز لال ہوا ادا کولب ساحل سے کب سوال ہوا دہان گو رکا کیوں کے میں خلخال ہوا کہ تر صدائے کہی گنبد غزال ہوا وہ چکی تیغ الم کی کہ میں حلال ہوا نمود پہلوئے خورشید سے ہلال ہوا تو قطع بہر کفن دامن ملال ہوا مرے کمال کو ای ماہ کبے وال ہوا</p>	<p>۱۷ ہمیشہ دل میں رہا وہ تو یہ مال ہوا نیا یا روح کے قابض نے یہ نہال ہوا چوئے رقیبے کیسو عسرق مجھے آیا حسین جو آپ نہوتے تو کیوں کوئی حراتا فلک نے دیکھ کے بے پردہ اوسکو وجد کیا پڑا جو پر توہ روے ساتی ہوش اوٹے کا خط کے نکلنے سے حسن! فک کیا قضا جو آئی خیال دہان شیرین میں جو سیر حشم میں کرتے نہیں طلب کہی یہ جسم زار اگر تہانہ باعث راحت سکوت مردم دیدہ سے تیرے ہی روشن حرام فرقت ساتی میں جوتی ہو باوہ خمیدہ رقص میں نہ رشک آفتاب نہیں تھے الم نے مری جان لی جواری ہمد خیال کو تھے جانے دیا نہ بنے کہی</p>
<p>۱۸ مثال بدر کے لے ہوش ہم بھی گھٹ جاتے ہزار شکر کہ حاصل نہ کچھ کمال ہوا گرم بازار ہو اوس یوسف لاتانی کا عرض جب حال شب غم کی ہو طولانی کا تادم نزع نہ مشتاق ہو دل پانی کا</p>	<p>۱۹ مشتری ہو کوئی کیا اب مہ کنعان کا پردہ گوش شنیدن ہوش کو رنگین تر کلا آب دم تیغ سے کرای قاتل</p>

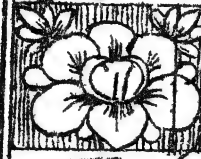
چاک کر نیو جنوں دسین گریبان ہو اگر
دم گریہ نہ اگر ضبط کا ہو مجھ کو خیال
قبر پر آ کے پسینا جو پھوڑا اوسنے
دم نظارہ قاتل ہمہ تن حیرت ہوں
سات پرو و نمین چپائے ہو تھو کو ترے
چوٹی اوس شوخ نے اغیار ہو کیا اکلوائی
دیکھ کر شکل کو کہتے ہیں ہائینے سے
عیب پر فاش نہو جامہ عریانی کا
بلبل گنسبد گردون ہو ابھی یانی کا
حال آئینہ ہو اگر یہ پستانی کا
طور ہر رخسہ میں ہو دیدہ قربانی کا
مردم چشم کو ہو پاس نگہبانی کا
جمع سامان کیا میری پریشانی کا
ہمپر آئینہ ہے باعث ترسی حیرانی کا

در مضمون نے کیونکر نہ ترے ہاتھ آئین
ہوش غواص ہو تو بحر خندانانی کا

ہنسنے میں وہ نہیں ہیں وں شخص حال کا
اوسکی لکڑی کو دیکھ کے کہتے ہیں ہوشگاف
یہ ضبط جب نکلنے نہ دے دودا کو
انگڑائی و ونون ہاتھ ملا کر جو اسنے لی
تیغ نگاہ یار سے کہا مل ہو اہون میں
اسی ماہ تو جہکا خم ابرو میں اپنا سر
دم خم نیا نکیون تری تیغ نظر میں ہو
ہی وصل میں ہی پھر کاظم تھا جو ہجر میں
رکھلے چراغ ماہ کی خاطر اوٹھا کی چرخ
ہیں داغ اشرفی سے چو تن پر تو کیا الم
سناطہ خال رخ ہو عبث بہر چشم زخم
ہی آب گل میں روز ازل سے الم خمیر
غنجیہ گل ہوا ہے ریاض جمال کا
ڈور اہو اہل دید کے چشم خیال کا
داغ جگر ہمن نہو کیون پھول ڈھال کا
دکھلایا رخ کے بدر نے نقشہ ہلال کا
کیون زخم پر گمان نہو نواف غزال کا
کافی پی و ضو ہو عرق انفصال کا
دیکھا کوئی حسین نہ اس چال ڈال کا
ہو ایک حال عشق میں ماضی و حال کا
روغن اگر ملے اسے قاتل کی ڈال کا
ہو مار دودا آنکھ بان مال کا
صفر دہان یار میں ہے طور خال کا
بتلا بنا ہوا ہون میں گرد ملال کا

کیا فیض ہو ہمیں ترے تعویذ سے سوا
بوسہ دیا ہی رخ کا تو ہو گا نصیب وصل

وے تازگی دماغ کو کب پھول ہال کا
کیونکر کروں یقین مصحف کی قال کا



غل ہو کہ بیڑی چوٹی سی پہناؤ ہوش کو
دیوانہ وہ ہوا ہے کسی خرد سال کا



شمع رخ پر برزم عالم میں جو پروانہ ہوا
ای جنوں جسد م خیال سے جانانہ ہوا
منہ میں اژدر کے پیر بیضا نظر آنے لگا
سر بکف پر تارہوں تیر عشق میں میں سر برد
گہر بنایا ہو مرے دلیں کیسی آنکھ نے
دیکھ کر نگرس کو یاد آئی کیسی چشم مست
آب جو ہر رکھتی تھی جو تیغ پہری حلق پر
دیدہ خورشید سے اسنے لڑائی پائی لکھ
ولیں ہتا ہو مرے ہر دم جو اوس بت کا خیا
میر چشم مست سر کر تا ہو کیونکہ آفتاب

نیک نامی کا اویسکے نام پروانہ ہوا
غیرت وادی امین مرا میرا نہ ہوا
آج زلفوں میں جو اوسکی علاج کا شانہ ہوا
کاسے سر پر اسے قاتل نقیہ را نہ ہوا
دیکھنا ان روزوں آئینہ پر پی خانہ ہوا
ہتا بجا سرزد جو مجھے شور ستا نہ ہوا
طائر جان کا تیا پانی سپا دا نہ ہوا
چاند سا رخ دیکھ کر جو کوئی دیوانہ ہوا
زاد و کیا حسانہ اللہ تجنا نہ ہوا
جانے کسکی عمر کا لب یر نیانہ ہوا



سجھ گردانی میں یاد آئی جو سانی کی تو ہوش
دانہ انگور اپنی مسح کا دانہ ہوا



اگر اپنے مقدر ہی میں جگر خاک ہونا تھا
مدام اوس شوخ کو مثل نظر کیا ہوتا تھا
جفا کار و نہیں اظالم نہ یوں مہیا ہوتا تھا
کلمہ اسنے نہیں صبح شب صلت شکوہ ہی
ستار تھا اگر تو پیش آتا تھا نہ الفت سے

تو کیسی تپ خیال سے آتشناک ہونا تھا
نہ پنہان صورت آئینہ ادراک ہونا تھا
غضب کا تیر مریوہ دامن افلاک ہونا تھا
اسے کیا مثل جیب صبح محشر جاک ہونا تھا
تجھا دل ہی پتھر ہی بت سفاک ہونا تھا

اگر دعوی الفت تھا تو رکنا تھی خبر میری
 بڑھانی زینت حمام تھی وہ تھے نہ لے کو
 ہماری ہی گریبان کی اوڑنا دھجیان کیا تھیں
 جو اچھے ہی ولین نقش صورت یا کارشن
 بگولے کے سوا کوئی نہ پایا نجد میں بہر تہا
 مدام اس میکد میں شل ساغری پہر گیش
 بحث پہر تہا بن میں کوئی لیلی چو کر جنون
 بڑھانی تھی گٹا کو آبرو جو بھر عالم میں
 پٹھے تھے یا دین نڈان کی زخم اوٹا لگنے والے
 ازل سو تھی ہوا بندھنے کو حسن روحانانی
 جو وصل آئینہ رو کی تھی خواہش ایل مضطر
 شکستی میکد میں دخت رزہ کی سیلے ساتی
 بہا تیا نہیں بھر کرم ادس عین غمی کا
 اوڑا دین ہجیان محشت میں اسکی بھی کیا
 جو اس کے ہر ستم کو بڑھ کی تھا اک آسمان بنا
 اگر آفسوئے کو کشت ل کیوں خشک ہو جاتی
 تن نازک کی آب آئینہ سرگرد ہونی تھی
 رہی تھی دخت رز کی تاک بھوکو بعد مر نیکی
 سیار ہو جو اولٹا برم میں چل نہیں سکتا
 اگر ہوتی تو اس مشاطہ ہوتی زلف دہ برم
 جو بعد فرج رہتا تھا مقید اس شکاری

اونیں آگاہ میری حال سے بڑا اک ہونا تھا
 طسلائی آج تار کیسہ دلاک ہونا تھا
 کبھی دست جنون مان صحر اچاک ہونا تھا
 منقش یہ نگین عالم میں بڑا حکاک ہونا تھا
 اوسیکو بعد جنون قافلہ ملاک ہونا تھا
 غبار آسا اوٹھو کیوں ہیر موکھاک ہونا تھا
 یہ وہ سوا تھا جسکے ساتھ کچھ اور اک ہونا تھا
 تو اے گرد و ن حجاب یدہ نمناک ہونا تھا
 بجائے تار خبیہ یشہ مسواک ہونا تھا
 چرخ غماہ زیر دامن افلاک ہونا تھا
 تو پہلے خاک موجانے سے جھکو خاک ہونا تھا
 نہ مثل خوشہ انگور اسے سواک ہونا تھا
 مگر ایدل تجھے رشک خس خاشاک ہونا تھا
 گریبان جامہ ہستی کا آخر چاک ہونا تھا
 غبار دل کو گرد دامن افلاک ہونا تھا
 نہ اس بارش کا احضب فغان مساک ہونا تھا
 غبار آسا ہمیں اس بحر میں تیراک ہونا تھا
 سر مرقد ہمارے جائے سبزہ تاک ہونا تھا
 نیا طر انصیب گردش افلاک ہونا تھا
 بنا کر جھکو تو لوٹ خطا سے پاک ہونا تھا
 تو جھکو طائر دل بستہ فراق ہونا تھا

چری موج تبسم ہو کہ ناحق قتل کرتی ہے
 ہو کہودیتا اثر مار سیاہ زلف کے سم کا
 ہوا کے کوچہ مضمون تو او لگو کملانی تھی
 جو دامان نظر موسیٰ کا طالب تھا تجلی کا

لقب اس عہد میں ظالم تر افسحاک ہونا تھا
 طیب کو کوئی ایسا دہر میں تریاک ہونا تھا
 ذرا ای تو سن طبع روان چالاک ہونا تھا
 تو پہلے چا اور قبر شہر لولاک ہونا تھا

یہ مانا چم نہ عریانی کے جامے کے سوا ملت
 مگر ای ہوش تجکو تو سر پریشاک ہونا تھا

رویت الیاس

ملت عشق میں نوشق بھی استاد ہیں سب
 رشک گل غیرت شمشاد پر یزاد ہیں سب
 عیب نگہ موغین جینو نکہ نہیں ای مردم
 باغبان ای کو بھی دشمن کہی گلچیں ہر عدد
 طرف پر سوز ہی پر بزم نشاط عالم
 حالت ابتر نہوی کسی کو بکشت دہوین
 اپنے تیرے ہر تصویر خیالی ہر دم
 بھل گویوں فضل خدا سے ہمیں دخل عمل
 کسی آنکھیں ہو میں پراشک اس نیامین
 سختی دل سے جینو نکہ ہر صاف آئینہ
 کوئی محتاج بشر کا ہی خدا کا ہو کوئی
 بجز کچھ ہی نہیں جانتے کیا ہو انجام
 ہمارا داشت کو ہی عالم وحشت میں علاج
 جز تو نقش غیش اسلوب مانے میں نہیں

شارحین کتب حسن ادا دہن سب
 گلشن دہر میں بیباک ہیں آزاد ہیں سب
 عین انصاف دیکھو تو ذرا صدا دہن سب
 ہر صغیر ان چمن کو لیے صیاد ہیں سب
 ساز جو ہیں ہمہ تن نالہ و فریاد ہیں سب
 یہ اگر زلف پریشان ہو تو برباد ہیں سب
 جتنے عاشق ہیں کو مانی و بہزاد ہیں سب
 حال کیوں ایک ہو کیا ثانی شاد دہن سب
 یہ ہر مردم ہیں کہ جو صاحب دلا دہن سب
 خور و دہر میں آئینہ فولا دہن سب
 حق تو یہ ہو کہ بیان سائل امداد ہیں سب
 دور ساقی میں جو میں عیش کی دنیا دہن سب
 غار صحرا سے جنون نشتر نصاد دہن سب
 اور جو ہیں ہی تو وہ قابل ایزاد ہیں سب

ہوش تقدیر سگھاتی ہو بقول آتش
کوئی شاگرد کیسے کا نہیں استاد ہیں سب

سورہ و آسمان بھی کر لے جواز بر آفتاب
اوسنے چنوالی جو نشان جہتہ پر نور پر
تیغ نازیبا سے زخمی ہوا ہوا پر فلک
دیکھیں وسرخ کو تو شامی نہ پوچھیں کہ
ہو فروغ حسن کا فی چاہیے کیا اوسکو زیب
چاند تارے کا دوپٹہ اوڑھے ہو وہ شکر
طار رنگ حنا دست منور میں نہیں
اگر وہ پائے نہ اسپر ہی ہمارے روبرو
چتر زرین یا کے سر پر نہیں باغبان
چاند سے رخسار اس گل کو آجائیں نظر
خون سے لبریز ہر کیوں چشم کا سنا سنو
فرش ہو درکار تیری بزم کو اور شکار
ہر سحر لکھتا ہو مطلع و صف کے پار میں
دیدہ اہل تماشا دیدہ احوال نہیں
دوبہ پہن اگل پسینا آنیکی یہ وجہ ہو
ہو فلک اس شعلہ رخسار سے آتشکدہ
اب سینو نہیں فقط تو ہی گنا جاتا ہو ایک
جانتے ہیں اہل عالم ہر سحر کو کران

ہو نہ تو بھی اوسکی صوٹ کے برابر آفتاب
ہو گیا ثابت ہمیں کہتا ہو جو ہر آفتاب
چاندنی سے اسیلے بچتا ہو کیسے آفتاب
ہو نظر میں ونکی نمے کے برابر آفتاب
دیکھلو کس ن ہوا محتاج زریو آفتاب
ہو تماشا ایک جاہل ماہ اختر آفتاب
بن گیا ہو سرخ رنگت کا کیونتر آفتاب
اب گوہر میں اگر آئے نہا کر آفتاب
اگیا سورج مکی کا پھول بن کر آفتاب
چاندنی کا پھول بن جائے سمندر آفتاب
غیر کو جب دے وہ پانی میں ہر کر آفتاب
چاندنی رکے نہ پہر کیونکر چر کر آفتاب
ہو گیا ہو طبع روشن سے سحر آفتاب
دونوں رخسار ہو تمہارے میں ہر آفتاب
رومائی میں تجھے دیتا ہو گوہر آفتاب
لے مجھ کیوں نہ بن جائے سمندر آفتاب
ماہ کا کیا ذکر ہو گنتی سے باہر آفتاب
تیری مسند کے لیے لانا ہو ہر آفتاب

وصل کی شب صبح ہوتی ہی میں بسمل ہو گیا

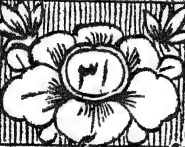


میسے حق میں ہو گیا اے ہوشِ نخبِ آفتاب

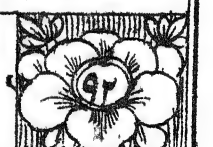


بہرِ پاؤں کے سر ہو جا پائے آفتاب
جامِ جم میں کہد ساقی سوکے لائے آفتاب
جامِ محی کو بھی اگر چاہے بنا لے آفتاب
یار کا نقش کفن پا ہی جا لے آفتاب
گرچہ منہ پر چار چاند اپنے لگا لے آفتاب
دلِ غمہ دیکھو تھے دیکھو اٹھائے آفتاب
چادرِ مہتاب کی جاہِ وضیا لے آفتاب
سامنے جنکے نہیں ذرہ ضیا لے آفتاب
نامی نامی اسے شب سے سوائے آفتاب
چار یہ نقطے ہیں جیسے نقطہ ہائے آفتاب
آسمانِ سردی سے کانپے تھر تھر لے آفتاب
لاکھ صوٹ سے اگر صوٹ بنا لے آفتاب

تو وہ تھوڑی ہو جو بکودیکہ پائے آفتاب
آج ہم پہلو ہو وہ غیرتِ فزا لے آفتاب
عکس اپنے چہرہ تابان کا ساقی ڈال کر
روشنی کیونکر نہ کو چیمیں اسکے مثلِ روز
غیر ممکن ہو جو اس رخ سے مقابل ہو سکے
نیل بوسونے جو دیکھ مینے اوس خیر کہا
عشق میں اوس ہوش کو گر گیا ہوں قبر پر
ذرون میں تیری گلی کو سقد رہو آفتاب
پاس تھا ہمسائی کا استیا جو خرچ کو
تل جبین کا خال و تو آنکھوں کے صفر دہان
روزِ فرقت کی بیچ سینے سے وہ ایدل آہِ سرد
مصحفِ خسارِ جان کا نہ ہمسر ہو سکے



ماں تابی پر جو بیٹا دن کو وہ اسی ہوشِ آج
ہو گئی مقبول مدت میں عائلے آفتاب



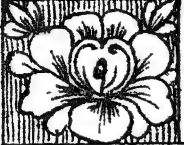
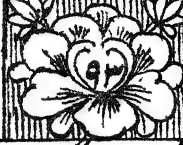
جوشِ الفت ہے ہو دم میں سخنِ لبِ آفتاب
کہا می جل جلیکے بدن پر سیکڑوں گل آفتاب
ایک در کا مثل ماہِ نوب نے تل آفتاب
فیضِ یاد رخ سے تیری ہی ہر اک گل آفتاب
دارِ مری حروفِ تیکے اوسد نشی ہو گل آفتاب
آگیا زیرِ نقابِ موسے کا گل آفتاب

باغِ مین مانکے اگر وہ غیرت گل آفتاب
رو برو تیری اگر آجائے اسی گل آفتاب
آبرو ہوش اگر چاہے تو بحرِ حسن پر
عالمِ فرقت میں تیری گہر بہا کیونکر مورات
وصفِ رویا جس دے لکھا دیو امین
زلفین اٹکا دین جو رخسے و نہیں و سنی الفیلاک

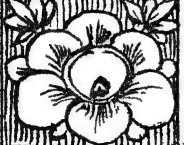
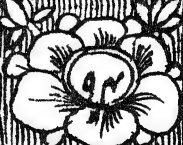
آنکھ اس باعث سو کوئی بھی ملا سکتا نہیں
 ناک مڑگان اگر اپنا کبھی پہنکے وہ مہر
 توجہ نکلا اوسط سے یہ ملا اوسکو فروغ
 دل چھپک کر تری رخ پر نہیں اکھر حسن
 زیر گلگونہ چمکے رخ کے یہ روشن ہوا
 دور کچھ اوسکی بہار بلوغت سے نہیں
 آفتابی دائرہ بنتا کتاب رخ کا صاف
 وقت بازی دیکھ کر وہ رخ یہ سجھیں بغیر رخ
 دیکھ کر آنسو مری کانپے نیکو نکر اوسکا جسم
 صبر دم تو نے جو گل کی شمع منہ سے پہونکر
 تیسے پائین باغ کے جو گردہ ہوتا ہے وہ روز
 کیون چلا آتا ہے پیہم اب خیال سے یہ بار
 زرد و رہو تو بھی آگے رخے رنگین کے ترے
 بام پر بیٹھے جو منہ دہولے کو وقت صبح وہ
 اوس قمر کا ہو جو دریا سی او دہرائے کا قصد
 دہر کچھ سے پہن روشن ہوا اسی آسمان
 کیا تماشائی ہو محلہ تو ہی اوسکا چاند گنج
 چرخ چارم پر نہو کس طرح سے اوسکا دل رخ
 گاہ مشرق گاہ مغرب نے جانے سے کہلا
 وہ سبک نظر نہیں ٹھہرا قدر جانان تھی گرا
 سمجھے ہم دیکھا جو تھویندے سر و گیسو و رخ

کچھ ذرا اوسکا سا رہتا ہو تشکل آفتاب
 سامنے جیسے کے ننگے سر کرے غل آفتاب
 بنگلی دیوار پر تصویر بلب آفتاب
 کیا تماشائی ہو منقش ہو گیا گل آفتاب
 چہیت ہا جو آگے زبرد امن گل آفتاب
 آسمان گلشن بنے ہو جاے بلبل آفتاب
 ایک ترہ بھی اگر رہتا تعقل آفتاب
 آنکھ سے لڑکے اوٹھائیں صورت گل آفتاب
 دیکھ لو کہ تماشائی پانی میں تزلزل آفتاب
 بنگلیا ای رشک جیسے شمع کا گل آفتاب
 اب کوئی بیشک کہلا یگانہ گل آفتاب
 دور میں پاتا ہو کیا اوسکے تسلسل آفتاب
 زیب تن کر کے جو آئے جاہ گل آفتاب
 آفتابہ بنکے آئے بے تامل آفتاب
 باندہ سے تار شعاعی سے ہی پل آفتاب
 کچھ در جانان سے رہتا ہو تو سل آفتاب
 پہننے والے کو دکھیر و جوان گل آفتاب
 جب کہے اک گردہ نان پر تو گل آفتاب
 ہو مقرر بازی اطفال کا گل آفتاب
 آنکھ کی میزان دھاتے ہی کیا تل آفتاب
 چاند ہی بالائے سنبل زیر سنبل آفتاب

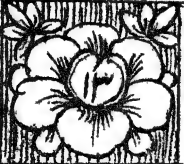
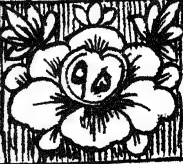
منہ نہ دکھلائیگا اپنا شرم سے محشر کو دن آفتاب چہرہ تابائی گرمی سے ضرور کیون اوس گل سی گل خورشید رکھو دین ر	ہو تمہارا کشتہ تیغ تعنا فل آفتاب برف کے ماند اک دن جائیگا گل آفتاب حسن میں جسکی قبا کا ہو ہر اک گل آفتاب
--	--

اس زمین میں شعر کہنا ہوش مشکل تھا مگر شکر ہے اتنا کہ بامعنی ہے گل آفتاب	 
--	---

ہم کو تو زندگی نے دیا قاصدا جواب اس وودہ آہ و طول شب غم کا ای فلک اوسکی کمر کے باب میں تنہا نہیں ہیں چپ بجٹا ہی ہو ظلمت عصیان نے کیا شرف قاصد بتا دے صاف مگر تو وہ نہیں پروا نہ سوز اشک سے کیونکر نہ جل مے آتے ہی خط کے رنگ ہوا اشرفی سا سنج ڈاؤں کے میرے کعبہ دل کو جو اسے بتو	تو نے جو یہ کہا کہ وہاں سے ہوا جواب دو نو جہا نہیں ایک ہو زلف و تاب جواب جتنے کہ موشگاف ہیں اسمیں ہیں لا جواب کعبے کا ہجر یار میں دل ہو گیا جواب اوسنے خط غبار میں خط کا لکھا جواب اوس شمع نے میرے سخن کا دیا جواب سہ خط یا ر نسخہ اکیر کا جواب کیا دو گے اسکا حشر کو پیش خدا جواب
--	---

مضمون تازہ گل کی روش اسمیں ہوش ہیں دیوان بوستان کا یہ تو نے کہا جواب	 
---	---

دل جل لوٹا تو آہ نے ٹنڈا کیا بھی خوب ولیں غزال چشم کا گہر سینہ چاک چاک زلفیں جلیں لپٹ کے تو بگڑ نہ یار تم جب نہ خم دل ہوا نہ شگفتہ تو یہ کہلا	روشن ہوئی جو شمع تو آئی ہوا بھی خوب کعبہ ہی خوب ہو یہ صنم کر بلا بھی خوب ہوئی ہو اپنی چاہنے والی بلا بھی خوب اس گل کی تھی کہنچی ہوئی بند قبا بھی خوب
--	---

کی چاہ جتنے ہوش بڑی ابرو دو کر ساتھ دریائے عشق کی تہو مگر آشنا بھی خوب	 
---	---

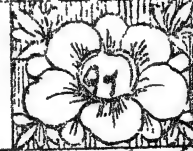
رویت التاسع

کلکونہ ملے تو بھی ہوائے گلبدن درست
ثابت جنون کی دست درازی سے ہو گیا
خجھ کا کام کرتی ہو ہر اک ادا تری
دینے لگے ہیں جنبش مرثکان سے وہ جواب
ایں عنریب پائے نگارین کے نقش سے
تعریفِ سخن کی کر کے لکھا وصف مانگ کا
ہر گل تری فراق میں کاشا ہی سو کہہ کر
تو ہو و شمع جسکے لیے آسمان بھی
پچھنے کو بوسے یار سنگھائی صبا نے جب
حسن ملیح یا رنگ ریز روز ہو
انگڑائی سیم تن نے نہیں لی اوٹھا کو ہاتھ
بٹہ لگے گا چہرہ وہ اپنا دکھائیں تو

آئی بہار ہو گیا ہر اک چمن درست
لکھے گا قبر میں بھی نہ جیب کفن درست
لے لے نوجوان صنم ہے تریا پلکین درست
اب و نکی چشم پر ہو گسان بہن درست
ہر روز اوس گلی میں ہوتا چمن درست
کی ہمنے راہ شہر حلب تا ختن درست
کیونکر رہیگا دامن صحن چمن درست
کر تا ہی ہر دو ماہ سے دوسری گن درست
پہولادہ اسقدر نہ رہا پیرین درست
ہو گانہ حشر تک ہی نہ ختم کمن درست
کی اپنے دست ناز و شاخ سمن درست
رہنے کا ہو نہ اشرفی خور کاتن درست

اوس ہر کے فراق میں اسی ہوش جان

داناں صبح سے ہو ہمارا کفن درست

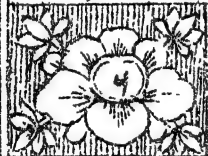


وہ سیکو نظر آئی نہ کمر کی صورت
جلوہ گر بام پہ ہو وہ جو قمر کی صورت
یکہ لے ابرا گردیدہ تر کی صورت
تیغ ابرو ہو تری جب سے علم ای قاتل
بلبل زار ہوں پوچھیں یہ نوبت میری
ہر چکیگا دم حشر تو یہ کندون گا

پراوڑی سائے زمانے میں خبر کی صورت
نسر طائر بھی اوڑھ مرغ نظر کی صورت
پہر نہ برسے وہ کہی آب گہر کی صورت
دل لیے پرتے ہیں ہم ہاتھ پہ سر کی صورت
کہ اوڑھینگے یگل پہونک کے پر کی صورت
یاد ہو مجھ کو بھی اک شک قمر کی صورت

وہ نظر آئی سراپا نہ کمر کیصوت
 آج بدلی ہوئی ہو دیدہ ترکیصوت
 سورہ نور کے سب زیر کیصوت
 گردشیں جام میں پائیں جو فخر کیصوت
 اوٹھے پہلو سے جو تو در و جگر کیصوت
 کہ رہوں سنگ لوغین میں شر کیصوت
 اب تو دیوار حیا ہو گئی در کیصوت
 چاک ہو جاے جو دامن سحر کیصوت
 واہ ری جذب دہر نکلا و دہر کیصوت
 خاک و ترے گی مری کا فو سحر کیصوت

ناز کی بنگلی دامن حیا اونکے لیے
 آبر و اپنی گھٹائے نہ گھٹا اوٹھ اوٹھ کر
 پیش پوش کے نچائیگی رزمی صوت فی
 رزم مشرب بھی بہن چکر میں ہوا یہ روشن
 کیون نہ بنجائے مریجان یہ اویز شکس پی
 یہ گھٹادی تو جلا کر مجھے لے آتش سحر
 سامنے غیر کے آنے لگے وہ بے پردہ
 دولت داغ جنون و زہین پردہ دل
 ہوں جو حیران تو سب مینہ کہتے ہیں مجھے
 کشتہ مشعل رخسار ہو نہیں اسی گردون



نہیں فکر اے ہوش

نہیں شوق سے گھر کیصوت



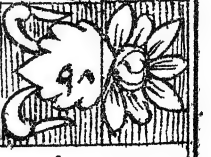
پانی پانی ہو سرسبز سات
 کاٹو غیر و غین تم اودھر برسات
 دیدہ ترکو دیکھ کر برسات
 بہر لگا دیگی چشم تر برسات
 آگئی جب و نہیں نظر برسات

دیکھے رونامرا اگر برسات
 برق سان میں آدھر ترپون
 کہتی ہو غرق ہو کہیں جہان
 تنے مجھ سے اگر نظر بدلی
 پھولی میخواروں کے شفق ہنہ پر



دیدہ ہشکبار سے اسے ہوش

رد ز رہتی ہے میرے گھر برسات



پر قینچیاں طلب جوئیں مینے جہانکی بات
 چہینے لگا سستی جو تمہارے دہانکی بات

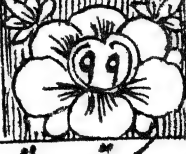
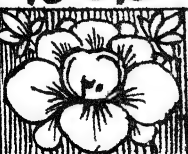
یون تو وہ سنتے رہتے ہیں ساری جہانکی بات
 سرخ میصر تھامری بڑھ کے بات ہی

کیا حال دل سناؤں گے ہر ضعف میں
گویا نہ تو کام میں ہوں نہ آئے کیا
ظلم بتان بھی اوج پر آتا ہوا یحدا
عقلا صفت وجود کے قابل تھے منطقی
دار مرزہ پر اشک چٹھے جب تو یہ کہلا
پتلی وہ چشم حسن کی ہو کیوں کرے کلام
تمہید اوٹھا کے چاہا جو مطلب تو بولے وہ
یہ نفذ دل ہو مفت زر قلب قلب غیر
ہم سر کی کو اپنا سمجھنا نہ ہوتا عدم
کیون خوین ڈوبتے روش عند لب تم
یون تو فکار کرتی ہو وہ چشم دلفریب
قرت میں مہ حرام تھی فی میکشودام
عالم میں اب نبات کی کچھ بھی ہی نہ بات
جس دلیں سوز ہی نہیں دوسمیں صد کا کام
جان دادہ ہوں میں مصحف خسار پارے

جب نکتہ تک بھی کسل نسکے پہر کمانی بات
سنتا ہو کون ہر من تیری زبان کی بات
اب کوئی پوچھے کا نہیں آسمان کی بات
پائی جگہ کلام کی سنکر وصال کی بات
چھوڑے وہن پر آدمی پائے جہان کی بات
سنتا ہو کون مردم چشم بتا کی بات
کب قابل سند ہو کسی قصہ خوان کی بات
لینا سمجھ کے یار ہے سو دوزبان کی بات
گم ہو گیا چلی جو ذرا بھی زبان کی بات
سنتا نہ اسے گلو جو خدا کی زبان کی بات
پر کم نہیں ہی تیرے ابرو کمان کی بات
واعظ نے اوسمیں لاکھ لائی کمان کی بات
والہ کیا بنی ہو تمہارے دہان کی بات
ای شمع کس پہ کلتی ہو تیری زبان کی بات
آیت حدیث ہو مجھ اوس جان جان کی بات

اے ہوش ہے مقام تحیر یہ کائنات

آتی نہیں سمجھ میں ذرا بھی یہاں کی بات

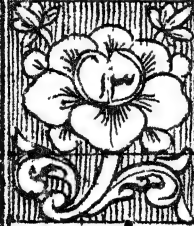


مختصر کتنی تھی یار یہ ملاقات کی ات
مانگ جو چاہے دلا ہو یہ مناجات کی ات
بے ہنہ دوزم میں تم مجھ کو فقط لاکھ بات
ہو گئی پاٹ سمندر کا یہ برسات کی ات

بات کرتی ہی نہ تھی ہو گئی اک بات کی رات
بال دس شوخ نے کہوے ہیں شب قدر ہر آج
صبح کی ہوئی ہی دیر و عابد نگاہ میں شمع صفت
یون تو فصل میں کٹتا تھا کٹھن شب کا لگر

اوس کا کیا موعے کمر پائیں مجھ بید ہو لطیف
 آپکا شکر ادا کر نہیں سکتا میں حضور
 کس بلا کی ہو کر طسی یہ شب غم ای ہدم
 جانے کیا یا نے جاتی ہوئی دنیا دیکھی
 کوچہ زلف سیہ فام سے نکلے گانہ دل
 حسن بندش نہ کیئے اور بھی پیدا تیور
 زلفین لٹکائے کہا اوسنے کرے تو بوسے
 صورت کو رک شب تاب میں آہو کو شرر
 تین ن خیر سے مرقد میں گذر جائیں کہیں
 بال ٹوٹے ہوئے سر کے جو وہ دین تحفے میں
 مہربانی کا کوئی دن نہوا ہر کو نصیب
 ہاتھ ملتے ہی سر سے کی جیسے رخ و زلف کی چاہ
 کوچہ زلف میں جاتے ہی ہوا دل مردہ
 رخسے پر وہ جو ہٹا دو تو مٹے درد جگر
 دن ہو یا رات وہ زندہ کریں جسد چاہیں

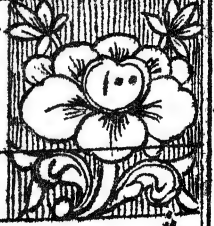
کسے دیکھی سحر حسن نباتات کی رات
 کیا عنایت ہوئی خود کو ملاقات کی رات
 کانٹے کٹتی نہیں کیا ہو گئی اسپات کی رات
 مجھ سے ناچیز کی حق افسنے مدارات کی رات
 اوس کی ہاتھ آئی ہی تقدیر سے گیہات کی رات
 اس پر ہی مینے جو کی مسخ تری گات کی رات
 نئے انداز سے کیا شوخ فی خیرات کی رات
 میرے گھر روز رہا کرتی ہو ربات کی رات
 پہر تو ہو جائیگی ہر رات مساوات کی رات
 کیون نہ ہاتھ آئے عمری نہی سوگات کی رات
 کوئی اس عہد میں کیسی عنایات کی رات
 وہ جو افسوس کا دن تھا تو یہ نباتات کی رات
 زلف شبرنگ ہی یا مگر مفاجات کی رات
 روز ہو جاے ہو کافور طلسمات کی رات
 معجز کی کا کوئی دن ہو نہ کرامات کی رات



جو بلا بھیجی شب آئے ادھڑا دسر پر

ہوش بڑا کر کوئی اس گنہگار کی رات

روایت التا



جیسے رہتا ہو کمال دیدہ پنچر عبث
 میری حق میں ہو سر اسر خط تقدیر عبث
 پہر کبھی رہتی ہے ابرو کی شمشیر عبث

چشم امید ہو دا اے بت بڑی ہیر عبث
 رنج و آسام مرا ہاتھ میں ہو جانان کے
 کام تلوار کا کرتی ہو کشش قاتل کی

گھر کر زلف کو چے میں ہرادل کیوں کر
تیرگی قلب کی کیوں کہوئے نہ یہ داغ جگر
جذب لکھنچ ہی لائیکا او نہیں آ کر کار
حاشیہ متن شفا کا ہی برائے توضیح
زور کس وز کیا کب کی شکستہ نہ کمان
چاک لے نہ سکے جب یہ دم غیض اذکا
نا توان ہونہیں یقین ہو کر اوڑے گا خا کا
حلقہ زلف کا ہو دہیان مجھے وحشت میں
رنگ جو عشق نہفتہ نہ کسی کا لاتا

دیکھ لو دہر میں ہی خانہ زنجیر عبت
کبت مانے میں ہو خورشید کی تہذیر عبت
نوچتا منہ ہے مرا ناخن ہذیر عبت
مسی ہونٹوں کی نہیں آیت ہذیر عبت
نوجوانو نسے ہی برہم فلک ہذیر عبت
پہر نہ کیوں کر ہو مر ارشہ تقریر عبت
کہد دمانی سے نہ کیہنے مری تصویر عبت
طوق بیکار ہو میرے لیے زنجیر عبت
ہوتی معمورہ عالم کی ہی تعمیر عبت

کوچہ زلف میں دل جا کے پہر آتا میرا
اسنے کیوں چوڑ دی اسی ہوش جاگیر عبت

رنگ ہتا ہو بدلتا یہ جہان کیا باعث
سرتو ہوتا ہی نہیں تیر نظریہ مردم
کیا پریشان ہوئی سیلی صرصر وہ لطف
مجھ کو سرکار الم نے جو نہیں دی عزت
چوٹنا یاد میں ابرو کی خور و نوش ہو کیوں
دیکھنا دیکھ کر آئینہ کو وہ مہ بولا
اوس سچا نہ جگہ غیر کو دی کیا دل میں
غم نہیں نامیہ کو جو مضر لے مردم چشم
دیدہ تر نہیں کیا ہو یہ کوئی بحسرمین
شاہ میں اور گدائیں نہیں فارق جو حیات

ہو کہ موسم گل گاہ خندان کیا باعث
پہر کینچی رہتی ہو ابرو کی کمان کیا باعث
آج اوٹتا ہو مری دل سے وہ لون کیا باعث
پہنے ہوں ہیر ہن آیت وان کیا باعث
خم ابرو ہی ہال رمضان کیا باعث
ہو جو دمان صفا شک کتان کیا باعث
اور روز و نئے سوا ہو خفقان کیا باعث
طفلا شک نہیں ہوئی جوان کیا باعث
ہر گھڑی اشک جو مہر ہوئے ان کیا باعث
مرے ہی ایک ہو دو نو کا مکان کیا باعث

<p>چھوٹا ہی جو مرا تیر نقصان کیا باعث پر کم کا نہیں پاتے ہیں نشان کیا باعث گنگ پر رہتی ہو ستن کی بان کیا باعث ہوں بسک کو کہی اون پرین گمان کیا باعث جاتی سو را تو نکو چپ چپ کے گمان کیا باعث</p>	<p>کسے ابرو کی چڑھائی ہو کہاں اگر دون حکما مانتے ہیں دھرمین عتقا کا وجود اوس ہن کی جو نہ مسی نے کہلا یا ستر بعد مرنیکے بھی کرتے نہیں ہ ذکر مرا بد گمانی مری بجا ہو تو منصف ہونین</p>
--	--

یہ مجھ پر نہیں ہی تو ایسے ہوش نہیں ہر میں ہم
 پھر نہیں چھوڑتے یہ ذکر بتان کیا باعث

۱۲۱

<p>شمع ہوں دینمیں جان دین میں پرتا نہ مزاج بن گیا ہوا ندون میرا پری خانہ مزاج ہیں فقیر مست پر کہتے ہیں شاہانہ مزاج کب ہے مہمان جو بے صاحب خانہ مزاج اسی جنون میرا بدل جاتا ہوا سالانہ مزاج پھر عیش کرتا ہی مجھے یار کاشانہ مزاج ساقیا پر معنان ہی جو نہ طفلانہ مزاج شمع ہیں جو آپ تو ہم بھی ہیں پروانہ مزاج وہ سگ کو صدمہ کہتا ہی شیرانہ مزاج خلق جو خالق نکرتا اوسکا بیگانہ مزاج</p>	<p>کیون نہ تو ہر ایک سے میرا جدا گانہ مزاج دخل اب میری طبیعت میں پرزاد و کوہی ہی ہمیں ناچیں بھی آفتاب و زمین ہو ترا کیسے جو ہم کیون نہ میرا دل پھٹے ہوتی ہو فصل گل میں تازہ اک وحشت گنجے آئینہ رویوں کی الفت میں ہوں بھی حال چاک کیون بطحہ سے ہی مشغول بازی ہر گھڑی جان ہتی لیجیے گا گرم کیون ہوتے ہیں آپ نشہ فیل مست کا ہو روبرو جسکے ہرن مثل حوشی بہاگتا کیوں درانسا نونے ہ</p>
--	--

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

۴۵۵

۴۵۶

۴۵۷

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۴

۴۶۵

۴۶۶

۴۶۷

۴۶۸

۴۶۹

۴۷۰

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۵

۴۷۶

۴۷۷

۴۷۸

۴۷۹

۴۸۰

۴۸۱

۴۸۲

۴۸۳

۴۸۴

۴۸۵

۴۸۶

۴۸۷

۴۸۸

۴۸۹

۴۹۰

۴۹۱

۴۹۲

۴۹۳

۴۹۴

۴۹۵

۴۹۶

۴۹۷

۴۹۸

۴۹۹

۵۰۰

۵۰۱

۵۰۲

۵۰۳

۵۰۴

۵۰۵

۵۰۶

۵۰۷

۵۰۸

۵۰۹

۵۱۰

۵۱۱

۵۱۲

۵۱۳

۵۱۴

۵۱۵

۵۱۶

۵۱۷

۵۱۸

۵۱۹

۵۲۰

۵۲۱

۵۲۲

۵۲۳

۵۲۴

۵۲۵

۵۲۶

۵۲۷

۵۲۸

۵۲۹

۵۳۰

۵۳۱

۵۳۲

۵۳۳

۵۳۴

۵۳۵

۵۳۶

۵۳۷

۵۳۸

۵۳۹

۵۴۰

۵۴۱

۵۴۲

۵۴۳

۵۴۴

۵۴۵

۵۴۶

۵۴۷

۵۴۸

۵۴۹

۵۵۰

۵۵۱

۵۵۲

۵۵۳

۵۵۴

۵۵۵

۵۵۶

۵۵۷

۵۵۸

۵۵۹

۵۶۰

۵۶۱

۵۶۲

۵۶۳

۵۶۴

۵۶۵

۵۶۶

۵۶۷

۵۶۸

۵۶۹

۵۷۰

۵۷۱

۵۷۲

۵۷۳

۵۷۴

۵۷۵

۵۷۶

۵۷۷

۵۷۸

۵۷۹

۵۸۰

۵۸۱

۵۸۲

۵۸۳

۵۸۴

۵۸۵

۵۸۶

۵۸۷

۵۸۸

۵۸۹

۵۹۰

۵۹۱

۵۹۲

۵۹۳

۵۹۴

۵۹۵

۵۹۶

۵۹۷

۵۹۸

۵۹۹

۶۰۰

۶۰۱

۶۰۲

۶۰۳

۶۰۴

۶۰۵

۶۰۶

۶۰۷

۶۰۸

۶۰۹

۶۱۰

۶۱۱

۶۱۲

۶۱۳

۶۱۴

۶۱۵

۶۱۶

۶۱۷

۶۱۸

۶۱۹

۶۲۰

۶۲۱

۶۲۲

۶۲۳

۶۲۴

۶۲۵

۶۲۶

۶۲۷

۶۲۸

۶۲۹

۶۳۰

۶۳۱

۶۳۲

۶۳۳

۶۳۴

۶۳۵

۶۳۶

۶۳۷

۶۳۸

۶۳۹

۶۴۰

۶۴۱

۶۴۲

۶۴۳

۶۴۴

۶۴۵

۶۴۶

۶۴۷

۶۴۸

۶۴۹

۶۵۰

۶۵۱

۶۵۲

۶۵۳

۶۵۴

۶۵۵

۶۵۶

۶۵۷

۶۵۸

۶۵۹

۶۶۰

۶۶۱

۶۶۲

۶۶۳

۶۶۴

۶۶۵

۶۶۶

۶۶۷

۶۶۸

۶۶۹

۶۷۰

۶۷۱

۶۷۲

۶۷۳

۶۷۴

۶۷۵

۶۷۶

۶۷۷

۶۷۸

۶۷۹

۶۸۰

۶۸۱

۶۸۲

۶۸۳

۶۸۴

۶۸۵

۶۸۶

۶۸۷

۶۸۸

۶۸۹

۶۹۰

۶۹۱

۶۹۲

۶۹۳

۶۹۴

۶۹۵

۶۹۶

۶۹۷

۶۹۸

۶۹۹

۷۰۰

۷۰۱

۷۰۲

۷۰۳

۷۰۴

۷۰۵

۷۰۶

۷۰۷

۷۰۸

۷۰۹

۷۱۰

۷۱۱

۷۱۲

۷۱۳

۷۱۴

۷۱۵

۷۱۶

۷۱۷

۷۱۸

۷۱۹

۷۲۰

۷۲۱

۷۲۲

۷۲۳

۷۲۴

۷۲۵

۷۲۶

۷۲۷

۷۲۸

۷۲۹

۷۳۰

۷۳۱

۷۳۲

۷۳۳

۷۳۴

۷۳۵

۷۳۶

۷۳۷

۷۳۸

۷۳۹

۷۴۰

۷۴۱

۷۴۲

۷۴۳

۷۴۴

۷۴۵

۷۴۶

۷۴۷

۷۴۸

۷۴۹

۷۵۰

۷۵۱

۷۵۲

۷۵۳

۷۵۴

۷۵۵

۷۵۶

۷۵۷

۷۵۸

۷۵۹

۷۶۰

۷۶۱

۷۶۲

۷۶۳

۷۶۴

۷۶۵

۷۶۶

۷۶۷

۷۶۸

۷۶۹

۷۷۰

۷۷۱

۷۷۲

۷۷۳

۷۷۴

۷۷۵

۷۷۶

۷۷۷

۷۷۸

۷۷۹

۷۸۰

۷۸۱

۷۸۲

۷۸۳

۷۸۴

۷۸۵

۷۸۶

۷۸۷

۷۸۸

۷۸۹

۷۹۰

۷۹۱

۷۹۲

۷۹۳

۷۹۴

۷۹۵

۷۹۶

۷۹۷

۷۹۸

۷۹۹

۸۰۰

۸۰۱

۸۰۲

۸۰۳

۸۰۴

۸۰۵

۸۰۶

۸۰۷

۸۰۸

۸۰۹

۸۱۰

۸۱۱

۸۱۲

۸۱۳

۸۱۴

۸۱۵

۸۱۶

۸۱۷

۸۱۸

۸۱۹

۸۲۰

۸۲۱

۸۲۲

۸۲۳

۸۲۴

۸۲۵

۸۲۶

۸۲۷

۸۲۸

۸۲۹

۸۳۰

۸۳۱

۸۳۲

۸۳۳

۸۳۴

۸۳۵

۸۳۶

۸۳۷

۸۳۸

۸۳۹

۸۴۰

۸۴۱

۸۴۲

۸۴۳

۸۴۴

۸۴۵

۸۴۶

۸۴۷

۸۴۸

۸۴۹

۸۵۰

۸۵۱

۸۵۲

۸۵۳

۸۵۴

۸۵۵

۸۵۶

۸۵۷

۸۵۸

۸۵۹

۸۶۰

۸۶۱

۸۶۲

۸۶۳

۸۶۴

۸۶۵

۸۶۶

۸۶۷

۸۶۸

۸۶۹

۸۷۰

۸۷۱

۸۷۲

۸۷۳

۸۷۴

۸۷۵

۸۷۶

۸۷۷

۸۷۸

۸۷۹

۸۸۰

۸۸۱

۸۸۲

۸۸۳

۸۸۴

۸۸۵

۸۸۶

۸۸۷

۸۸۸

۸۸۹

۸۹۰

۸۹۱

۸۹۲

۸۹۳

۸۹۴

۸۹۵

۸۹۶

۸۹۷

۸۹۸

۸۹۹

۹۰۰

۹۰۱

۹۰۲

۹۰۳

۹۰۴

۹۰۵

۹۰۶

۹۰۷

۹۰۸

۹۰۹

۹۱۰

۹۱۱

۹۱۲

۹۱۳

۹۱۴

۹۱۵

۹۱۶

۹۱۷

۹۱۸

۹۱۹

۹۲۰

۹۲۱

۹۲۲

۹۲۳

۹۲۴

۹۲۵

۹۲۶

۹۲۷

۹۲۸

۹۲۹

۹۳۰

۹۳۱

۹۳۲

۹۳۳

۹۳۴

۹۳۵

۹۳۶

۹۳۷

۹۳۸

۹۳۹

۹۴۰

۹۴۱

۹۴۲

۹۴۳

۹۴۴

۹۴۵

۹۴۶

۹۴۷

۹۴۸

۹۴۹

۹۵۰

۹۵۱

۹۵۲

۹۵۳

۹۵۴

۹۵۵

۹۵۶

۹۵۷

۹۵۸

۹۵۹

۹۶۰

۹۶۱

۹۶۲

۹۶۳

۹۶۴

۹۶۵

۹۶۶

۹۶۷

۹۶۸

۹۶۹

۹۷۰

۹۷۱

۹۷۲

۹۷۳

۹۷۴

۹۷۵

۹۷۶

۹۷۷

۹۷۸

۹۷۹

۹۸۰

۹۸۱

۹۸۲

۹۸۳

۹۸۴

۹۸۵

۹۸۶

۹۸۷

۹۸۸

۹۸۹

۹۹۰

۹۹۱

۹۹۲

۹۹۳

۹۹۴

۹۹۵

۹۹۶

۹۹۷

۹۹۸

۹۹۹

۱۰۰۰

جب ہو نقاب شب میں مہ چہارہ چہیا
گریان اگر مرے تو کرے کوئی یاد کیا
صد چاکل ہی چہرہ زلفین کی یاد میں
میں لاکھ اور ون مگر نظر اوسکی ادھر نہو
کیون ہونہ وصف قامت معزز و نکابی سبب
دیوانو کو ہلاکے عبت حلقہ الم
بے واسطہ وہ اوسے جو طلب کئے
یہ نگہ پہی جو ہر شمشیر کا چمن
اؤ کا خدا شریک ہی تنکا نہیں کوئی
پیموں شراب عشق ہی جو کیون کریں شور
اشکوئی فوج ساتھ ہوئی ہین نشان
الفت میں بارگیسو جانان کے زار ہون
دو بہمان میں وہ مہ رخسار یار ہی
ابر و ہلا کو کنتی ہین مجھ سخت جان سے وہ
تارنگہ کی طرح مگر کیون نظر پرٹے
ہی مثل ضرب سکے زر نقش بویار

کیون ہونہ رخ کو پردہ کا کل کی احتیاج
مردہ جوار ہو تو نہیں قل کی احتیاج
بہر ر فوسے تار رگ گل کی احتیاج
صیاد سے برائے نہ بلبل کی احتیاج
بحر غزل میں مئی نہیں بل کی احتیاج
دسکار بیڑیاں تھیں تھی غل کی احتیاج
دربار حق میں کیا ہو تو سل کی احتیاج
جسمین نہیں ہی کچھ گل و بلبل کی احتیاج
کب ہو روانہ اہل تو کل کی احتیاج
مینا و دل کو بھوئی قلیقل کی احتیاج
وحشت میں ہی ہمیں ہو گل کی احتیاج
بہر عصا ہوا ب خط سنبل کی احتیاج
جسکو نہیں عروج و منزل کی احتیاج
ہی تھکو ضرب تیغ تغافل کی احتیاج
کب نو کو ہو یار شکل کی احتیاج
ہم مفلسوں کو کیون ہو تمول کی احتیاج

بہتر یہی ہی ہوش گردن اوس سے عرض حال

بر لاسے بے گئے ہوئے جو گل کی احتیاج

زلفون میں کرین عاج کا شانہ وہ اگر آج
ساتھ شکون کہتے نہیں یہ لخت جگر آج
یتوری کو چڑھاتے کو کر زیب مگر آج

اکٹن میں ہو دو بار بیان سکھ و مگر آج
لعلو نیسے بہر اپا قے میں امان مگر آج
بانگن کی طرح جاتے ہیں کیسین کہ مگر آج

بصفا و سُرودندان کا دکھاؤ جو اثر آج
 پہر سبز ہمیں باغ دکھاتے ہیں یہ گلرو
 وہ آتے ہیں جو پاؤں نہ کہتے تھے زمین پر
 نالے مے کہتی ہیں کہ کچھ خیر ہی آپس پر
 جانیں کہ قیامت کا بھی دن آئیگا فردا
 تہا پاؤں کو چکر تو پہر اے نشہ الفت
 کہتی ہی تڑپ دل کی کہ کیا دوسری بات
 شیرینی و صفت دہن تنگ تو دیکھو
 کیا پہونک دیا آتشِ فرقت نے سراپا
 ای طبع رسا کل کی تو ہم کہ نہیں سکتے
 طوفان کرے پیش جو زندہ کی تعلیٰ
 وہ گلشنِ ضواں ہی پس مرگ ملے گا

ہو سلسلہ نظم نہ کیوں سلک گہر آج
 صیاد ہرے ہوتے ہیں پر زخمِ جگر آج
 لوفتہ محشر بھی اوٹھائے کوئی سر آج
 یا تو نہیں یا ہم نہیں لے بانی شر آج
 ہو جائے اگر اس شبِ فرقت کی سحر آج
 گوئے گاتے دور میں ساغریا سر آج
 تارا نسوونکے اوسکو جو پونچا دین خبر آج
 ہر نقطہ دیوان بھی ہوا رشکِ شکر آج
 کیوں خشک نظر آتے ہیں بیبدہ تر آج
 ممکن نہیں بندہ جائے جو مضمون کمر آج
 ہو جائے نہ کیوں کشتی مئی زیرِ زبر آج
 اوس کوچے میں مکن ہی نہیں ہو گند آج

جو چاہو کوہِ شمس زمانہ ہی پر آشوب

جہاں کا ہے دور نہیں تدرہنر آج

رویفن الحاح

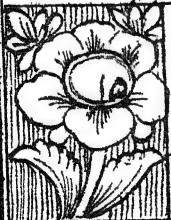
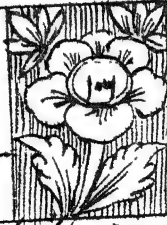
کیوں نہ ہو بیوقوف نہیں پیدا لامکانی کی طرح
 تیغِ قاتل پر پہرون سونے کے پانی کی طرح
 قاصدِ نامہ ہی دیوانِ فغان کی طرح
 لواؤرالی اسنے میری لن ترانی کی طرح
 یاد تیری لیکے جاتے ہیں نشانی کی طرح
 جانتی ہیں میری آنکھیں خونِ نشانی کی طرح

ہی دہن کا وصف بھی سر نہانی کی طرح
 ہو غینِ شکِ غمِ عجیب کیا زرد ہو کو بحر میں
 نالہ سوزون کا نقشہ کہتے ہیں خط میں ہم
 ناتوان ہو کر نہ جب آیا نظر بولادہ شوخ
 تو بھلائے یا نہیں ہمتو سو ملک عدم
 سرخروئی کیا شفقِ پائیگی انکو روبرو

نہیں آنے کا بہانہ ہی بحث آئیں تو وہ
 آہ حسرت کا دیوان بالائے آب نفعال
 نعمہ سنجی پر بحث ہی بلبل نادان کو ناز
 ہر گھڑی رکھتے ہیں انکو نہیں خیال بار کو
 وصل کی شب سیر ہو کر دیکھنے پائے نہ تھے
 آہ کی یا طبع موزون کی ضیافت کے لیے
 غیر کے آگے ہنسو مجھ کو نہ روتا دیکھ کر
 گرم ہی ہوتے محفل میں بلاتے ہی ہوتے
 اوج معراج نبی کی طرح پائے آہ جب
 آنکھ ہی ہمارا دسکی زار اسی مردم ہیں ہم
 کھل گیا سب کو کہ تھا وہ حسن عارضی
 قد بالا ہی بلند سی بین جو ہر سر پہنچ کا
 نوجوانان چمن کو دیکھ چکا ہے عندلیب
 دیکھنا جو رفلک کی بھی یہی ہے آرزو

قصہ غم کہ سنائوں گا کہانی کی طرح
 عمر لیجاتا ہے کشتی دشتی کی طرح
 سیکھ جائے ہم سے اگر خوش بیانی کی طرح
 ہی زالی یاد ہم کو پاس بانی کی طرح
 صبح آپونچی جو مرگ ماگہانی کی طرح
 کی ادا اک ہم سے دیوان فغانی کی طرح
 ورنہ آنسو ہو کے یہ جاؤنگا پانی کی طرح
 یہ نکالی ہی نہی اک تہسربانی کی طرح
 کیون نہ قصر دل ہو بیت اتمانی کی طرح
 کیون نہ پاس اوسکے رہیں بھرتاؤنی کی طرح
 ہو گیا خطر رخ کا پیغام زبانی کی طرح
 تو وہ گیسو ہیں بلائے آسمانی کی طرح
 عمر جاتی ہو چلی ہر دم جوانی کی طرح
 گھر کرے غم میں ہر تیری مہربانی کی طرح

جایا مضمون ابرو و ہوش ہیں اس میں رقم
 ہے ترا دیوان بھی شمشیر خانی کی طرح
 رو لیفت الحنا

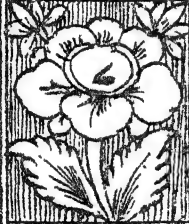


جہان میں قطع ہو کم نخل سایہ دار کی شاخ
 دراز ہو کے بے چشم انتظار کی شاخ
 کہوں نہ ہاتھوں کو کیوں انکو میں غبار کی شاخ
 کہ سب کو آئے نظر داندہ آثار کی شاخ

ہنال فیض نیکو نہ رہے بہار کی شاخ
 نہ آئین وہ تو سیاہی برنگ دنبالہ
 بنے ہیں نخل کدورت بگڑے کے وہ مجھ سے
 شعل کا در دندان کے دیکھنا اعجاز

ہر ایک سطر رہی گلک مشکبار کی شاخ
قلم ہی تیشہ تہدیر سے ہزار کی شاخ
لگرنہ ہاتھ لگی میرے میسوار کی شاخ
وگرنہ یوں تو ہونچم خسل باردار کی شاخ
نذیکہی خشک کہی سرد جو بار کی شاخ
لیے ہی پنجہ میں مرجان عجب بہار کی شاخ
تسلم ہو ہر قلم آہوے تار کی شاخ
تو کیوں نہ نشہ کا وڑا ہو کوئلا کی شاخ
تو بولے لوگ بنی برق لو چار کی شاخ
لگی ہوئی ہے وہاں ہر گھڑی غبار کی شاخ

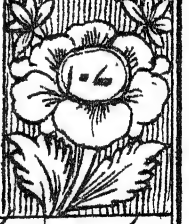
رغم بدام کیا وصف کا کل مشکین ہو
ہو نہ خشک سیطرح خسل غم آہ
کنا لے رہے ہر اک میں عیب میں شاخین
وہی ہوا اہل تواضع جو بے سبب ہی جکے
ہنال غم ہے سر سبز کیون رونے سے
نہیں ہو سچ چڑی تیرے دست لگین میں
میں وصف زلف ہوں لکھتا دوات ہونا
جو کماؤں یا دین اوس چشم مست کو فیون
ترپ کے سینے سے نکلا جو آہ کا شعلہ
سوال بوسہ کروں کیا میں اوس سہی قد سے



جو نظم دست حنائی کا وصف ہوا ہی ہوس

تو کیوں نہ مصرعہ جہستہ ہو بہار کی شاخ

رہ دیفت الدال



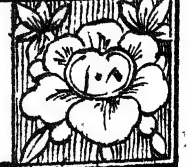
قید میں رہ نہ نہیں سکتا کوئی بیجا کے بعد
کیوں وہ کوچہ نہ اوٹھا گلشن شدا کے بعد
فتیس ابجد میں لکھو صادی پہ صا کے بعد
پر کیا رحم نہ اوسنے کہی بید کے بعد
آئے گچھیں ہی نظر باغ میں صبا کے بعد
کوہن مجھ کو بھی سب کہتے ہیں فراد کے بعد

روح کیوں تن سو نکلا جائے نہ فراد کے بعد
عندلیب چین و ہر کو یہ حسرت ہے
چشم لیلا کے تصویر میں جو ہو محویت
لج کے بعد ہر راحت یہ سنا کرتے تھے
باغبان آہ جو بلبل کی دکھائے تاثیر
کاٹتا ہوں میں سختی فرقت کا پہاڑ



ہوس جب یاد کرے وہ تو کیوں دم اوکڑے

پچلی کس طرح سے آئے نہ مجھے یاد کے بعد



رویف الذال

<p>کوئی نسخہ کا چوڑے گانہ پہلو تعویذ ہو بجائے کہیں حق میں مرے بچو تعویذ تحققان کی ہین مانے میں خوشی تعویذ عالمو حب کا ہے وہ سایہ کیسو تعویذ مردم دیدہ ہے آبی مرا آنسو تعویذ ہار کرتے نہ گلے کا کہی گلر و تعویذ کون کہتا ہی نہیں بے زنت باز و تعویذ واسطے اپنے ہو وہ غیرت آہو تعویذ ڈھائے پہر قرب کا کیونکہ نہ وہ بدو تعویذ اپنی چوٹی سے جو لشکاری پریر و تعویذ ہو وہ مانوس یہ کہتا نہیں قابو تعویذ رم آئی نہ کرے صورت آہو تعویذ</p>	<p>اہل گیا سبکو جو باندھ صابر باز و تعویذ جو عدو لائیں وہ اللہ نہ لے تو تعویذ پاس پہنچے ہیں تو ہوتا نہیں دھڑک کا بچو ہر سوا و خطر رخ سورہ اخلاص کا نقش عین دے میں جو وہ آئی تو میں بول و ٹھا ڈرنو تاجوا نہیں باد خزان کا بلبل حسن کی شمع نظر آگے منقش اس سے ہمتو اللہ اسے جانتے ہیں نقش مراد شک پس مرگ ہی ہو میری طرف سے اوکو نقش ہو وہ شمع شب و یز شب پلدا کا کوئی گنڈا نہیں ایسا جو آہ پائے لگا اوڑ بجائے یہ کہیں نقش تصور اوکا</p>
---	---

جب برابر وہ کرے لطف و غضب کا پلہ

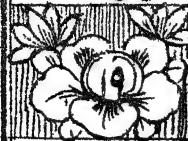
ہوش پر چکویو نکر ہو ترا ز و تعویذ

رویف الرا

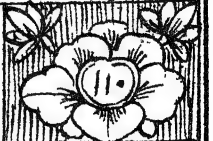
<p>کہ حور و نکی نظر چرچہ کیا میں لوتیا ہو کر بچا لیتے ہیں نالے سپر گرد و نکو عصا ہو کر کہ رہ سکتا ہی آگے نہیں حسین کی ضیا ہو کر نہ پیسے گردش گرد و گردان سیا ہو کر ہماری خاک چپ جائے آئی کیسیا ہو کر</p>	<p>پہا یا مرتبہ بیٹے تمہاری خاکیا ہو کر عجب ہو او سن ان تک نہیں جلاو رسا ہو کر خیال اسے دود آہ میں ایسی تجلی ہو کیا دانا محو مشو لوگوں نے یہ ڈرتا ہون خطر پامالی عالم سے بعد مرگ رکھتے ہیں</p>
--	--

نسیم صبح کو بے یار میں آئی ہو کیا ہو کر
 کہ رہتا ہو نگین دل میں نقش بدعا ہو کر
 پڑا پاؤں پر اس کے کیوں دامن قبا ہو کر
 یہاں جو موج ہو نا آشنا ہو آشنا ہو کر
 قیامت دہر میں آئی اگر تیری داہو کر
 ہوا کرتا ہو مضمون خکا نازل دلخو ہو کر
 مقید ہی بادل اپنا وحشی رہا ہو کر
 خط تو ام پڑھا جاتا نہیں جیسے جدا ہو کر
 تو چھینا دیدہ زکس کے پر دین جیا ہو کر
 کہیں ٹوٹے نہ رشتہ زیست کا بند قبا ہو کر
 رہا داغ علی تن پر لفافے کا پتا ہو کر
 وہ چل نکلتے دہن کا کرتی ہو شرح شفا ہو کر
 کہ دور ت اور ہی لایا یہ آئینہ صفا ہو کر
 ابھی اوڑ جا بیگایہ طائر رنگ جنا ہو کر
 بڑھ جاتی ہیں سب اعضا سے قاتل کا ہو کر
 یہی پرواز سر پر اس کے کہی لی گی قضا ہو کر

مسطر ہیں جو ایسے باغ میں بلبوچ ہو گئے
 خیال دلربا کو دلنشین کہنا مناسب ہو
 گر بیان سحر صد چاک ہوتا ہو تو اس غم سے
 شتا و بحر ہستی کا ہوا تو کھل گیا مجھ پر
 بشر کیسے فرشتوں میں ہیگا پہر نہ ہم باقی
 سخن کی ہو رسالت کیا مجھ جو بار مجھ پر
 چٹا پھنڈی زلفوں کو تو پہاں سادہ کلکل نے
 ہمارے شکل چٹکر اوسے پچانی نہیں جاتی
 کہلے بندوں پہر و گلزار میں ہیگا جب کوئی
 نہ پھول اتنا دلچز داغ تو اس گل گزار ہو کر
 بجائے خط ہوا و شوق میں خچر دین اوڑ لاغ
 لب جان بخش جان پر جو ہو تحریر مہی کی
 غرور حسن ان فرد ہو گیا اوسکو نہانے سے
 چھڑا نا ہو میری خوشکام جو دہا ہونک و منہ
 محک جشبادت کی ہوس جاتی ہو رنگ گین
 اوڑ مرغ قضا اگر اگر اس تیر مرگان کے



لکھا مشک فتن اس لفت کو امی ہوش کیا سنو
 سوا و خط نظر آتا ہو ہوش ام خطا ہو کر



بزم الفت میں جہاں شمع کا دامن ہو کر
 بہ چلا رنگ گل باغ جو روغن ہو کر
 داغ دل رہ گیا نقش سم قوس ہو کر

پردہ چشم تری دید سے روشن ہو کر
 شعلہ رو کو نسا گدرا سوے گلشن ہو کر
 باد پار و روح روان کا تو ہوا دم میں ہوا

اے حسین تیری نزاکت سے عجب کیا ہو جو تو
 دل مرا نیشِ الم سے ہی مشبک اک وز
 ہوں وہ بلبل جو کروں جانبِ صحرار و
 کسے پہونکا مسی آلودہ دہن سے اسکو
 سخت تیری میرِ طیرِ فتنے جو فلک کیا غم ہی
 دل ہوا بحرِ مینِ مردہ تو بنا سینہ مزار
 سات دن او سکو جو جانے نہ دیا لڑکھڑک
 نوکِ دم بہاگ کے محفلِ حواسِ ایک طرف
 دلیں آتا ہو دمِ رقصِ سرگرد پھرین
 گیر و آج جو ہو چرخِ پہ زہرہ کا لباس
 سخت وہ ہوں کہ نہ اسپر ہی ہر دم نکلا
 وہ نہا کر جو چلے حلقہٴ غم ہو گرداب
 بیچ میں کہکے وہ تلوار جو سویا میری ساتھ
 اوس سے پریشین گل جو لکھا ضعف میں صوف
 اشک کا تار نہ ٹوٹے کبھی مثلِ زرنار

تو رجبت کی ہے آنکھ میں جو بن ہو کر
 گہر کر گیا تری دیوار میں روزن ہو کر
 شاخ آہو بھی کئے شاخِ تشنہ میں ہو کر
 رہ گیا شمع کا گل کیون گل سوسن ہو کر
 بزم ہو گا شراب سے آہن ہو کر
 رہ گیا چاک جگرِ خستہ مدفن ہو کر
 ہفت خوانِ فتح کیے ہمنے تھمتن ہو کر
 صفِ جوہر کا نکی مقابل ہوئی بلٹن ہو کر
 اہم ہی محفل میں تری گردش میں ہو کر
 دھونڈنے نکلی ہے کس ماہ کو جو بن ہو کر
 گو میں گردش میں رہا سنگِ فلاخن ہو کر
 شور دریا سے نکلنے لگے شیون ہو کر
 کٹ گیا رشتہ الفت رگ گردن ہو کر
 چھپ ہا لفظ میں وہ معنی روشن ہو کر
 عمر ایت جو بسر کی تو برہمن ہو کر

کسی بچے نے جسے جنون ہاتھ لکھ کر ہوش

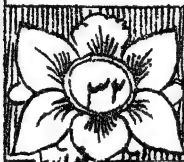
رہے عسریانی اگر سپر ہن تن ہو کر

بتوں کو رام میرا یا خدا کر
 چڑھا کر سرگرایا پاؤں پر کیون
 مری آنکھوں میں ہی پستلی کے مانن
 کروں گا او سکو بھی مشکل اپنا

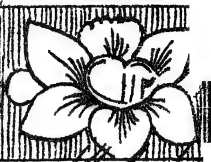
نہیں جینے سے میٹھوں ہاتھ اوٹا کر
 گھٹایا زلف کو اتنا بڑھا کر
 گیا ہو جب سے وہ آنکھیں لٹا کر
 کسی صورت میں آئینہ دکھا کر

کہ طائر ہوں ہوا کے صید آ کر
اگر جو ٹون کہیں اپنا وہ چا کر
بنا یا تو نے حیران منہ دکھا کر
بگاڑا زلف کو تو نے بنا کر

کھلا اب اسیلے کو لاس ہے جوڑا سٹو
بحال آئے نظر چہرہ ہمارا
یہ ہی صورت سے آئینے کے ظاہر
بل کرتی اگر رہتی پریشان



کما گو جھوٹ قاصد نے مگر ہوش
مجھے تو خوش کیا یا تین بنا کر

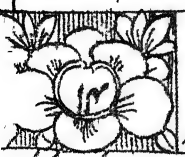


ارہ ہو برعد و میری زبان شام و سحر
مومنو می کعبہ دل میں اذان شام و سحر
ہو کتان یہ پردہ چشم جہان شام و سحر
کبت و انبے جرس ہو کاروان شام و سحر
درمیان غدر حنا ہو جب و ہاں شام و سحر
فخ کرتا ہی یہ رستم ہفتخوان شام و سحر
سب حسین جاہلین سو بوستان شام و سحر
اسی فلک جھپٹ پڑیں کیوں گالیان شام و سحر
کرتے ہیں ثابت نبی اک لکشان شام و سحر
میری یوسف کو ہر یاد کاروان شام و سحر
جب ہے مژگان کا آگے سا لبان شام و سحر
دیکھتے چپتی ہوا بجا کر گسان شام و سحر
جس و ش تازہ ہو کشت سعفان شام و سحر
ہم کیا کرتے ہیں سیر لا مکان شام و سحر
جمع کیونکر ہو گئی یارب یسان شام و سحر

ہوں سی کی مانند کاین رخ خوان شام و سحر
زلف و رخ میں کی مینے فغان شام و سحر
میں پر بیٹھے وہ رشک ہو شان شام و سحر
یوں ساتھ شکونکے نالہ ہو دان شام و سحر
میری آنکھیں بچن نہ کیونکر خو نشان شام و سحر
طہیر تارو ساتون پر دوا نگہ کے اوز کا خیال
صبح و شام آیا کرو تم بچل پرداغ میں
زلفا بتر ہو ہوا سے گرد چہرے پر پڑے
اچھ وہ ستارے مانگ پر چہیتے نہیں
مصرعہ کا ہر وہ حکم پر طلب غیروں کی ہی
اشک کو باران کی کیا ڈر مردم دیدہ کو ہو
زور پر دو دل دماغ جگر ہے آج کل
یوں خیال لعل و رخ عاشق کو کرتا ہی ہر
صبح کو یاد دہن ہو شام کو یاد دکر
جب سپیدی مانگ کی دیکھی تو بے ہوش گان

رہتی ہرین لیل و نہار چشم میں طفل سرشک
ہون ہلبل گر یہ سیر ہو محکوا سایش نصیب
گیسو خسار کی الفت لگا ہی دل کو جب
قد آدم آئینہ حیرت سے بجاؤ نہ تم
دلوں میں رعب و نکاشکو جاگ اٹھیں کاؤر
دیکھیں کیونکر لنبیان لے آگے اسکی مانگ
میں ہوا تحلیل تو رکھنے لگے محب کو عزیز
وودول داغ جگر کا میرے نقشہ کینچر
میں پیہ و صاف دل لہل لہلے ہجر یار میں
رات دن ہم کو سنا تا ہی ہمارا دودا ہ
جلوہ رخ سایہ کیسو نہیں بنتے اگر
وہ حسین ہرین آپ جو چھائے نہ اوپر عجب حق
پہلے عصیان کی سیما ہتی و پید ہی لفن
الفت کیسوی و رخ اتنا تو دکھلائے اثر
دو نو گیسو و نورخ کا دام الفت اس فلک
سخنی خورشید محشر ظلمت مرقد ہو کیون

پر انہیں کرتی نہیں اک دن جو ان شام
شببھی ہے چادر آب روان شام
ای فلک کیونکر نہ پہراؤٹھے دھوان شام
آئینہ دیکھو نہ یوں لے مہربان شام
یاسی تاب حسن پر بھی پاسبان شام
مانگ بھی لے حق تعالیٰ سے زبان شام
جانکر اپنی غذا کرو بسان شام
کچھ دکھا سکتی ہو عالم میں تو بان شام
ای فلک اک دن بنون کا بیگان شام
ہم نیا کرتے ہیں پیدا آسمان شام
پہر کمان ہوتی ہو یہ جاکر نہان شام
لین بلا میں موڑ کر جو رجستان شام
بعد مرنیکے ہوئی طرفہ عین شام
نزع میں ہی آئین محکوا ہچکیان شام
دوہری پہتا تا ہی ہمسکو بیان شام
بھنے چوما ہو وہ سنگ ستان شام



پاسے ہمت لنگ کب ملک خدا کب تنگ ہو
ہوش رہ تو خواستگار قدر دان شام



لہرائے سانپ چشمہ حیوان کو دیکھ
پانی ہوا برویدہ گریان کو دیکھ
تو کیا ہوئی نہال گلستان کو دیکھ

بل کھائے زلف نے لب جانان کو دیکھ
جل جائے برق نالہ رسوزان کو دیکھ
ای عند لب سیر چمن سی ہی کیا حصول

ہنستی ہیں بلبلیں گل خندان کو دیکھ کر
 انسان کلام کرتی ہیں انسان کو دیکھ کر
 آنسو پھین ہیں دیدہ گریان کو دیکھ کر
 ثابت ہوا یہ لفت کی نشان کو دیکھ کر
 آئے ہیں ہمت کو چہ جانان کو دیکھ کر
 ہم جہان کے کنوین ہیں نخلان کو دیکھ کر
 آئے اگر نہ خواب پریشان کو دیکھ کر
 عبرت نکیوں ہو رنگ گلستان کو دیکھ کر
 پانی بھر آیا خار مغیلان کو دیکھ کر
 روشن ہوا یہ لعل خندان کو دیکھ کر

جیسے ہوا بندھی ہو ترے باغ حسن کی
 آنکھوں کو منع کیجیے جھگڑیں نہ ہم سے وہ
 چکر توڑے رہی ہے ہمیں کشتی فلک
 اور شک جہر شب میں بھی رہی چلنے ہیں
 رضوان تو ملح ضد کا طالب ہو ہم سے کیا
 یوسف کی چاہ جسکو ہوندا نہیں جاوہ
 تار کی لحد نہ ڈراتی ہمیں کبھی
 گاہے بہار گاہ خزان گل کی پاس خار
 پلے نظر کے آبلو عین آخروہ کے دھیان
 نور خدا ہو دلین بتوں کے بھی جلوہ گر

ہی دولت جفا بھی خزانہ جہان ہیں ہوش
 ثابت ہوا یہ گنج شہیدان کو دیکھ کر

جانکر گلگونہ ہاتھوں ہاتھ لیجائے بہار
 بیڑیاں موج ہوا کی گرچہ پہنائے بہار
 ہو تماشا ہو خزان آنے پر آجائے بہار
 کیا خزان کے خوف سے جھپٹیں پائے بہار

خاکیا اوس شک گلشن کی اگر پائے بہار
 تہی گلشن میں ٹھہرون ہو عین وحشی مزاج
 دیکھ کر محلوہ کہتا ہو کہ ہو چھریا دیہ
 چار دن جو باغین رہ کر حلی جاتی ہے یہ

یاو گل بولے سے ہی امی ہوش بلبلی کو نہو
 باغ میں وہ حسن کی اپنے خود کھلائے بہار

یاو گل بولے سے ہی امی ہوش بلبلی کو نہو
 باغ میں وہ حسن کی اپنے خود کھلائے بہار

روایت الزا

آہی خسل تمنا ہو بار و رہر روز
 تو عین زکس جنت بنے نظر ہر روز

ہو دست رس مجھے پستان یار پر ہر روز
 خیال کوے بتان گہر کرے اگر ہر روز

نظر پڑا نہ کبھی خشک ہم کو بحر الم
اگرچہ گہرین ہیں پر فکر دستی ہو چکر
جو بیدرم ہیں وہی دہرین ہیں سوہ
اگر حجاب نہ واسکوئے روشن سے
نہیں ہو خون بہا نا جو ایک عالم کا
گر کے کاغذ فلک قصر تن بھی ڈھاتی ہے
نہ کیونچھٹالے کا احسان کان تک اسکے
ہو واسطے مری ہستی کی اک نئی دنیا
ستارے رات کو جا گایے مرے ہمراہ
کبھی تو داغ ہو روشن کبھی جہان تاریک
نہال حسن ہی ہر وقت پھولتا پھلتا
کیلی تیغ نظر سے اگر نہیں خائف

او تڑتے ہم رہے پانی کمر ہر روز
ہو مثل مردم دیدہ ہمیں سفر ہر روز
مثال مہرین گردش میں اہل رہر روز
تو مٹنے چپائے نہ اس طرح سے قمر ہر روز
تو بہر قتل عبت کتے ہو کمر ہر روز
نیا دکھاتی ہو طوفان چشم تہر روز
پونچ کے دی مرے احوال کی خبر ہر روز
کہ جبین داغ کا روشن ہے قمر ہر روز
جلا جوین تو بھلا مہر چرخ پر ہر روز
نئی ہو شام ہر اک شب نئی سحر ہر روز
یہ غیر فصل بھی لاتا ہے لوتھر ہر روز
تو چرخ کیون ہو لیے شمس کی سپر ہر روز

کبھی نہ گھٹ کے ہے اہل جاہ سوا ہوش

رہا یہ تاج فقیری کا زیب سہر روز

رویف السین

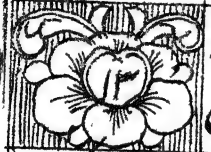


برسون رہا ہوں اس بت سیرین ہیں پاس
ترت ہو میری خانہ دوز و کفن کے پاس
رہتا ہو کیوں یہ چوٹ کناؤں گلن کے پاس
ترتیب تخمین کی ہوئی انجمن کے پاس
پو تھی کہلی دہری ہو کسی بھن کے پاس
زنا کی طرح سپر بہن کے پاس

مخنی نہ آئیگی کبھی میرے سخن کے پاس
مکرر ہی حادثات جہان سے نہیں مان
تیرنگاہ تیر تو ہے پر یہ ہے عجب کو
قاتل نے گہرین گنج شہیدان بنا دیا
ہندو سے زلف کے نہیں خط متصل صنم
اچلا غری رہو نگاہیں ہو کر گلے کا ہار

ای شوخ کیا غزال سے تجھ کو مثال دین
 رکھنا قدم سجھنے نکالی ہو اسنے مانگ
 بلبل ہی ایسی ہو کہ ہوئی مبتلاے گل
 اوصاف لکھنے زلف کے سبب اور وصف لب
 ابیخ کیا ہو اشرفی مہر گھنٹ
 کیونکہ نہ روئین خون کریں چاک پیر ہیں
 تقدیر کے لکھے کو مٹاتا نہیں کوئی
 امی شمع بزم دہر میں اتنا نہ سراوٹھا
 صیاد کہہ رہا ہے یہی پھول پھول کر
 ظاہر میں بدوہ کہتے ہیں باطن میں مجاؤنیک
 زلفین ہیں اسکو رخ پہ تو گیسو حسین پہ ہیں
 بنجاؤں کہرا لہ کا نکیو نکر میں اسے فلک
 امید ہو کہ کو چہرہ جاناں میں قہر ہو
 نکلا جو تو ستور کے کٹے سیکڑوں گلے
 بلبل وہ ہوں کہ بعد فنا لاؤنگا میں رنگ
 رنگی بچہ ہی ڈوبے کا الفت کی چاہ میں

کیا آنکھ کے سوا ہو غزال فتن کے پاس
 ایدل برزخ تیج ہو اس اہرن کے پاس
 بیٹھیں نہ ہم کہی صنم خندہ زن کے پاس
 سارا تار پھٹنے بسا یا یمن کے پاس
 لا اکھون درم میں ناع و انشت تن کے پاس
 ہم دلو چوڑا کئے کسی گلب دن کے پاس
 و کمالاؤن ہاتھ جا کر میں کیوں ہیں کے پاس
 گلگیر دیکھ لے کہ ہو رکھا لگن کے پاس
 آئی بہ آئی نہ بلبل چمن کے پاس
 موضوع ہو حدیث حدیث حسن کے پاس
 واقع ہوا خسوف ہو سورج گمن کے پاس
 آکر وہ پہر گئے مرے بیت الحزن کے پاس
 کیوں جائیں ندگی میں ہم گورن کے پاس
 قاتل کوئی تھیری ہوئے بالکین کے پاس
 یو کی طرح رہو نہ گا کسی گلب دن کے پاس
 جب خال ہوتا یمنکے چاہ و فتن کے پاس



ہم جنس ہو صاحب مجنوس چاہیے
 ذکر کر ہو ہوش بیان دہن کے پاس



کہ زمین شعر کی ہو زیر قدم سو سو کوں
 بہر تعظیم غزالان حرم سو سو کوں
 پونہچی جس دم خبر ظلم و ستم سو سو کوں

مجسٹا شاعر نہیں اہل کرم سو سو کوں
 دیکھنا حرمت صیاد کہ آتے ہیں مدام
 خلق تہرا گئی دم بہرنے لگی قاتل کا

کیا کو ترنے دیا نامہ سب انان لا کر
ہاتھ آتا نہیں مضمون کمرستی میں
وہ سب سیر ہیں حشت میں ہی چانی دنیا
لطف تبہ ہو کہ ہر ایک ہونو رشید اچرخ
ہجیر میں تن ہی تنگی سے ہی بڑھ کر لاغ
چادر آب کا ہودا من صحرا پہ گمان
کنسے کو سا تہا میں آہ کہ بن کر وحشی
ہو گیا سکھ افلاس کا دنیا میں جلن
کہینچکر سرے کی اک میل دکھائے جو وہ آنکھ

بنکے عناق جو اوڑا طار سخم سو سو کوس
ڈھونڈو نہ اب جا کر سو کوس
سامنے پانوں کے چکر کے ہیں کم سو سو کوس
فرش ہو یار کا داماں کرم سو سو کوس
جب ہوا چلتی ہو اور جاتی ہیں کم سو سو کوس
چشم نمناک سی جاری ہو جو کم سو سو کوس
خاک اور آتی ہو اب پرتوں میں ہم سو سو کوس
نقش معدوم ہو اور کرم سو سو کوس
چو کر ہی بھول کے آہو کرم سو سو کوس

ہوش دیکھیں جو چلے وصف نہیں لہنے میں
یون تو چلتا ہی ترا اسب قلم سو سو کوس

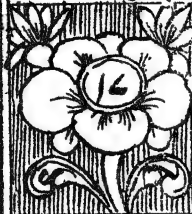
رویف الشیخ

یار کی کرتار ہا میں اتدن در در تلاش
نا تو ان ہوں ہاتھ عزرائیل کو آتا نہیں
سلسلہ الفت کا ہی زلف درازیا سے
سایہ ابرو کا اگر ڈالو تو ہو جاؤں ہلاک
باغ دلغ دلیں لو گچین کا بھی کھٹکانیں
یہ سنہری رنگ لگا جان کٹن ہی صنم
سرحد پایا زلف کو اتنا کہ بل کرنے لگی
نا تو ان وحشی ہوں مارو آنکھ کو ڈھیلے مجھے
نہیں سکتا اگر نالہ تو گردون کی طرح

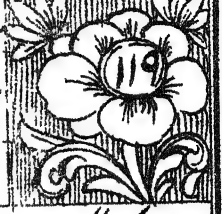
یا الہی بڑ گئی کیسی یہ میرے ستر تلاش
بھوٹا اگر سمجھ تو کر دیکھ سرب ستر تلاش
اتھکل سودا سے ہی ہر میری کپڑے تلاش
مجھے لاغر کر لیے کرتے ہو کیوں بخت تلاش
ای گلو تم کیا کرو گے اس سے بہتر کتر تلاش
غسل میت کے لیے کرتا ہو آب نہ تلاش
خود لگے کرنے وہ آخر سانپ کا منتر تلاش
طفل اشک اب کیوں کر وہی فائدہ تلاش
تو بھی کوشش کرو اس عالم میں بیدل تلاش

تو کرونگا اور میں ہی ایک ہی پیکر تلاش
کرتے ہو کیوں اوسکی اپنے آپسے بار تلاش

اوپر اوپر آپ جوا و ترنا کرینگے اختیار
کعبہ دل میں اگر ڈھونڈو تو پاؤ یا رکو



روئے روتے مر گیا ہر وہ غم شیرین
ہوش کی اسے مومنو کرنا لب کو تلاش



رویت صا و

ٹوکر کیسی حشر سے ہر لا جواب قص
پانی جو گھوٹے کر لیکن سب جواب قص
طاؤس کی طرح سے تو اب کشتاب قص
کرنا نہیں سننے میں کس دن سحاب قص
زہرہ بھی دھندلا کر یہ ہر لا جواب قص
لو کر رہا ہر صوت بسمل کباب قص
یا پھلیاں ہیں کرتی ہیں جو زیر آب قص
کرنے لگے وہ ہاتھ میں لیکر کتاب قص
ہاں باعث فروغ ہوا اپنے حساب قص
کرتے ہیں صبح و شام مہ آفتاب قص
جو مثل جام کرنے لگے آفتاب قص
دیتا ہر شتری کو بھی کچھ بیج و تاب قص
کرتا ہر آسمان ہی تو اسے جتاب قص
دربار حسن میں جو نہیں باریاب قص
دامن کا کام دیتا ہر وقت شباب قص
اسی آئینہ وہی ہر یہ خانہ خراب قص

جسم کر گیا بزم میں وہ آفتاب قص
نکلے جو وہ نہا کے تو گرد اب غم ہو بحر
بہر جائیں اہل دید کے داغ جگر کین
گردش بخائیگی تڑی احوشیم ترکیبی
وہ شمع و ہو بزم میں قصان اگر کسی
جلتا ہو سوز غم سے یہ دل پر ہر مضطرب
دریا چڑھا ہو اشک کا پہرئی ہیں پتلیاں
واعظ جو بھیج رہے دیکھ خلق میں بہر بند
کہا دور ہو جو شعلہ جوا لہ دے صدا
اعظم کی بزم حال کی مجلس ہر صوفیو
ساقی کے دور میں نہیں چال دور کچھ
ایجان اہل بزم بھی بیچیں کچھ نہیں
گہشتی نہیں ہر قص سے شان بلند کچھ
پیوں کا کیوں شاربنا ہو یہ مغیو
کرتا ہر تیز آتش حسن پریشان
حیران ساری بزم کو جسے بنا دیا

پہرتی ہے فکر و ہونڈتی مضمون نو کو ہوش
چکر ہر اس پر سی کو کہ ہی انتخاب رقص

وہ فلک حسن کا میں ماہ بین اخلاص
دل روشن ہو بتو میرا لیکن اخلاص
دامن دل میں ہرے و زمین اخلاص
بہر مدفن مجھے کافی ہر زمین اخلاص

دیر و اسی بت کو کہوں کیوں چہرہ اخلاص
نقش کی طرح سے گہرا سمین بنا لو اپنا
وہ کہیں آئین تو رکھتا ہوں گٹھنیکے لیے
فکر اصلا نہیں پوچھائے کہیں یہ وحشت

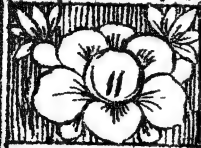
راگناں نقد محبت کو نہ یہ کہوئے گا ہوش
دل کو خالق نے بنایا ہے ایمن اخلاص
رویت الضاد

کون وہ گل ہی نہیں جسکو ہوا عارض
جس لوہ نور الہی ہے ضیا عارض
آتش گل کو جو چاہے تو بجھا عارض
بخدا ہیں یہ تمہارے کہ پر اکا عارض
حکم ہو جائے تو والشمس سنا عارض
خاک میں مہر قیامت کو ملا عارض
نزع میں آکے تو وہ ماہ دکھا عارض
مہر حشر کو بھی سوتے سے جگا عارض
سہر تو آنکھوں نے اشاریے بنا عارض
منقل ہو کے اور ترائی بلا عارض
آئینہ بہر سکر ہو ضیا عارض
تیری ابرو کی ادا اور ادا عارض

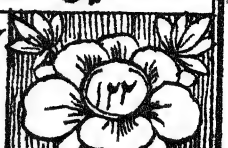
باغبان کچھ نہیں بلبل ہر فداے عارض
کس کا منہ ہو جو کریم و ثناے عارض
بلبل و رنگ چمن کیا ہو ابھی اوس پرے
کس کا ڈر ہو جو دکھاتے نہیں چہرہ اپنا
وعظ و اللیل کا لیسو کہیں دزو جو کہو
گر میو شیر اگر آجائے تو کچھ دور نہیں
ویکھوں مہر قیامت کو اگر دونکی لے
فتنہ حشر ہی بیدار نہ ہو ٹھوکر سے
کون مجھٹیل ہو اعضا میں جو پوچھا اسنے
زلف کی تاب یہ دیتی ہی خبر عالم کو
ہر ضی حسن کی صورت اوسو آجا نظر
میرا اور فہر نے ہوا و ثرائی بیشک

پہرتے پہرتے فلک پر جو پائے عارض
کوئی مصحف نہیں ایسا تو سوائے عارض
ہمیں اوس شوخ نے پیدا کی حنائے عارض

ماہِ خورشید کو جانے کہ ہیں دلِ غم پہلو
حرف معلوم نہوں اور اوسے یاد رکھیں
غازہ ملتے ہیں وہ آنیکا اور نہیں جیلہ ہی



حسن کی بزم کا جلوہ ہو کہ دیوان ہی ہوش
دارے حرفوں کے گلے کہ بناے عارض



اہلِ شراق دیا کرتے تھے سب سے فیض
قطرہ اشک جو پالتے نہیں منصوبے فیض
کچھ بھی پوچھا نہ ہمیں مہم کا فوسے فیض
سمنے پایا نہ کہی زخم کے انکور سے فیض
بخت بد ہو تو نہ قیصر و فقور سے فیض
پونچے مغرور کو اک روز نہ مغرور سے فیض
او کو پوچھا ہی مقرر شب و بجو سے فیض
صوفیو پائیں نہ ہم ساقی مخمور سے فیض
آج تک تو نہیں پوچھا شجرِ طوس سے فیض
سب مل کہاتے ہیں حاصل ہی نہ تو سے فیض

ہجر میں پائیں کیوں ہم رخ پر فوسے فیض
پڑھتے یوں دارِ مرثوہ پر نہ کہی حق تو یہ ہی
دلِ بڑھ گئے سموتے ہی سحر و صل کی شب
ست اوسنے نہ کسی روز کیا اے ساقی
کیا کوئی اونکے زمانے میں نہ تھا جہنم
ماہ کے داغ سپیدی سے سحر کے نہ کریں
کیا بلا ہیں جو ڈراتے ہیں وہ گیسو بڑھ کر
خود ہی جو نشہ میں ڈوبا ہو دمنے کیا بادہ
جنکو حاصل ہو فروغ او نکایہ سایہ جو نہال
مل یہ ہی کہ خدا چاہے تو مودی سے دلا



کیون اد اہم نکرین شکر اسیر خوش منکر
ہوش پوچھا ہی ہمیں تو اوسی مٹھوے فیض
روقیف الطاف



پیدا کر نیگے ہم ہی کسی نازنین سے ربط
رکھنا تھا افریق بجے کیا ہمیں سے ربط
مجھ کو سوال مل ہی او کو نہیں سے ربط

ہر وقت تم رکھو گی جو چین چین سے ربط
ہم تھے خجف بار اوٹھا سکتے گیت ترا
میں اور وہ کہی نہیں ہونیکے ایک دل

گہر سے پہنچے نہ حلقہ غم دل کو کیلے
بہاؤین کو زمین کا نہ دشت میں آج کیوں
یہ سپید بال وہ شیریں بہن جوان
موتے کم نظر نہیں آنے کا عمر بہر
صورت اگر الم کی نہیں ہم عجب نہیں
ہر دم جو مردہ زندگی سے کرتے ہے ادا
آب حیات ہی عرق زلف سے سم تن
سوز جگر کی کیا پیش دل کو خوش
ہم قمر ص آفتاب قمر لیکے کیا کرین
گشتا نہیں عدد کا کہی ربط یا ر سے
لیکا غم و سراق اگر جان شاعر و

انگشتری کو کیوں نہ ہو پیدائیں سے ربط
رکھنا پڑ گیا کل چین و گز زمین سے ربط
پہر عیب کیا لین کا جو ہوا لکین سے ربط
سنتے ہیں یہ کہ اوسکا ہی خطا چین سے ربط
مدت ہوئی کہ ہو دل اندھ کین سے ربط
کیونکر نہ ہم بڑا مین دم و داسین سے ربط
سودا نہیں ہر جو رکین شگفتن سے ربط
دامان پیر میں کو نہواستین سے ربط
سائل ہیں اسکے در کے ہر خانین سے ربط
لایا ہی ایسا مہوئہ کی ظالم کین سے ربط
جا کر دم بڑا مینگے شیخ حنین سے ربط

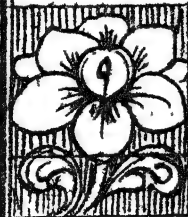
ہن مشت استخوان نہیں کچھ پاس پڑ ہوش

رکھیں نہ کیوں سب در سلطان دین سے ربط

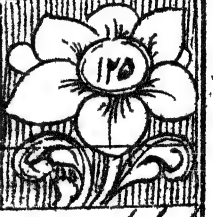
دیکھے گاہ قمر سے جب وہ نگار خط
کہتا ہو کیا کہ پہنچ تو اب تین چار خط
تحریر میری پہنچ رنگین میں جب وہ لکین
شہرت ہوئی کہ خط نکل آیا رہا نہ حسن
کیون اور دیکھتے ہی کدروہ ہو گئے
میں کس جو امین نہ کہ جو ہوتی نہیں خبر
روؤن جو خون میں دم تحریر بلبلو
لکین جو اب نامہ میں جب نہ ہی جواب

داسن ہوں چاک حرفوں کی ہوا غدار خط
ایمان میں لکھ چکا ہوں او نہیں بشمار خط
دکھلا ہے پھر تو اور ہی تارہ بہار خط
سنبل تھا بلع حسن کا یا ہشتمار خط
کیا نامہ برکت صورت خط غبار خط
لکھتا ہے گلون کو کوئی گو ہزار خط
ہو جاے پھر تو غیرت ابر بہار خط
پہننے سیہ لباس بنے سو گوار خط

<p>شاید لکھا جو اسے سیاہی زلف سے لکھنے کو قوت دیاں جو گیسو کا آگیا ترطاس شک تخته گلشن ہو پھول کر وہ شعلہ روجو ہینک دھڑکی نامہ بر تار نفس کی ڈاک کما تنک لگی رہے ہوں بنجی من صورت ہجرہ فراق میں</p>	<p>قاصد بلا سبب نہیں مشکبار خط قاصد اسی سبب سے ہوا مشکبار خط اسی بلبلو جو ہاتھ میں لے لکھذا ر خط سیلاب کی صفت ہو نہ لیوں مقیرار خط کب آئے دیکھیں مے پر دروگار خط کافی ہی بعد مرنیکے بہ مزار خط</p>
---	---

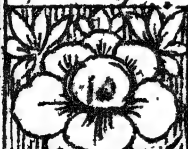


دین یا نہ دین جواب او نہیں اختیار ہے
 اے ہوش بھیجے جا تو نگار بار بار خط

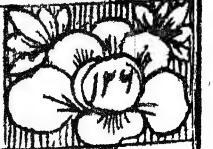


روایت الخطا

<p>کچھ نکر ذکر بتان دل سے مٹائے وعظ لگیا ہوتے آتے ہی عرق رندوں کو بت سینکے جو نہ اسکی تو کیگا حق سے آفتاب لہل خرابات طلب کرتے ہیں بد ہو یا نیک کوئی سبکا وہی مالک ہر تھے ہیں جام می عشق خدا واحمد خالی باتیں تو سمجھتے نہیں ہم بات ہی تب آفتاب موج پر آئیگا تو ہو گا تارا</p>	<p>اتنی توفیق اگر تجھ کو حداثے وعظ انکو تو مصحف باری کی ہوا ہے وعظ یہ تو ملن ہی نہیں انکو بہلائے وعظ او کو تو سورہ والشمس سنائے وعظ شک ہو تو اور خدا تو ہی بتائے وعظ بے تردد تو ہمیں ہزم میں جائے وعظ کیسے چکر بند کا نقشہ جو دکھائے وعظ حرمت مرنے کے بیان کو تو چھڑائے وعظ</p>
--	--



ذکر حورون کا سنا کوہیں خوش کرتا ہی
 جانے کہنے میں چلین ہوش تو کیا ہے وعظ



<p>وصلت کو بعد اور بھی جو ہو سوا لحاظ کیا ہی نظر کریں جو وہ آنکھیں مں لحاظ</p>	<p>ایسا ہے جہان میں کیسے کو خدا لحاظ انسان جو ہیں کرتے ہیں انسان کا لحاظ</p>
---	---

دیکھا جو حسن نے کردہ کو دین گے آبرو
 طوطے کی طرح پیر کے آنکھیں لڑیگا یہ
 کہہ دن جو سوز ہجر سے تو خاک ہوا بھی
 میں سخت رز کو چوم رہا تھا کہ آئے شیخ
 روکی ہی خون چائے میں تیغ یاریوں
 قاتل سے ارتباط اگر ہو تو کیا مفید
 جانب کی عرش سقف فلک توڑ کر یہ آہ
 چاہے جو رو و زلف تو دن ہوندا
 دو دن میں اور ہو گئے جا کر عدو کو گھر
 کہتی ہو آہ کیسے تو دن کی کروغین ات
 دو ہون جدا تو ایک ہمیں وصل نصیب
 ناز واد او غمزہ و عشوہ بلا تے ہیں

تو بہر حفظ ساتھ ادا کے کیا لحاظ
 کرنے کا کب ہو طائر رنگ عیاں
 کرتا ہوں میں تو حضرت و لکڑا لکھا
 دل میں وہیں او تار لی کرنا پڑا لحاظ
 کرتی نہیں ہو جیسے کسی کا قضا لحاظ
 ایدل کر دیکھی کچھ بھی نہ تیغ ادا لحاظ
 کرنیکی آسمان کے نہیں پیر کا لحاظ
 بند و نکا پر خدا کے ہو صبح و مسالحا
 وہ شرم آنکھ میں وہ باقی رہا لحاظ
 دم میں ہو میں اورادوں یہ کیا بلا لحاظ
 ہو مانع وصال مقرر حیا لحاظ
 ایدل بجا کہ پیر سے گات تیغ جفا لحاظ

پیسے فلک جو نقطہ دل کو تو کیا بعید

دائے کا ہوش کرتی ہو کب سیا لحاظ

رویت العین

کرتی ہی سوز و رونی کو عیان کیا کیا نہ شمع
 کس توقع پر پڑا رہتا ہے جس لکڑی پر پا
 سلسلہ اشکوں کا کیوں ہوتا اسے زنجیر پا
 ادسکا ہی پروانہ کب ہوتا نہیں ہر سر قلم
 ہوتی ہی ماتم کردہ او شمع سے تیر و کب نہ بزم
 ای کلیم اللہ اوس انگشت و مینی کی طرح

صورت پروانہ ہو جائے کہیں رسوا نہ شمع
 بزم عالم میں کچھ لے پروانہ ہی عینی نہ شمع
 سر میں رکھتی زلف مشکین کا اگر سودا نہ شمع
 خون ناحق کر نیکا پاتی ہو کب شرانہ شمع
 ہجر میں کب لگے کرتی ہو روانہ یا نہ شمع
 حق تو یہ ہر دہر میں پایا پر بیضا نہ شمع

<p>مات بہر ہیلکے دامن تکتی ہو محفل کا منہ جلوہ رخ پر تے کرتا وہ جان اپنی فدا مینی و رخسار جانان پر جو پڑ جائے نظر جب لب معر نما سے گل کرے وہ ہونک کر روتی ہو چپ پڑ گئی ہو کیلے کیا بات ہو خانہ دلکو جلاتے کب نہیں ہیں شعلہ رو</p>	<p>مثل پروانے کو عالم میں ہو بے پروا نہ شمع شعلہ رو پروانے کو دیتی اگر دھوکا شمع پہر تو محفل کو دکھائے منہ کبھی اپنا نہ شمع آتش گل کا اڈرائے پہر تو کیوں جان نہ شمع عشق کا پروانے کرتی ہو کیوں چپا نہ شمع بہر پروانہ ہو کب آتش کا پر کا لالہ شمع</p>
---	--

<p>۱۲۸</p>	<p>صاف دل جو ہیں رہا کرتے ہیں وہ بیباک مہوش دیکھو محفل میں کرتی ہے کبھی پروا نہ شمع</p>	<p>۱۲۹</p>
<p>رویف الکاف</p>		

<p>دور سے دیکھتے ہیں ہم تری صورت کب تک تو کر یکی تن خالی کی رفاقت کب تک تیری احو سنبل ترائیگی شامت کب تک چوڑ تاپہ نہ ہو دامن دولت کب تک دخت رز کی رہیگی معظوظ حرت کب تک دیکھیں اس شعلے کی رہتی ہر شرارت کب تک</p>	<p>دیکھتے آئینہ سان رہتی ہو حسرت کب تک صحت باریں میں چل ہو ہی بہتر اسی روح کب تک کہا یگا پس غسل وہ گل بالون کو تکویں کیا رہا اس حسن دروزہ پہ گھٹڑ توڑ کر شیشہ کو بے پردہ کرو گے اکٹ ن جب اثر آہ کا دیکھا تو وہ بولے ہنسکر</p>
---	---

<p>۱۳۰</p>	<p>چوڑیے عشق بیتان موسم پیری آیا ہوش میں آؤ ذرا ہوش یہ غفلت کب تک</p>	<p>۱۳۱</p>
<p>رویف المیم</p>		

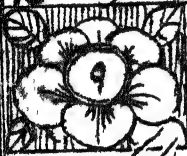
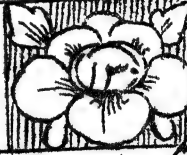
<p>یہ آئینہ بنا کینگے اب بے مثال ہم رکتے ہیں اس دہشت عین الکمال ہم ہم رہے ضعف سے ہیں تری احو ہلال ہم</p>	<p>دل میں کرینگے نقش ترا خط و قال ہم تیری سی آنکھ پاتے نہیں قال قال ہم لا غیر ہیں کراؤ ہستی ہیں عالم کی اذگیان</p>
--	--

پہر تہ رہی تھیں صورت ساغر بہرے ہوئے
 پیسے جو ہلو گردش چشم بتان کا وہ بیان
 سچ ہو مثل فقیہ کی صورت سوال ہی
 کرتا جو خضر خط کا تصور ذرا مسدود
 جی چاہے جس قدر ہدف تیر ظلم کرے
 جام شراب اوستے دیا ہے جو غیر کو
 الفت پھر تک رہی ہو ملک اوس لہج کی
 بنجائیں کیون نہ تیغ ستم کے لیے سپر
 ظلمت ستائیں شب پھر انکی جب ہمیں
 کیون دانت پستا ہی خوشگاہیں سو کھر

جیتک نہ یار پائینگے جام وصال ہم
 پہر کیون بنیں نہ سرمہ چشم خیال ہم
 پہر کیون کریں وصال کا تجھے سوال ہم
 ہو تو مثال سبزہ نہ یون پامال ہم
 اے آسمان ہیں تودہ گرد ملال ہم
 ہیں غرق قلم عرق انفصال ہم
 دیکھینگے زخم دل کا نہ اب اندمال ہم
 گر مٹی ہوئی جو دیکھیں تری حال ہم
 روشن کرینگے یار کی شمع خیال ہم
 لکچرخ پیراب ہی ہیں تیرے خلال ہم

ای ہوش بعد مشق یہ ثابت ہو زمین

رکھے نہیں ہیں ایک ہی فن میں کمال ہم



اگر کی الفت نہ مجھے وہ بہت خود کام کم
 مریم دے جگر تفتیر قاصد ہو گئی
 بڑھ نچلے اوسکی بدنامی کا قصہ ڈر ہی یہ
 بخت مغرور کو نہیں باد حوادث سے ضرر
 سبکو حیرت ہو کہ اس غنچہ سی لاکھوں گل گھلے
 دہیان ہو انکی مکر کا ہر گھڑی پیش نظر
 دل پکارا جب چلا باہر خیال چشم یار
 نام روشن جب کا دنیا میں ہو وہ فیض ہی

سورہ احصا ص پر ہر گھڑی بادام دم
 ہو گیا کا فور سکر وصل کا پیغام غم
 دیکھتا ہوں اس سبب اوسکو میں کام کم
 صدمہ صرصر ہی ہو جاتی ہو شاخ خام خم
 واکرے باتون کی خاطر جب بت کلفام غم
 ہو رہی ہیں اندون وقف ہزار اوہام ہم
 دیکھلو کعبہ ہی کو تا ہی غزال سام ہم
 چشمہ خورشید میں دیکھنا نہ بہر نام ہم

خار غم ہر گل کے دھیں گس دس کھٹکے ہوش

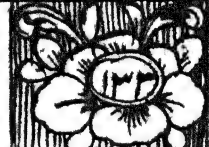
<p>۱۳۱</p> <p>بارغ سے جسم دم کرے وہ مایہ آرام رم</p> <p>چھینکے حشر کے دن دولت دیدار کو ہم</p> <p>آزار ہیں تار نظر بنکے نکلیا بینکے</p> <p>خواب میں دیکھ لیا رات آواب ہی چشم</p> <p>دشت میں آبلہ پاسے نہیں خون جان</p> <p>اس فلک کستی تھی یا سر پہ ہمیشہ وستار</p> <p>ہر تصو جو تھے چاند سے رخسار وں کا</p>	<p>۱۳۲</p> <p>کھتے ہیں مہر قیامت تھے خسار کو ہم</p> <p>در سمجھتے ہیں ترے روزن یوار کو ہم</p> <p>عمر ہر دینکے دعا طالع بیدار کو ہم</p> <p>خلعت سرخ پہنتے ہیں ہر اک خار کو ہم</p> <p>یا جنوں میں ہو محتاج اب اک تار کو ہم</p> <p>کھتے ہیں اس شب ماہ شب تار کو ہم</p>
--	--

<p>۲۱</p> <p>ویکنا ایک دن اے ہوش کراں فنی سے</p> <p>کرہ آب کرینکے کرہ نار کو ہم</p>	<p>۱۳۲</p> <p>ر د ی ف ت النون</p>
---	-----------------------------------

<p>کیوں نہو موج صفائے نچیر پائے مار میں</p> <p>ہو نہمان لاشہ حجاب بیدہ بیدار میں</p> <p>نقطہ موہوم دل ٹھہرا فراق دیار میں</p> <p>سرمد دیکھا کسے چشم زنگس ہمار میں</p> <p>نرم کب ہوتا ہوا آہن آتش گلزار میں</p> <p>بیت جو بھنے لکھی صفت قد و قداریں میں</p> <p>جب وڑا دامن قبائے یار کارنار میں</p> <p>نخل ماتم سبز ہوتا ہوا اسی گلزار میں</p> <p>نازگی کی بونہ ہو کیونکر کے شعاریں میں</p> <p>کون بڑوتا ہوا آنکھیں وزن یوار میں</p> <p>تہا پڑا کافور کیا اس مرہم نونگار میں</p>	<p>عکس کا کل جب پڑی آئینہ رخسار میں</p> <p>جان دی مجھ نہ ناتوان و حشر شیدار میں</p> <p>خط محور کا ہوا انداز جسم زار میں</p> <p>خاک ہی ہو کر میں یونچوں کیا گاہ یار میں</p> <p>سرور ہم آئے کیونکر دیکھ کر وہ دل غار میں</p> <p>فلک قدرت سے تھے دیوان محشر میں رقم</p> <p>پہر تو سارا عالم بالائے بالا ہوا</p> <p>نغمہ نہو ہرگز کہی جیتک دل ہوا افسار</p> <p>اک نئے کلر کی الفت روز ہوتی ہو مجھ</p> <p>رخسہ جیت کی حیا میں دیکھیں پہر ہم کیون</p> <p>سبزہ خط دیکھ کر ٹھنڈی ہوئی زخمی انگ</p>
---	--

نقطہ مول زلف کی جانب کچا جاتا ہو کر
چاک اپنے پردہ دل کا کیون ہوا آشکار
نا تو ان یہ ہوں کہ دیکھا جب بھی اس نے مجھے
غش کے بدلے کیون نہ مرنے دیکھ کر میں خط سبز
کاش بعد مرگ بھی دیدار جاناں ہو حصول
میرے عاشک گرم کا ہو کر میوں پر ذکر جب
نطق کی طاقت ہو بد باطن میں رنگین نہیں
باغ میں اگر ہٹا لے جب وہ چہرے سے نقاب
زلف پر خم یاد آئی جب تم تو صیف ترخ

پھنس گیا ہی کیا یہ انہ دام زلفیہ
رکھیں وزن غیر کے خاطر وہ جلیے ارم
میں او بھکر رہ گیا اکثر نگہ کے تار میں
پر گیا ہوتا ہر جام شربت دیدار
خاک کا سرمہ ہو چشمہ وزن نیو ارم میں
آئین تجالے نظر سب کو لب ظہار میں
ہو تکلم کی کسان قوت بان غار میں
منہ چھپائے شرم سے گل دامن گزاریہ
خط سنبل کی ہوئی شرکت خط گلزار



خلد میں جوین نیکون ای ہوش لین میری قدم
جان دی ہو میرے عشق احمد مختار میں



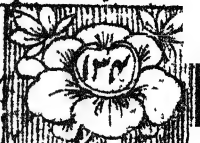
پیش نظر ہی زلف دیرخ یار رات دن
کیسو بھی اس کے دوہیں رخسار بھی ہیں و
جسد نے تم چپے ہو ہماری نگاہ سے
تل چشم یار کا جو نہیں مرکز مراد
تحریر یک یاد کیسو و رخسار ان سے ہے
لچک سفید چوٹی سے کہلتا نہیں کہی لکھ
دستار اجتماع شب و روز کچھ نہیں
عاشق ہوئے ہیں جیسے جھپکتی نہیں پلک
کچھ عیب کو جو گردی محبوب میں نہیں
اک در رنگ ہو گا سفید و سیاہ میں

ایسا آسمان نہیں بہیں درکار رات دن
عالم میں وقفہ ہیں یہاں چار رات دن
اوسد نے ہو گیا ہمیں اسے یار رات دن
گردش میں کیون ہیں صورت پر کار رات دن
پیدا نہیں نہ مانے میں بیکار رات دن
رہتا ہی کینچلی ہی میں یہ مار رات دن
ہی پاس رخ کے طرہ طرار رات دن
ہم بخود ہی میں ہتے ہیں ہشیار رات دن
دیکھو کہ ماہ و مہر میں سیار رات دن
تکلیگی یوں جو آتش بدبار رات دن

کھلتا ہوا کے دہریں احوال نیکے بد زائد زر عمل کو مین معیار رات دن



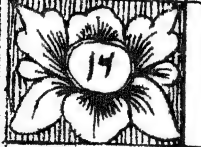
اے ہوش ہوشیار ہو ذکر خدا کرو



کیون لطف و سرخ مین کوئے ہو بیکار رات دن

بیر بیان پندیں کیجئے آراہم مین پاؤں
کسکے اسی پر میغان کے لگے جام مین پاؤں
اک حلب مین ہو اگر پاؤں اک شہا مین پاؤں
ٹوٹے قاصد کے عبت نامہ و پیریا مین پاؤں
عاقبت رہ گئے تھک کر ہوس جام مین پاؤں
ابھی اس مرغ کوستے ہیں اسی ام مین پاؤں
کوئی پاتے ہیں سکون گردش ایام مین پاؤں
بنکے دیندار رکھا دیدہ ہنس مین پاؤں
رکتے بیفائدہ کیون کوچہ ابام مین پاؤں
مترہ پر دشت کو مصروف ہو کام مین پاؤں

ادبہ نہیں سکتے سر زلف سیفام مین پاؤں
دور کرنا ہوشیاری میں محفل مین مدام
ہو ہوس میں رخ و گیسو کے نگاروا لیسہ
دور سفر رفت ہوا ہاتھ نہ آیا ہر سات
دور ہو پانی پی سہی کی وہ نہو پختہ مزاج
کوئی ایسا نہیں مضمون جو بندش مین نہ آ
یار کچھ ہرے ہی کو مگر مین چکر نہ رہے
غم عصیان نے کھٹایا تو ہوئے تھل نظر
بکھری ہوئی جو کمر و صفت کیا کرتے ہم
یونچا پر ہاتھ کریاں تک ای فرط جنون



چھوٹے ذکر بتان ہوش مین ابائیے ہوش



یا دحق کیجیے رکھیے رہ اسلام مین پاؤں

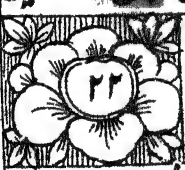
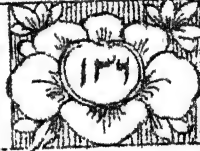
رو برو میٹھا رہے وہ دلبر بارسات مین
میرے رونے کا سننے جب ماجرا بارسات مین
آشنا جو تھا بنانا آشنا بارسات مین
شعر و نغمے کو سہ رخ دے دیا بارسات مین
راگ لائے جب کبھی وہ بے وفا بارسات مین
محو ہو تو جام محو لاسا قیما بارسات مین

ہاتھ اٹھا کر مانگتا ہوں یہ دبار سات مین
پانی پانی ہو کے ہوا باران ہوا بارسات مین
دوب جاؤں کیون نہ سل شک کو طوفان مین
آج روشن ہو گیا اپنا چراغ آرزو
طلح مائتم کی صدا کیون نہ ہوا آواز رعد
ہوئی کم ظرفی تری ثابت جو کچھ بھی دیر کی

تو ہی جو کالیک لے لے باد نفس تیار ہو
ساتیا زاہد سے کہد وخت رز کر لے قبول
یوں تو ہی ہر فصل میں تیری جدائی ناگوار
شوق سے آوقت گریہ خیال ہر دن و شب
یوں شرارے اوڑھتے ہیں نے میں آہ گرم کے
گریہ عاشق سے ہو کیونکر وہ اخلاص صاف
آسمان پر بنگیا اوڑھ کر شفق ای کلعدار
عین گریہ میں نہ آہ سرد کیونکر لطف دے
برق پر بجلی گری ہر ایک کو ثابت ہوا

جھوننے کی اوس پری کو ہی ہوا برسات میں
قلقل مینا یہ دیتی ہے صد ابرسات میں
پر غضب ہوا ہی صنم ہونا جب ابرسات میں
انکھ کے ڈوسے ہو جو لا پڑا برسات
جیسے جگنو اوڑھتے ہیں عہدہ لقا برسات میں
بند ہو جاتا ہے اکثر رستہ برسات میں
رنگ لایا طائر رنگ حنہ برسات میں
خوب تھی ہر مڑا ٹھنڈی ہوا برسات میں
کھل کھلا کر جب کبھی ہنسنے لگتی برسات میں

ہوش کیا سر سبزی گلزار خوش آئے ہمیں
اور ہو جاتا ہوں زخم دل ہر ابرسات میں



اپنے حساب دید کے قابل چین نہیں
دیوانے کس جگہ تھے ای کلبدن نہیں
کچھ خامشی یا زمین جانے سخن نہیں
تم آئے کیا چین میں کہ مہتاب چٹ لگی
وامان زخم سے تو ہی لاشہ پہنچا ہوا
مردہ ہوا ہوں بحر میں اس شمع کے مین
پلچ اذنگیوں کو یار کی ایما ہوں جانتا
ڈوبا ہوا ہی چاہ میں اک برہمن بچہ
قدرت خدا کی انکو خدا کی میں ہی کلام
ہر صاف مثل مرکز کا فکس مگر

رخسار کوئی گل کوئی غنچہ دہن نہیں
پھولوں کے کس چین میں پچھے پیر نہیں
یہ بات ہی کھلی کہ وجود دہن نہیں
ہی چاندنی کا کسیت فضلے چین نہیں
کیا غم جو بعد مرگ میسر کفن نہیں
روشن چرخ گور ہو دل غبدن نہیں
مردود ہے جو معتقد پہنچتن نہیں
امیوت تریہ خال سیاہ ذقن نہیں
اسپر کہ ان بتوں کا نشان نہیں نہیں
نقطہ نہیں کے نون کا ہی وہ دہن نہیں

زبان ہے کوئی انکار کی بھی حد
کوٹاتے ہیں خود آکے جو عشاق اپنے سر
آیا جو یار رنگ چمن ہو گسا سفید
پایا ہو طرفہ اوس لبعلین رنگ رنگ
نازان عبت ہی اشرفی مہر پر فلک
کیون ہکو زندگی میں نہ خواہش عدم
دل ٹکڑے کیون نہ جو پہنتے تھے برنیان
یہ ناتوان ہوں میں کہ وہ کتنی ہیں دیکھ کر
کافی دہان زخم ہے فریاد کے لیے
دیکھا ہو چشم غور سے بازار دہر کو
ہو لون نہ اوس صنم کو قیامت میں اس لیے

اب کچھ نہیں سے بھی اسی جا امن نہیں
چھوٹکی ہوئی چہری ہو تباہا لپٹن نہیں
اب کچھ چمن میں غیب کی امن نہیں
سنگ جس کے آگے عفتیق میں نہیں
بازار حسن یار میں اسکا چلن نہیں
وہ کون ہو بشر جسے حب وطن نہیں
دو گرا و نہیں گزری کا میسر کفن نہیں
ابنی نگہ کا تار ہو سکا بدن نہیں
گو بعد قتل بات کے قابل ہیں نہیں
یوسف کا کچھ نشان بجز پیر میں نہیں
دی ہو گرہ کسی ہوئی بن کفن نہیں

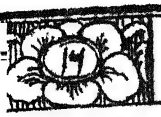
سب مدح خوان ہیں ہوش ترے حاسدین

بیٹھے ہیں یوں خموش کہ گویا دہن نہیں

جو رک گیا کیا ترے دربان سے ہم دیکھتے ہیں
ظلم جو دیکھتے ہیں کان سے ہم دیکھتے ہیں
نور تارے کا ترے کان سے ہم دیکھتے ہیں
اسکے منہ کو کٹر حیران سے ہم دیکھتے ہیں
آئینہ وصل میں اوس ان سے ہم دیکھتے ہیں
قتل گہ میں تجھے سامان سے ہم دیکھتے ہیں
تنج کیے جسے اوس آن سے ہم دیکھتے ہیں

جہاں کرب سی عنوان سے ہم دیکھتے ہیں
کان ہونے نہ اگر غیر کی وہ کیون سُنتا
ہو دگر گوش سدا کہ شب وصل میں یار
ہکو دیتا ہو جو وہ آئینہ روصاف جواب
صاف ایسی ہو کہ آتی ہو نظر صورت ہجر
ہنسکے کہنے لگے وہ دیکھکے فوج اشکون کی
قتل کرنے کو ترے ایک نظر کافی ہے

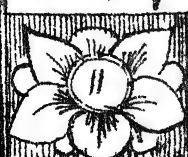
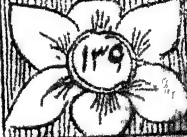
ہوش ہر جا کل مضمون ہیں شگفتہ آہیں



سیرت حسن سے دیوان سہم دیکھتے ہیں

سہا جو رہنے میں نہ میان اسکے چہرے کا برسوں
 بند ہی رہی جو ہماری وہاں ہوا برسوں
 سہم یہ ضبط الم جو پس منت برسوں
 وہ نہ تو ان کو نہ دلی نظر حب و سبت نے
 غور و حسن مٹایا ہر سبزہ مخط نے
 قمر نکلتا ہو سقفت فلک پہ ہر مہ میں
 جو پاؤں ضعف نے توڑے تو یہ ہوا چالاک
 کہی تو ہر کو ملیں گے جو ایک شہر میں ہیں
 مزانہ دیکھا کہی اپنے دل کو داغ کہن
 چپائے کیوں نہ مجھے سر زمین کا پردہ
 وہ ہاتھ آج لگاتے نہیں جنازے کو
 کہی تو چشم غایت ادھر ہی اسی شہر حسن
 عجب نہیں جو ہوں چشم پر آب نقش قدم
 ہیں ایک ہم کہ نظر کی ادھر نہ اسنے کہی
 ہوا یہ شوخ کہ آنکھیں وہ اب ملتا ہے

تو طفل اشک نے شہر سحر پیا برسوں
 چراغ عیش بقیوں کا گل رہا برسوں
 نہ سے مزار کا گنبد ہی پہ صدا برسوں
 تو یہ دبا کہ ذرا بھی نہ مل سکا برسوں
 رہے یہ کیت آئی ہر اہجر برسوں
 تو بام پر نہیں آتا جو مہ لفت برسوں
 کہ آگے پیک صبا سے قدم پڑا برسوں
 رہیں گے یوں وہ کہانہ تک حد ابد برسوں
 اثر ہو خاک جو کہی رہے وہاں برسوں
 جب اسکو وصل کی مانع ہے جبار برسوں
 رہے جو دست و بغل سے آشتا برسوں
 امید وار کہاں تک رہے گدا برسوں
 پہرا جو نجد میں مجنون پیادہ پارسوں
 ہو ایک آئینہ لوہا کیا مزا برسوں
 جو آئینہ سے بھی کرتا رہا حیا برسوں



ہوا ہو تب وہ دل آرام ہر بان ہمیں
 جو ہوش کرتے رہے ہیں خدا خدا برسوں

کون مژگان سے دلفگار نہیں
 سارا عالم نداسے کیسو ہے
 میں کدوہ کیا لکھوں نامہ

پسنان کس جگر کے پار نہیں
 ایک دین ہی خطا شعار نہیں
 محب کو مشق خط بغیر نہیں

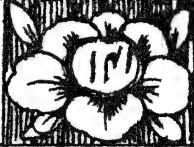
<p>مثل سیلاب کے قرا رہیں جو کسی بت کا انتظار نہیں چین و تبت نہیں تار نہیں کچھ مجھے حاجت گزار نہیں کیجیے یوں نہ بار بار نہیں لے فلک میرا جسم زار نہیں آئینہ آج پیش یار نہیں</p>	<p>اج سینوں کی چاہ میں دم بہر آنکھیں تپا گئیں میں کیوں مری کوچہ زلفت کیوں ہلکا ہو غم خیال دہن میں ہوں پر مرگ کسین اثبات کا ننو ہو کاٹو رشتہ زلفت کمر پہ ہے کیا پسند آئی میری صاف لی</p>
--	---

<p>کام کرنا ہو جو وہ کر لو ہوش زندگانی کا اعتبار نہیں</p>	<p>۱۴۰</p>
---	------------

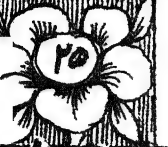
<p>بند اس باب میں ہم باب سخن دیکھتے ہیں شام غربت میں تیرا صبح وطن دیکھتے ہیں جامہ تن میں یہ انداز کفن دیکھتے ہیں ہم کبھی لعل کبھی دُرِ عدل دیکھتے ہیں کیلئے خواب میں ہم چاہ و فن دیکھتے ہیں اپنے پہلو میں ہمیشہ یہ دولہن دیکھتے ہیں گل میں اس گل کا جو انداز بدن دیکھتے ہیں پردہ چشم کو داماں چمن دیکھتے ہیں نشہ جرات رسم کو ہرن دیکھتے ہیں کیوں میں شر کی ہم رشک خلق دیکھتے ہیں جز زبان شمع کا کب لوگ دہن دیکھتے ہیں سرخ لب جو ہم اوسیم بدن دیکھتے ہیں</p>	<p>چپ لیغون کو دم وصف ہن دیکھتے ہیں ہم زمانے میں خوشی بے محن دیکھتے ہیں پہلے مرتبہ میں مرنے سے تمہارے عاشق چشم دل رہتی رہو سے لب دندان صنم بخت کو جو نہیں منظور کنوین جھکوا تا پردہ دلین تیرا ہنسی ہو اوس شوخ کی شکل ہم اوٹھالیتے ہیں آنکھوں سے دم گل بازی جیسے رہتا ہو خیال گل رخسار ہمیں وہ تری آنکھ ہو حلاوت کہ جسکے آگے زلفت مشکین کے مضامین کا نہیں ہو جواثر کیا ہو ابیدار پردہ زبان ہو جو دراز لکھتے ہیں آتش یا قوت کی پہیتی او سپر</p>
---	---

جیسے ہر شہرہ دل تابع زلف ساقی
پاؤں کہتے نہیں عاشق کا سمجھ کر تنہا

ہم بندھی گردن مینا میں سن دیکھتے ہو
فرش بر جب ہڑسی کوئی ٹسکن دیکھتے ہو



بہ کمرہ بریلی کی سکونت سے نہیں کام مگر
ہوش ہم دوستی اہل وطن دیکھتے ہیں

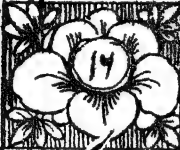


اوی فلک سار حسین مجھ میں کی کم نہیں
تیری عیرانی میں کس دم تیغ کا عالم نہیں
غم نہیں ماتم میں جو چشم فلک پر غم نہیں
جائے حیرت کچھ نہیں جو سرور اس تک تم ہو نور
نظر اے اشک کی کیا آبرو ہو پیش یار
کیون بسینا پوچھتے ہو ای گل باغ جمال
پیار سے اونکے مری جانب ہیں جب منو ہاتھ
خون کا میسرے عبت پیاسا ہو قاتل ہمدو
آفتاب داغ کی گرمی سے کیونکر خشک ہو
کچھ نہ دودا املے گردون کو پونہ یا اگر زند
چارہ جوئی کی ہیں کلفت سی ربی نگین اج
جنگو دم دینے کو اسنے بنائی ہی یہ وضع
خون میں کیون بگینا ہوئے نہ ہر دم تر تر
درد کیون پہلو میں دھتا ہوتا ہے اوشتمہ ہی ہار
جو ہیں دش طبع کیا تر دامن سے اونکو کام
دونوز لیسین دیکھ کر ہو یہ پریشانی مجھے
ریچ کھسوت بنائے کس لیے آتے ہو تم

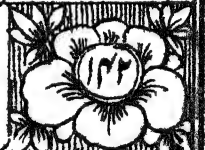
کون اختر ہو بیان جویر اعظم نہیں
مردم چشم تماشا یار کب بیدم نہیں
بیکسو نکے رونے کو کیا چادر شبنم نہیں
آئینے دنیا میں ہوتے کیا قدا دم نہیں
لائق تشریف جہا نہیں گو شہر شبنم نہ
کیا رخ گل پر چین میں قطرہ شبنم نہ
کیا سکون ہو شکل لائے نفی ہو وہ کم نہ
میں ہ آدم ہوں کہ مجھ میں نام کو ہی نہیں
اشک میری آنکھ کا کچھ قطرہ شبنم نہیں
یہ عجب کالا ہے حسین نام کو بھی تم نہیں
زخم گل کو باغبان کچھ حاجت تم نہیں
ورنہ تیری تیغ کچھ بہر تو اضع خم نہیں
پنجبہ مزرگان قاتل پنجبہ مرم نہیں
ملک ہستی میں اگر تو ادروہ تو ام نہیں
شمع کے گلپر نسیاں قطرہ شبنم نہیں
ایک جادو لام میں پھر کیلے دم نہیں
میری آغوش قننا حلقہ ماتم نہیں

ای فلک کدن گل خورشید پر شبنم نہیں
دیدہ پر خم جوا پنا چشمہ زمرم نہیں
صلہ کے قابل کہی یہ دفتر عالم نہیں
اس میں پر تو نہیں اسی آسمان یا نہیں
مفتحوں کیا طو کرے وہ ال پر خم نہیں
اور کیا میں جب اکا گہری بیام نہیں
آتش گلشن کو روغن کب بھلا نہیں

ہن جو روشن دل و نہیں کیا کام آب سرم
کیون گنہ گار جاہن اشک است ولا
و کہیں کیا اہل بصیرت چشم زنجبیل سے
جو یہی عجب کو کدورت ہم سے ہو تو ایک دن
غیر سے جھیلانیں جاتا ہوا ک ہفتہ بھی
پوشش کعبہ ہو مظهر غمکہ میں ہر کے
ہو پسینے سے نیکو نگر شعلہ رخ کو فروغ



کرنی ہیں میری خطائیں آدمیت کا ثبوت
ہو خطا سے جو بری ای ہوش وہ آدم نہیں



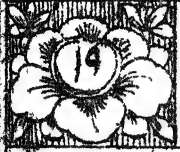
بیکسی بہر کفن دامن محرم نہیں
مہر محشر سے تر نقش کف پر کم نہیں
یا سمن سے بلع عالم میں ہزار کم نہیں
حسن میں جو روپری سے جو سیام کم نہیں
آبلہ کے چہر نیکو کچھ یہ کانٹا کم نہیں
پردہ چشم حیا سے کچھ یہ پردا کم نہیں
ٹھیک ہو اسی رشک عیسی کچھ یہاں کم نہیں
پتلیوں کے ناچ سے کچھ یہ تاشا کم نہیں
بہر تکیں سایہ نخل ثمن کم نہیں
اک ذرا اوس سے تم سے کوچے کا ذرا کم نہیں
خال نخسے تل برابر بھی سوید کم نہیں
وجد یہ ہو آج تک جو شور دریا کم نہیں

عسل میت کے لیے کچھ آب دریا کم نہیں
عالم بالا سے ظل و تدبالا کم نہیں
آبرجے آبلہ کیا ریزش خون سے گٹھے
کیون و عالم میں کیا اول جن حسینو کو کہیں
نہار اپنا تن ہوا اب ویکہ لینے چرخ کو
کیون نہیں جیتے حجاب دیدہ و لیں جسے
تو نقاب رخ کا پر تو داغ دان و دالہ سے
پھتے ہیں مردم تے کو چہیں کبھی اسی طفل شوخ
داغ و رفت کی تپش سے کیون ہو ایدل و قہر
آسمان پر ہو عجب خورشید روشن کا داغ
ہو مقام اوسکا اگر مصحف تو کعبہ اوسکی جا
و ہو گیا تہا کے وہ کان راحت منہ کبھی

ہجر میں کون جامہ تن آتشیں اپنا نہو
ایکھون منت کش قاتل ہوں ہم کسوا
کیون غذا خط کو بجانے یہ غزال حشیم شوخ

نار و نرغ سے تپ غم کا حرار کم نہیں
نشر مژگان سے کچھ یہ خار صحرای کم نہیں
سبزہ باغ جہان سے کچھ یہ چار کم نہیں

کو برجوا ہی ہوش ہے چشمِ عدو تو کیا ہے غم
روئے مضمون دیکھنے کو چشمِ بینا کم نہیں

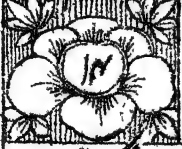


یوں خاص تجھ کو پاتے ہیں نبوہ عام میں
سایہ نہیں ہو اگر وسائی کا جام میں
کیا ہلکو بخت کی نظر آتی ہو خام میں
جو بتلیاں بھی بھنس ہیں لفتِ دام میں
ساقی ہیں ہمتو چورتے ایک جام میں
کچھ زہر تو ملا ہی نہیں میر نام میں
یر تیغ وہ ہی جو نہیں رہتی نیام میں
پہنان نہیں ہو کوئی جو تیرے خیام میں
لازم ہی کچھ بخار بھی ہونا کام میں
وانا جو ہیں پھینکے نہ وہ او کو دام میں
مثل زبان شمع نہ آئی یہ کام میں
حسوب ہر مقام ہوا ملک شام میں
ہیں ہمتو کوچ کر نیکو اب صبح و شام میں
مصرف ناز و غمر ہوئے اہتمام میں
شکل الف ہو دائرہ جب ہو نہ لام میں
وا من ذرا اوڑا جو تمہارا خرام میں

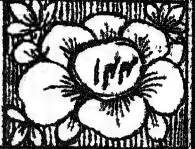
جس طرح افتخار ہے ظاہر امام میں
ہر عین آفتاب میں اسی ماہ چرخ تو
کم سن حسین جو ہیں مہی اٹھتے ہیں بات پر
دور وں نے تیری آنکھ کے تازہ کیا یہ سحر
کیون توڑتا جو شیشہ مول سنگِ ظلم سے
کیا بات ہو جو وہ نہیں لاتے زبان تک
ابرو کا کس طرح نہ ہر اک تیغ دم بھر سے
کرتا جو تیر ظلم کو سر کون بسے فلک
لائے نہ کیوں حرارہ تپ غم نہیں چون شک
پھیلاتی کیوں ہو جال یہ دنیا پیر ال
جلتے ہے مگر نہ کسی دن کہلی زبان ط
جیسے ہوا بند ہی رزی زلف سیاہ کی
آہا نہیں تو بھیجے تصویر رکوز لفت
حق نے جو بزم حسن کو آہستہ کیا
حلقے سے تیں یہ بدستے کیوں قدر زلف
جانایہ عرشوں نے قیامت ہوئی بیا

لطف سفر رہا ہمیں حاصل مقام میں
جائے کلام جب نہو میرے کلام میں

میٹھے کین جو تھک کے تو پہرے لکایا
جانے نہ کیوں حد آ سخن مجھ کو ہر بشر

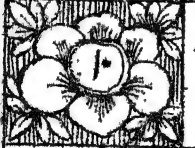


ای ہوش کیوں بخیر نہ انجام اوسکا ہو
کلے جو عمر الفت خیر الالام میں



سرد قد میں بھی نمودار مگر کرتے ہیں
کیا اشارت حرمی آہوں کے شر کرتے ہیں
دامن زخم کو لب سر نہ گھر کرتے ہیں
اوسکی دیوار کو ہم تو تگے در کرتے ہیں
کیوں رہا طائر دل بانڈی پر کرتے ہیں
عدم آباد کو جو لوگ سفر کرتے ہیں
سحر دیکھو کہ بہم شام و سحر کرتے ہیں
یوں تو کہنے کو دل سنگ میں گھر کرتے ہیں
یہ وہ مردم ہیں طن میں بھی سفر کرتے ہیں
آتش گل سے نمودار شر کرتے ہیں
پیش جو آئے اوسے زیر و زبر کرتے ہیں
رک رہے ہیں تو کسی لف کا ڈر کرتے ہیں
زندگی ہجر میں مردم کے بسر کرتے ہیں

تیج کا پھل نہیں وہ زیب مگر کرتے ہیں
نیک افشان یہ جبین بار کی چوہ لیتے ہیں
فل کر کے مجھے ہنستے نہیں گویا ظالم
آہ کے تیر سلامت رہیں جنک باعث
میں کہتے نہیں صیا داگر شہ رباط
مثل مضمون مگر چھپ نہیں ملتی جھکو
چوڑے زلف سپہ ہیں ہر رخ روشن یک
دلین اوس بے پختے نہیں آہوں کے شر
پتلیاں آنکھ کی پرہی نہیں کر دتن جہنم
رے زکین سے چھڑاتے نہیں گروافشان
آسمان ہو کر زمین اس میں ہونے اپنے
ہم بھی کر سکتے ہیں آہوں کے دھوئیں آئندہ
خفت جان ایسے ہے میں کہ نہیں موت آتی



ہوش آواز شب وصل سنا کر اپنی
بے چہری فرج مجھے مرغ سحر کرنے میں



مردم چشم کے زیور کو گھر لے گئے ہیں
ایسی باریک یہ معشوق مگر لے گئے ہیں

بے سبب شک نہیں یہ تہہ تر لے گئے ہیں
صاف مابین دہستی عدم آتا ہو نظر

دل عشاق سے نفرت وہ رکھیں جسرت ہی
ایسے کانون سے خزان کی نہ خبریں پائیں
کوئی تار نظر کی ہے وگرنہ معشوق
ہر سحر کیوں نہ شگفتہ ہوں اسی باد سحر
چشم خواب میں چہ ہیں یہ تڑپیں مڑگان پر
ڈرنے کی روہ نشین فاشس ہو گا پردہ ق
ڈری جو غیر کے آنکھ کا رینے کے در بند

پہوں جو آئینہ کو پیش نظر رکھتے ہیں
گوش گھماے چمن اسلے کر رکھتے ہیں
قتل پر کتنے سے ثابت ہو کر رکھتے ہیں
غچے کی طرح سے مٹی میں جو زب رکھتے ہیں
آبرو و اشک بھی مانند گہر رکھتے ہیں
اک ہم دل میں تے واسطے گہر رکھتے ہیں
خانہ دل میں بھی ہم چشم سے در رکھتے ہیں

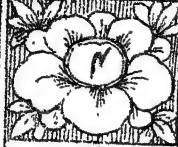
ہوش اور کر دل عشان میں آجاتے ہیں
کیا تصور ہی پر زادوں کے پر رکھتے ہیں

اونکو اثبات دہن میں اگر انکار نہیں
مجھے بڑھ کر کوئی ایسا سید کا نہیں
کسی آنکھ کو نہیں عین تجلی کی طلب
نکتہ سنج اسکو بھی مضمون دہن جانتے ہیں
کیون جہان پونا کے کرتا ہی عیان ز شل
جان لے سختی زشت تو کروں کیون تشویش
نکلین جو آہیں بسادی ہوں ہندس کیونکر
توڑتا کیون نہیں میں اسکو برہمن کی طرح
چاکہ ہو پیر میں تن بھی تو ہی کیا پروا
جیب دامن میں کیا دست جتوں بڑھ کر
نا توانی کا نہ ہاتھ آئیگا پچسہ بھی ٹرہ
کون ہ گل ہی خزان کا نہیں جسکو کھٹکا

پہر ہی کیا بات جو وہ کر کے ہیں برابر نہیں
کم تر می زلف سے میرا بھی یہ طوار نہیں
کون خورشید صفت دہر میں بیدار نہیں
نقطہ تک بھی مے دیوان کا بیکار نہیں
جو شرآہ کا حال لب ظہار نہیں
کیا کفن کے لیے یہ دامن کسار نہیں
نقطہ دل ہو مرا مرکز پر کار نہیں
رشتہ اُنس اگر آپ کا زنا نہیں
لیجھون کیا مے سر پر کوئی ستار نہیں
چوٹے کٹنے کو بھی ستار میں س تار نہیں
سنتے ہیں یہ کہ ہوا کو بھی ہاں بار نہیں
قابل سیر حسان میں کوئی گلزار نہیں

کو چہ زلف اگر مصد کا بازار نہیں
کب ترا نقش قدم میں خسانہ میں
پس ہمیں شیخ و برہمن سے کس کا نہیں

دل حبیبوں کے پہرا کرتے ہیں کیوں ہمیں صنم
بڑھکے کس وز نہ خورشید فلک کے چوما
لفت چہرہ و کیسوتان کہتے ہیں

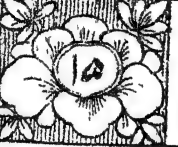


کی مجازی سے یہ عشق حقیقی کی تلاش
ہوش کو کون یہ کہتا ہو کہ شیا نہیں



ناخن شمشیر سے جب تک ہلجھاتے نہیں
دھوپ پڑتی ہو کر یہ پول مہ جاتے نہیں
کب کے پائے نظر فرقت میں کھلاتے نہیں

بل ہماری زیست کو دیکھ یوں کہا نہیں
واغ فرقت انگ گلون کا نہیں کوتاہی ہو
کب خیال خار و ترکان کی نہیں کرتے تلاش



پاتے کیونکر طرز سودا و اسیرای ہوش نام
دل اگر زنجیر میں کیسوکے او لچھاتے نہیں



میں آدم کو کیا نہ لگاؤں آدمیت میں
گھر سے فکر ہر دے دامن صبح قیامت میں
کوئی سرخاب کا پر تو نہیں ہر رخ نکلتے ہیں
جفا پر وہ رہتی ہو تری چشم عنایت میں
ہزاروں کیوں نہ ہم شافین کالین لالہ میں
میں اُمید بناجب وہ ہو مصروف زینت میں
کی امی منعمو ہر گز نہ ہوگی اپنی دولت میں
تو پہلے تجھے واعظ ہم بوجھ جائیکے جنت میں
عیان از اہد و میں طریقت ہو حقیقت میں
اگر پیدا ہو جائے تا خلل نہ اہد کی نسبت میں
تراہرا کیا بر دطاق ہو آئین عزت میں

نہوں ضرب التل کیوں گنہی نکوئی الفت میں
نئے مضمون کر پیدا بیان جنت مست میں
عجب کیا زلف خوبان میں رجو طائر جان بھی
جدہر دیکھا او دہر پہل کیا اکدم میں لا کو کو
شہر جنت جانی کے تو گل میں اغ حشر کے
بنائو بیگاڑ اوصل کی شب کام سب میرا
دم داغون کے تو فضل خدا سے بہتے ہیں
رہی یوں ہی ہوا گراں جو بعد مردن بھی
تو نے جلوہ رخ میں خدا کو دیکھ لیتے ہیں
خیم ابر و ساقی میں کہی تو سر جہا دیتا
نہ کیونکر تیغ و خنجر سے یہ بازی حیت و قاتل

نہات گاہ عالم ہوں لی شیریں ہن چو ہن
دیا یاد اجہانے جو ہر کو داغ کیا غم ہے
کمان کے بت مزا و صلت کا کیا غم چہر من کیا

ہی میٹھا تو قاتل ہی فقط مجھ کو شہادت میں
جلا نا تا چراغ آخر کوئی تو شام غربت میں
خدا تو فین دے تو بیٹہ جائے جس کے عہد میں

نکیو نکر ہر جاسد و مصرعہ بر جستہ تنجہ ہو
راہوں بد توں ای ہوش میں قابل کی صحبت میں

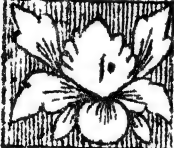
پسیر ہوئے جو گردش چشم بتان کے ہیں
میں ناتوان بھی مردم چشم زمانہ ہوں
پوشیدہ زیر دامن تحشر ہوا ہر صورت
کیا اشرفی ہر کا یا زار گرم ہو
کی شاخ گل قلم تو گلاباغبان کا کیا
موسے وہ آفتاب ابا زادن کو ہو
سو توں کو کسے سونے یارب جکا دیا
اشعار میر کیوں نہ حسینوں کو ہوں پسند
اے شاہ حسن و لت گریہ ہر آبرو
کیوں ابرو دن پہ بل ہو نظری پہری ہوئی
بلبل وہ ہیں کہ ہر تہن بربادی ہی پسند
افشان نہیں چنی ہوئی تاسے ہیں جا بجا
دو دن کی کیا بار پہ پھولی ہی عندلیب
گو ہو صد اے خوش کہ غم و باغ دہر میں

وہ گرد دامن نگہ متحان کے ہیں
دور و نکی جانشان مے تنحان کے ہیں
آوازے یہ بلند ہمارے فغان کے ہیں
سکے پٹے ہوئے توخ ہوشان کے ہیں
ای عندلیب یہ بھی شکوہ خزان کے ہیں
ایسے یہ پاکباز کہو تو کسان کے ہیں
کس دہشت غالب ریافغان کے ہیں
آئینہ بہر جان میں حسن بیان کے ہیں
خلعت نصیب ہو بھی آپ ان کے ہیں
کیا اکٹ لے آپ ہی نیامیں بان کے ہیں
طالب دم بہار ہی رنگ خزان کے ہیں
انداز و نکی مانگ میں کبستان کے ہیں
کھٹکے ہزار باغ میں جو خزان کے ہیں
سوسن نمط ہر ایک کے دعوی زبان کے ہیں

ای ہوش کیا دہان و مکر کے لکین میں وصف
آثار بیت بیت میں کیوں لامکان کے ہیں

کہ خواب میں ہی کہا تا تری مثال ہمیں
کہ جانتے ہیں وہ تیغِ نظر کا بال ہمیں
بنائے آنکھ کا سرمہ پری جمال ہمیں
وہاں تیغ ہی آتی نظر ہو لال ہمیں
کہ ہی ازل سے حسینو ویکہ ہمال ہمیں
خیال قد تو کر گیا نہ کچھ نہال ہمیں
جو بھر میں بطنِ موتی تک نہو حلال ہمیں
جو ضعف کو لئے ویتا لبِ سوال ہمیں
کہ زلف تک کا تصور ہوا و بال ہمیں
تو حجبِ فکر بنے ناخن ہلال ہمیں

لانہ کوئی بھی ایسا تو جز خیال ہمیں
کیا ہو الفت ابرو نے یہ نڈھال ہمیں
جو کرتے پائے نظر سے وہ پائال ہمیں
اذا کر گشا شہادت ہمارے قتل کی کون
مگر ہر کسی کی نگلی نظر ہو کسی تیغ
کریں جو چاہے لبوں کی تو پائیں اب حیات
حلال کیوں نہوں ہم ہو چہرے کی اساقی
تمہارا دل ہی نورادیکہ لیتے اوشہ حسن
خطا کچھ اونکی نہیں دل ہی پہر گیا اپنا
جو یاد ہو دم موزونی سخن ابرو



ہو اہلیت کی الفت کا دلیں گہرا ہوش
بچا ہی لیسکی سقر سے نبی کی آل ہمیں



کہ ناخن اور سکا ہمیں کیا ہلال عید نہیں
اگر ملیں وہ تو کچھ مدت مدید نہیں
یہ گفتگو ہے اگر ہے تو کیوں پدید نہیں
یہ خود و بارہ کہی قابل کشید نہیں
یہ صبح روز قیامت ہو صبح عید نہیں
دہن کے قفل میں کیوں کارِ کلید نہیں
کہ جی میں ایک ہی وعدہ نہیں عید نہیں
جہا نہیں کون ہو وہ جسکو شوقِ نیر نہیں
خدا کے فضل سے ہوں موزون مد نہیں

کے دستِ نگارے تو کچھ بعید نہیں
نمائندِ حیر کا نامو حشر ہے کیا دور
نورِ کلام نہیں اوس میں کی تسکین
جو ہو چاہے وہ کیا خاک غیر کو چاہے
خصلے داغ جگر دیکھ کر ہوں کیا خوش ہم
اشارہ کرتے ہیں ابرو کا منہ سے ہیں خاموش
بتوں کا روئے کتابی عجیب مصحف ہو
نہیں ہو حضرت موسیٰ ہی طالبِ دیدار
اگاؤ نگار میں نیا کو منہ کہی اے شیخ

تو ہوش اشک پیغم نہ کہا خدا کے لیے

وہ آبِ سر و نسیم اور یہ شریذ نہیں ہو

وہ نہ آئین تو چلے جانے میں بخیر نہیں

کون سے روز سر زلف گرہ گیر نہیں

کیا بھر دسا وہ طین یا نہ طین حشر کے رو

کون کام ہو جسکی کوئی تدبیر نہ

جوش سودا نہیں کب طالب زبیر نہ

ہاتھ کا اونکے نوشتہ نہیں ٹھہر نہیں

ہوش میں ہولنا چلنا ہوں مرا صحبت میں

کون سی ہے وہ زمین جو مری جا گیر نہیں

رویت الو او

کیون نہوا اپنے سخن میں رنگ و بو

چشمہ نسیم ہی ہر ایک جھکے لکھنو

رخ دل مشتاق کا رہتا سو جھکے لکھنو

ہر وطن میں سبز نخل آرزو لکھنو

ہر یکس و یکس ہر لالہ رشک لکھنو

گلشن فردوس ہی ہر ایک کھلے لکھنو

واہ رمی الفت کہ ہر دم صورت قبلہ نما

گل کھلایا کیا اجا کے نسیم لطف نے

پیر دی کرے ہیں و سکی ہوش کل اہل سخن

شستہ و رفتہ ہر کتنی گفتگو لکھنو

دھوپ میں ممکن نہیں جواب گو ہر خشک

کب یہ ممکن ہو کہ اپنا دیدہ تر خشک

رو برو آئے اگر روح سکندر خشک

جب ہمیشہ چشمہ رخور شید خاں خشک

آگ سے بوند ہر اک مثل افکندہ خشک

زخم گل ناسور بلبل کب برابر خشک

شاخ مرجان سبز خوشاخنو بر خشک

آفتاب داغ دل سے اشک کیونکر خشک ہو

آہ سوزان کے اثر سے گو سمندر خشک ہو

آئینہ ہی خشک عجب سن قاتل سے نہیں

کیون نہ روشن ہو کہ میں برفیض کل اہل خشک

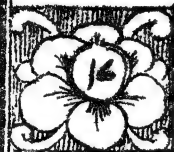
عین باران میں جو برف آہ چکراؤ فرات

داغ دل تازہ نہ ہو کیونکر جب منہ بولے نہ وہ

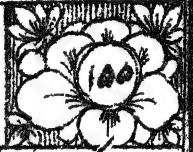
دست رنگین میں بیمار تازہ و کھلا چہری

پر نہ میخوارون کاوا عطا دامن تر خشاک
جب دامن تیغ کا تار وز محشر خشاک
چشمہ رحمت جو یون بہر ہمیشہ خشاک
نخل غم کیسا ہی لعلین تر ہو پر خشاک
آن میں آہو کے جیسے مشک و فر خشاک
بعد مردن چشم نہ کیا خاک بہر خشاک
طفل انگو تھامنے میں لے جب شیراز خشاک

یہ کرامت ہی کہ ہو موجود ہر دم آفتاب
رنگ کچھ لاسے نہ کو نہ خون با حق پیش حق
دیدہ یعقوب یارب پر نہ کو نہ تر رہن
جب کے دست خدائی تھیں سینے پر وہ شوخ
غچہ دلیں مرے یون تھے کیسو گھر کرے
بادبست مثل جواب نامہ دل پر نقش ہے
مثل و انار زنی کی کرتا ہوا دان بھی تلاش



ہوش اوس دم ہر خطا سے پاک پیدا ہو کلام
زہد کے مانت دجیب خون سخن و خشاک ہو



دامن صحرائے محشر دامن شمشیر ہو
ابر گوہر یار کلاس کاتب تقدیر ہو
تو بڑھا کر ماتھے پر چین کا گریبان گیر ہو
یہ قطار مور پاسے مار میں نہ کبیر ہو
قبر پر روشن چہل غرور غن قصور ہو
دب کے ہر چوہر شہر آہن شمشیر ہو
گرد و امان نہ جب سرمہ نہ شہیر ہو
سبز آب تیغ سے کب دانہ نہ زنجیر ہو
جو کچھ تجھ سے وہ میرے واسطے شمشیر ہو
خور کا کیسو مرے او جی ہوئی زنجیر ہو
جسم میں ہر استخوان گہل لکھ لکھ شمشیر ہو
ور نہ پیدا ڈال سے کیونکر کوئی شمشیر ہو

خون تیسے کشتہ قد کا جو دامن گیر ہو
ہون وہ گریبان کچھ بھی میرا حال اگر شہیر ہو
باغبان تو دشمن بلبل ہوا سحر چمن
خطا نکلنے پر شے یارب نہ زیب زلف یار
مر گیا ہون میں مرقع میں وہ نقشہ دیکھ کر
ابر سے خمدار سے تھے اگر ہو سامنا
تیری آنکھوں سے بہلا کیا کوئی آنکھ تیرے پہلے
سخت دلو سخت دل سے فائدہ نہ گون نہیں
قتل ہون مجھ سے نہ یار و نکی اوٹھے آرزوی
حسن کہلائے جنون میں اپری کا کل کی یاد
عشق شیریں ہی تو کو فرما د محنت ہفتاد
ناگ ہوئے سر محبوب میں اعجاز حسن

ہاتھ میں آکر نکلا جائے نہ وہ چل نہ صال
فرط حسرت سے ہو میری و نہ آنکھوں کا چال
جاو نہیں مجھوں جو صحرایوں پر جوشی پڑیں
تا بلیت نہ گنت شہنشاہ کا عقل و ہوش

و دستیاب و سکی کربا لہ فرض التقیہ
پہلوے تصویر میں جیسے کوئی تصویر ہو
ویدہ آہو چہ اس خانہ زنجیر ہو
کچھ نہوا انسان میں کی ہوئی تقدیر ہو

حلقہ زلف بتان کے بیچ نے مارا ہو ہوش

کیون نہ بعد مرگ بدفن حسانہ زنجیر ہو

ہاتھ میں دس بت کے جسدن ترہ تعزیر ہو
وصف اوس زلف مسلسل کا اگر تحریر ہو
بہرین جہان میں با وصل بت بے پیر ہو
عشق بازی گنجے کا کھیل ہوش ویر ہو
تب ہو لطف قیہ حبیب لو گئے میں ہاتھ تم
تم بھی گل ہو باغ عالم میں ہو شو قہ
فصل گل آئی ہو مجھ کو تاوانی میں جنون
نظم کرتا ہوں نہیں تیرا وصف صناعت شاعرین
کیا ہے وصف مرثیہ میں داغ مضمون کا شکار
ہوں غازی ذبح مسجد میں اکروہ و اذان
حادثات دیر سے محفوظ ہیں اہل جنون
وہ مکان ابرو بلائے تو چلوں یا سا شتاب
یادیں مٹی و شہ کل جب تک چار عنصر کی ہو خیر
ظالم ہو کرتا ہو عالم میں وہ ہوتا ہو دلیل
ہوں وہ گریبان برج آبی ہو وہ ہاتھ و جبا

یا خدا پہلے مجھ سے کچھ نہ کچھ لقصیر ہو
کیون سواد خط نہ مثل سایہ زنجیر ہو
کرتے ہیں تدبیر ہوا بندہ ہو تقدیر ہو
کم کی بازی میں میں اکا بیش کو تیر ہو
طوق گردن میں پڑا ہو پادشہ زنجیر ہو
ترکس مخمور کس دن قابل تعزیر ہو
موج بوجے زلف میرے پادشہ زنجیر ہو
کیون زمین شہر میں جلدی نہ جو شیر ہو
چاہیے جاے قلم دان ترکش پر تیر ہو
یار کی تکبیر بھی قصاب کی تکبیر ہو
منہدم سیلاب گیا خانہ زنجیر ہو
ہر قدم طو راہ چلتے وقت دو دو تیر ہو
چاہیے اس چوکے میں یا کی تصویر ہو
ختم نہ پائے شمع پر کیونکر سر فلکیر ہو
میری مٹی سے مکان کوئی الر ہو

نزع میں آتا تو لازم ہو خیال نہ لےت یار
دامنِ ولت ہو یا فتراک ہو ای شہسوار
زیت میں کرنا پوچھتے ہو مجھے حال بعد
خواب سے پہلے بیان کیا خواب کی تعبیر ہو

جائے خط بال سمندر کیوں بھیجوں و سکو ہوش
حال سوز دل کسی عنوان نہ جب تخیسیر ہو

جب یہ تیغ قاتل خود بخوار تر ہو خشک ہو
ہو جیٹ خوف خزان شوق بہار ہو غنیمت
جب پسینا اور غارہ طرفہ دکلائے طلسم
آہ آتشبار جسم سر کرین اہم ای بھجون
بیشکر دل میں پلٹا ہو ترا تیر نظر
میرے خون گرم کی تاثیر سے ناک فگن
اوی صبا گریان ہو بلبل کر تو آتش گل کی تیز
صاف ہن جو دم ہن ہونہن ہن فعل
آئینہ بھی خشک و ترا کے نظر ہر ایک کو
چپے ہوں ہر باب جب سے میرے کچھ لکھیں

کیون نہ لب فریاد کا ہر بار تر ہو خشک ہو
آہ و زاری سے تے گلزار تر ہو خشک ہو
کیون نہ بہر آئینہ رخسار تر ہو خشک ہو
ایک دم میں پہر تو جو کسار تر ہو خشک ہو
ہو یقین اب نہ خم دل سوار تر ہو خشک ہو
دم دم تیر لب سوفا تر ہو خشک ہو
تا کہ جو گلزار کی دیوار تر ہو خشک ہو
کب یہ دامن تصور یار تر ہو خشک ہو
جس گہر طمی یہ دیدہ بیدار تر ہو خشک ہو
یہ نہ کیوں میرا لب اظہار تر ہو خشک ہو

غسل کر کے جب سکھائے کاکل مشکین ہوش
ہوش پر جو کو چہ تا تار تر ہو خشک ہو

سختیاں کرنے دو تیغ ابر سے جلا دو کو
بیکسی میں کب کوئی پونچا بہلا فریاد کو
کل گیا سبقت میں وں سرو قد کا دیکھ کر
طرہ دلدار کے آگے جو لین تہیں لبیان

آتش رخ خود کر لی نرم اس فولاد کو
شکر کی جا ہے کہ نکلے آہ تو امداد کو
ہو غلط فہمی سمجھنا بے ثمر شمشاد کو
داہ پر کچھ ادا ہے طرہ شمشاد کو

ہو گیا اوس شوخ کراؤ سے شادی مرگ میں
چوم کر خنجر صدا دی ہر دہان زخم نے
یار کے جلتے ہی بجو دھل مروہ میں ہوا
سختی دل سے تھکے صاف آئینہ ہوا
بیت مضمون دہن کیونکر ہوتا کم دہن میں
یار ہاے دل کی کرتے ہیں حفاظت اسلے
پنچہ مژگانے میں جسم چٹا زلفوں پہ
نقطہ شک کیوں دیتا یار کی تصویر میں
تیرے دانتوں کی چمک نے چکودیا نہ کیا
نخل قد یار کی آئی ہوا جب بارغ میں

زخم دل سمجھا نمک شور مبرا کیا دو
سنگ ہو دکا ملا ہے قربہ فولا دو
مہر خاموشی ہوئی رخصت لب فراد کو
رکھ لیا ہی جاے دل آئینہ فولا دو
ہوتی ہی کب پائدا رسی قصر بے بنیا دو
حشر کو ظالم کرینگے پیش ان ہندا دو
بیڑیاں دوہری پہنا میں بندہ آزاد کو
حل اگر ہوتا دہن کا مسئلہ ہزا دو
آب گوہر سے بجاوے شتر فضا دو
آگیا لرزہ وہیں لے قمر یو شمشاد کو

نیم بھل ہوش کو ابرو ہلا کر کر دیا

بارہ ہی درکار تیغ ابرو سے جلا دو

زخم کا کہنا کہاں چرکا نمایاں تک نہو
کیا تری تیزی کا ہم قاتل ہوں یا بیت خون
عل ب کو صوفی کی لالہ بنی زبان
کیون میں قسمت کو رو دوں جس کو غم میں جان دوں
طا رہاں کیوں اوڑھا ہوا شوق میں
تیغ ابرو کو علم رکھتا ہو وہ سفاک روز
خون ہو کر غصے دل پناہی ہر رنگ حنا
فخر عیانی کے جھٹے پر کرین کیا بھون
نوحطون کی یوفانی سے عجب کیا بعد مرگ

دست قاتل میں یہ رنگ تیغ عریان تک نہو
پرے پرے تجھے جب صحر کا دامن تک نہو
رنگ میں ہنسک جہل بدخشاں تک نہو
لکے میری قبر پر وہ اشک یزان تک نہو
جب کیوتر کی رسائی کو سے جانان تک نہو
ہند سے مقتول کیونکر اب صفایاں تک نہو
دست رس کیونکر ہمارا دست خوابان تک نہو
چاک کر نیکے لیے جسمیں گریبان تک نہو
سبزہ مرقہ چراگاہ و غزالان تک نہو

کشتہ کن ہر رحم کا ہو نہیں کہ تربت پر مری
و کہنا گستاخی خال سیاہ رخ ذرا

شمع روشن بھی کسے کوئی تو گریاں تک
حافظ قرآن بنے لیکن مسلمان تک

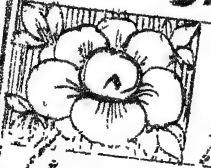


خوبان او دھ سے ظلم کا شکوہ جیٹ
کے آئین میں سچ ہو کوئی پریشان تک

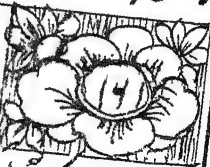


میرے رونے سے تنہا چہ بیابان سبز ہو
سبزہ خط سے رخ جانان کا تہ کیا کھنکھ
خون تازہ میرا اسی قاتل کھلائے گل نیا
حسن سبز یا رکی تاثیر سے کیا ہو عجیب
یہ تن پر داغ ہو رشک میرے طاؤس جب
کان کے سبز و نکا او سکے نصف لگتی ہیں ہم
یا دخال رخ سے مٹھ پائے کیونکر دل میرا
سبز بختی و کہنا میری اگر رکھوں قدم
جب پسینے کی ٹرین بدین ٹپک کر وقت تل
کیا قد و رخ کی محبت خوش کرے نیکے بعد
زور پر عالم کی سرسبزی مٹے رونے سے ہر
بارش باران رحمت ہو تو اچھے پروردگار

داغ سودا ہی رنگ سنبھلتا سبز ہو
قدر مطلق کم ہو جو جلد تر آن سبز ہو
مثل گلشن امن شمشیر عریان سبز ہو
ہاتھ میں جیب اسکے آئے شاخ ہر جان سبز ہو
پہر عجب کیا جو کوئی سر و چراغان سبز ہو
کاغذ دیوان ہمارا حتی الامکان سبز ہو
دائے باروت سے کب کشت ہر تان سبز ہو
خشک ہو وہ سر بسیر جو کوئی لبان سبز ہو
مثل سبزہ جو ہر شمشیر بران سبز ہو
کب رخت گل سرگور غریبان سبز ہو
کیا تعجب ہو جواب لعل خدشان سبز ہو
نخل مقصد ہی رنگ باغ رضوان سبز ہو



بو تہین ہم تم مضمون چاہیے جو ابر سخن
یہ زمین ہی ہوش مثل کشت دہقان سبز ہو

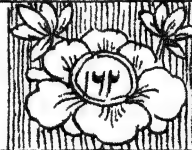


یاد اوس ماہ کا آیا جو کھٹ پانچ کو
وصف یل وں لب شیریں بکینی ایک نبات
کنکش میں ہی فرقت سے پڑھی ان حزین

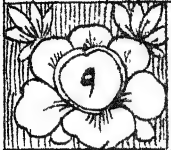
مہر تابستہ ہوا داغ سویدا چھو
خامشی قفسل دہن ہو گئی گویا جھک
موت پاس لئی نہیں جان کے مر و انجھکو

میں وہ دیوانہ کامل ہوں جو بازار گیا
غیر نکل کے چٹکنے سے یہ آتی ہو صدا
میں نہ ای غیرت نہ لون سے جھوم کو عرض
طار جان کے سوا خطا و سے پوچھا کون

غیر زنجیر ملا کوئی نہ سودا جھکو
دست گلچین سے پچا بلبل شیدا جھکو
مشتی دے اگر اب عقد ثریا جھکو
جب بکو تر نظر آنے لگے عفتا جھکو

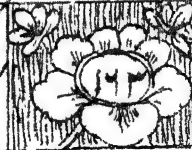


وعدہ روز قیامت سے کم ای ہوش نہیں
اوس دعا باز کا اب وعدہ فردا جھکو

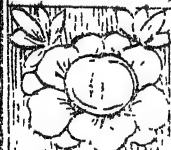


جو سچوں آنکھ کا تارا تو وہ نامہ بان کیوں ہو
بنائے سنگ سود بھی تو رکھے سنگ سید پر
اثر پہیلے حوالے ضبط کا کچھ بھی زمانے میں
مہ بلبل ہوں کر رہ سکتا ہوں گل گلا سائے میں
یافت ہو کہ دل سے ہی نہیں کر سکتے ہم باتیں
تر و کچھ نہیں ہو سکو قصر تن کو ڈھانڈ میں
جو ظالم ہیں ہی تو ہو لیتے پھلتے ہیں نیامیں
دم فرقت وہ دلیں ہر نہ بگر گیا یہ گھر ہر گز

زمین سکون و سکی میر حقیق آسمان کیوں ہو
بتوئی سرد مہری سہ کوئی گرم فغان کیوں ہو
تو کیوں مرغ صحرے شب و صلت اذان کیوں ہو
گلستان جہان میں مجھ کو فکر آشیان کیوں ہو
پرایا ہو چکا ہو جو وہ اپنا راز دان کیوں ہو
ہمارا طفل اشک و دم دیدہ جوان کیوں ہو
چمن جو ہر کا تیری تیغیں فغان کیوں ہو
لیکن خود جسکا ہو جو ویران مکان کیوں ہو



کسی نازک بدن کا کیا قصور و لیمن رہتا ہو
کو تو ہوش ان و زون تم اتے نا تو ان کیوں ہو

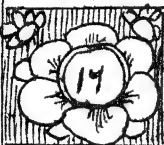


خون سے جیتنا ہوں کے وہ خنجر سرخ ہو
اوس سے ہو برہم زمانہ غصہ و جسر سے
آتش گل سرد ہو جائے وہیں و عند لب
شک خونی جب ان ہو نیکو ہوں ان کیوں ہوں لال
بلغ عالم میں تر سے قد کو کہیں نخل چنار

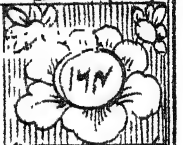
چہرہ عاشق اگر یہ دہچہ پو سچ ہو
مثل مریخ ای فلک ہر ایک خنجر سرخ ہو
یار کا فغان سے جسم روئے انور سرخ ہو
پہر نہ کیوں کر بادہ گل رنگ ساعہ سرخ ہو
جب ترا بلبوس ای و رشک صنوبر سرخ ہو

فتنہ ہو برپا سدا امان محشر سرخ ہو
پھر لہو سے تیسرے کیوں فصدا نشتر سرخ ہو
کیا عجب پہر لعل کی صورت جو گوہر سرخ ہو
دلخ دل بھی مثل مہر صبح محشر سرخ ہو
طار مضمون کا پہر کیونکر نہ شہر سرخ ہو

سرخ جامہ جب پہنکر ناز سے وہ گل چلے
جب دم و حشت ہو ہدم یاد مہر گان صغیر
پیک تھو کے پان کہا کر جب کہی درین میں
یاد آئے جب رخ رنگین جانان ہجر میں
ہر دم فکر سخن خونریز قاتل کا دیوان



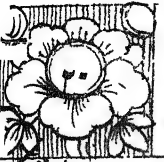
وصف خط سبز و لعل لب کیا کثرت سے ہوس
ایک دفتر سبز ہو تو ایک دفتر سرخ ہو



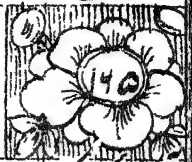
مسخر کر سکا ہو کوئی بھی عامل قیامت کو
ترقی کیونش ہوتی جائے پہر ہر دم جرات کو
وہ مصرع باندھتے ہیں جہین مضمون قیامت کو
سراپا میں تے پاتے ہیں ہم شان قیامت کو
پوچھتے ہیں کہاں دیکھو شرار و گلی شرارت کو
یہ کہتے ہیں کہ بارش سبز کمتی ہر زراعت کو
کہ اب ہر سرو و مہر آتا ہو خود میری عبادت کو
مقرر طائر رنگ حنا ہوا ب رسالت کو
لکھا جسد نئے مینے یار کے وصف صباحت کو
تو اپنے ناہما کے گرم بھی نکلے حمایت کو
کسی صورت نہ جھینٹ ہم قرآن کی آیت کو
وہاں اولیہا دل نادان کی لیکو تو حماقت کو
صباحت یا نزاکت یا نفاست یا لطافت کو
زبان سے جب وہاں کرنا ہو عین شکایت کو

میں کسوت کروں تو میں اس کے صف قیامت کو
رکونین ہر گھر ہی جبٹ داوس کا ملالت کو
وہیں ہوتا ہو چسپان عالم بالائے مصرع
صف مہر گان صف محشر ہی رخ خوشی تابان کو
شرار آہ کو جگنو سمجھ کر وہ پکڑتا ہے
کیوں ہو سبز کشت حسن لبر میے رونے سے
حرارت ہو گئی کا فور جسد یہ خبر سن لی
جواب خط میں خونریزی کا مضمون لکھا وہ کو
بیاغ صبح اور سد نئے مے دیوان کو کتہ میں
الم کی فوج نے کھیرا جو اگر ہجر جانان میں
اشار اقل کا کرتی ہو تیغ ابر سے قاتل
نہیں جن لبت پھند سے چٹنا عمر ہر ممکن
کرو نہیں یاد کس وصف کو تیر جی الی میں
وہ بنجاتا ہو سوز غم سے فوراً لفظ آتش کا

حسینو نہیں نہوتا تو اگر تو دیکھتے ہم بھی جو کوئی بھی نکلتا اس جماعت میں امانت



کیا رام اوس بت دیکھتا کو تو نے دوہی باتو نہیں
مقرر مانتے ہیں ہوشش ہم تیری فصاحت



آئیں ہی کیونکر نہ سینے میں بہتاؤں تیر کو
تو لے رہے ہیں باز کٹن شمشیر کو
خط کے آڑے سے رخ پر ملا ہکو جواب
قتل کیا ہوئے کیا تہا تو انی نے عدم
دیدہ حیرانیں اوس بت کا تصویر مقیم
منہ سے بولو قتل کرتا ہوا اشار آ نکہ کا
دیکھنا شوخی لبوں سے جوم کر آتش مزاج
پھیلیاں پھنستی ہیں اس میں عاشقوں کو سہیل
ظلم پوشیدہ ہوا دسکا جسکو حاصل ہو عروج
جب انقید الفت ابرو کا مرغ دل ہے
ہو نہایت ناتوان یہ بسمل تیر نگاہ
تشنہ کا مان شہادت کو نہ تو ابرو دکھا
چکے یا حلقہ گیسو میں کیونکر داغ دل
چاند کھلانے اوسے لیجاؤں تہا مامہ
کیونکر دل صد چاک کو گیسو جاناں کے جگر
روبرو ابرو کے خود ہی سر جھکا دیتے ہیں ہم
مسنی جاتی رہی زلفیں بنائیں یا نے
سر چڑھیں غیار زیر پابھی میں پاؤں جا

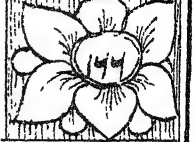
صدر پر دیتے ہیں جا مہان باتو غیر
پاتے ہیں دلیں تیر ازو ہم نگہ کے تیر کو
نامہ بر سجھیں کیون ہم نشی تقدیر کو
سر جھکا نام کا دیتا تھا فقط شمشیر کو
پاتے ہیں بہزاد ہم تصویر میں تصویر کو
کام میں لاؤ نہ یوں ہر دم زبان تیر کو
کہتے ہیں جگنو شرار آہن شمشیر کو
گیسوں سے کیا ہو نسبت دم ماہی گیسو
ایک دن دیکھا نہ آنخوش فلک میں تیر کو
دام سجھیں کیون نہ پہر ہم جو ہر شمشیر کو
باندھنا تار نظر سے ترک اس بچیر کو
دم میں پی جاینگے یہ آب دم شمشیر کو
کنے دیکھا ہو چسمل داغ خانہ زنجیر کو
میں ہلال عید گردون ناخن تدبیر کو
شانے کی حاجت کہاں لف شب تصویر کو
باندھتے ہیں اپنے سر ہم آپ ہی تقصیر کو
ہم ہوئے قیدی بڑھایا اوسے جب بچیر کو
اسی تو بتلاؤ تم پھوڑوں کہاں تقدیر کو

دیکھ کر پہر چاند ہم دیکھیں کیوں شمشیر کو

ہجر جانان میں ہمیں ہر ماہ صوم ہر

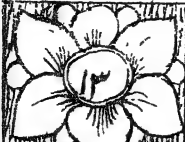


ہوں امام شاعران قبضے میں راہ راست ہر
کیوں نہ پہر رکھوں عزیزای ہوش طرز میر کو

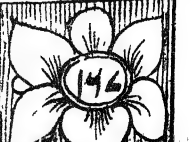


مصرع عالم بالا ہوں کیوں نہ کیوں
صورت خال سویدا ہوں شکر کیوں
ہونگے طول شب ہجران کی برابر کیوں
جو نہیں حسن کے عالم میں ہمیں کیوں
حال ابتر ہونہ دیکھوں جو میں پہر کیوں
دہر میں آکے چمکا کر جو چلے سہ کیوں
برق رخسار کی گرمی کے میں ہو کر کیوں
طاثر رنگ چمن کے ہونے شہر کیوں
غسل کر کے جو پھوڑے وہ لحد پر کیوں
کہولنا اپنے خدا را دم محشر کیوں
ناگ لاتے نہ اگر بخت سکندر کیوں
مظہر حال پریشان ہیں سراسر کیوں
کیوں ہوں مثل شب قدر منور کیوں
کبھی دیکھنا کسی نے نہ تیر کیوں
چوم لیتا ہے رخ یار کو بن کر کیوں

ہو رہا برقد موزون کے ترا پہر کیوں
گھر کرین دلیں جو چاہیں یہ فسو نہ کیوں
رنگ کچھ اور بھی دکھلائیے بڑھ کر کیوں
کیلئے سورۃ واللیل سے دیتے ہیں خبر
رشتہ الفت کیوں ہر مارتا نفس
دولت عجب جگہ پائے ہر اک کے سر پر
کیا مری آہ شرر بار سے دہشت ہوا نہیں
شانہ جو چہرہ رنگیں کیا اوس گل نے
خاک کو میری میں جانے ہر اک صندل کی
گرمی روز قیامت سے عشاق کو خوف
تاج سر آئینہ رویوں کے نہوتے ہر گز
لاغری سے مری تہی ہوں نشان اونکی بکر
جب تجلی رخ جانان کی دکھائے تاثیر
قابل عفو سیہ کار ہی بچتے ہیں مدام
دیکھنا ان مری آہونکے دہوئیں کی شوخی



جمع ہونا نہ اعمال سیہ کار کا جب
ہوش کس طرح نہون پہر سرفستہ کیوں



کیوں نہ رنگ عاشق بیا رہنور سحر ہو

خط سے جب ہائش رخسار سبز و سرخ ہو

گہ مری شکوئے ہر رسات مثل قوسِ چرخ
اور حکمِ دہانی و پٹہ نکلے جب شعلہ رو
فرہی نیز نگہ سازی میں مقرر طفلِ شعخ
طاؤرِ رنگِ خنا اور کُترِ شفقِ جسدِ مہ بنے
حُبِ خطِ سبز و لعل لبِ ہیولین جاگزین
ملنے ہیں سہی کی جاگرد زمرہ شعلہ خو
جب رنگی کا نہ ملکِ حسن سے اٹھے رواج
نہر خوردہ ہو نہیں خطِ سبز پر مجھ کو قتل
قصد جانے کا رکے گلشن میں وہ آکر اگر
گیسو مغسول بدلیں رنگ کیا ممکن ہو یہ
رنگ لائے الفتِ خطِ بیتان جب یہ بخون

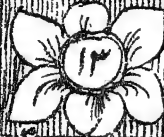
ای خیالِ ابروئے خمدار سبز و سرخ ہو
کیون نہ رنگِ شربتِ دیدار سبز و سرخ ہو
جب ہ چاہے طرہ طرا سبز و سرخ ہو
پھر تو رنگِ چرخِ میت کا ر سبز و سرخ ہو
کیا عجب میرا لبِ ظہار سبز و سرخ ہو
کیون نہ او نکاد امنِ گفتار سبز و سرخ ہو
کیون نہ پھر رنگِ قباے یار سبز و سرخ ہو
تاکہ ای قاتلِ تری تلوار سبز و سرخ ہو
بلبلو رنگِ سرخ گلزار سبز و سرخ ہو
زرد ہو یا ابرو گھبرا سبز و سرخ ہو
پاؤں کے رکتے ہی نک خار سبز و سرخ ہو

گو زمین سبزنگہ ہوا ہوش پر دعویٰ ہے یہ
جسٹ کیا پایا کہ جو بیکار سبز و سرخ ہو

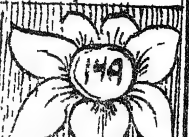
ہم چاہتے ہیں اسے خم گردون شراب کو
یہ لطفِ ہی عجیب کہ رکتا ہو وہ عزیز
رویا میں آئیں آنسو پھینڈل جلون کے کیا
ثابت ہوا عروجِ نئی ہستی ہو آب پر
پھونکا ہو سونہر ہجر نے اس ترکِ مسکے
لیتا ہوں میں جو کو تو کرتے ہو کیوں شمار
آتی نظر ہو جلوہ بت میں خدا کی شان
نفرت ہمیں ہوا و ردہ بت چاہے ایفلک

لین دل غم دیکھے بھی نہ ترے آفتاب کو
شوخنی بھیکے اپنی مرے ضطرار کو
دامن کہاں نصیب ہوا شکِ کباب کو
دیکھا جو سر بلند جہان میں جباب کو
اب صید کیوں گردن میں مرغِ کباب کو
جو دوست ہو تو ولیں رکھو تم حساب کو
پاتے ہیں ہم عذاب میں بہانِ آب کو
اللہ ہی جو دیکھ لیں اس انقلاب کو

چلنے میں جب وہ دھڑکی آئی یہ صدا
دیکھو سر زمین نہ عیان ہر شہر ہو
وصف مگر کیا تو یہ بول اٹھے موشگاف

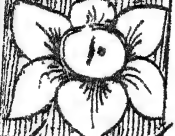


سر نہ بناؤن دیدہ دل کے لیے نہ کیوں
پاؤن جو ہوش خاک در پو تراب کو



خل ماتم میں بھی آئے ہیں مگر دیکھیں تو
کب شب ہجر کی ہوتی ہو سحر دیکھیں تو
کام کیا مگر کی آتی ہو سحر دیکھیں تو
ڈوبتے عمر کی کشتی کو مگر دیکھیں تو
ماہر و سا تھ مے ماہ صفر دیکھیں تو
پر نور اغور سے آپ اپنی مگر دیکھیں تو
نئے افشاں ہیں کب ہوئے شہر دیکھیں تو
پچھ ترا ناہ شبگیر اثر دیکھیں تو
مرغ بسطل ہو قضا آپ اگر دیکھیں تو
یہ تمنا ہو او نہیں شام و سحر دیکھیں تو
نظر قہر ہی سے آپ اوہر دیکھیں تو
پر دکھا تاہی یہ کیا دیدہ تر دیکھیں تو

دم کر یہ وہ مرے سخت جگر دیکھیں تو
اس تنہا میں پس مرگ ہی داہن لکھیں
چرخ سے آئی او تر تیغ ہلال ابر و کلا
پار و ریائے فنا سے وہ کرین یا کرین
پر کھل آئیگی آئینہ دل کیصوت
منع کرتے نہیں ہم باندھے دہر خنجر
ذلت کی طرح تو کی دود جگر نے پیدا
گیسو و نکی وہ ہوا دین تو ہمیں غش آئے
بچہ اتیر نہ پر ہمیں تر بان نہیں
وصل قسمت میں نہیں ہو تو نہوا می ہدم
گھٹکے میں تار نظر آکا پنجباؤن گا
یون تو پر شور جہان فوج کے طوفانے ہو



موش ڈوسے مری آکھونکے نہیں دام کم
آکے جاتا جو خیال اونکا کہہ دیکھیں تو



تر بان زمین شہر پہ کیجے تبت ارکو
رغبت سے دیکھیں کیا چمن و زکار کو

جی میں ہو لکھیں مدحت گیسو یار کو
ڈوبا ہوا جو خون میں پائین بہا رکو

وعدے پر وہ نہ آئے قیامت ہی پہنچی
اللہ کے پاس جب ہوا ہونہیں مگر خاک
نفخے کے طور سے فغان میں ہیں مچھو
ٹھوکر سے جو امید نہ اٹھنے کی ہو ہمیں
نکو تو جبر کے طبیعت پہ چوڑ دین
مکن نہیں کہ جیت لو انکھیں لڑا کے تم
وصاف ہوں علی کامری مصرعہ کا شعر

گنتے ہی ہم تو رہ گئے روز شمار کو
دامن سے وہ چھٹکتے نہیں ہیں غبار کو
تارستا کہیے رگ جان زار کو
کھو بیٹھیں کیوں نہ زندگی مستعار کو
پر کیا کریں ہم اس دل بے اختیار کو
سر دیکے سر کرینگے ہم اس کارزار کو
کرتے ہیں زندہ صاف دم ذوالقہار کو

پیری میں ہوسش رنگ طبیعت دکھائیں کیا

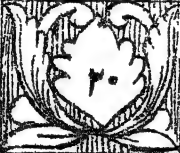
پایا خزان میں کئے تھے لطف بہار کو

گل کیا دامن دل ہی کی ہوائے ہکو
عمر رفتہ نہیں آنی کی بلائے ہکو
بلسو نالہ موزوں ہیں ترانے ہکو
موت آتی ہو شبِ حجب سلائے ہکو
خوب ہی آتے ہیں دلال لڑائے ہکو
قطرہ اشک ہوں تسبیح کے دانے ہکو
نظر ان حوضوں کے آتے ہیں نہانے ہکو
یہ بٹھا یا رتے نقش کھپانے ہکو
یاد زلف آئی بھی گو سر کہلانے ہکو
خاک میں بھی نہیں آئے وہ ملانے ہکو
خیمہ چرخ میں دواگ لگانے ہکو
حیرت آئی ادھر آئی نہ دکھانے ہکو

ہم وہ تھے شمع بجایا نہ صبا نے ہکو
حشر تک قبر نہ دیگی کہیں جانے ہکو
فرقت یار میں بھولا ہو چمن داغوں کا
لوریان بچکیاں ہیں ناکہ ہوئی جاتی ہو بند
یہ اڑا دیتے ہیں مضمون لبوں کا اکثر
خال ویکہیں دم گریہ جو ترے ملنے کی
دل عشاق مے کہتے ہیں چشموں سے سوا
حشر کھل دھندلے دیکھتے ہی راہ میں ہم
غل چاتے ہی ہے صورت نہ بخیر مدام
خاک اڑو فی قسمت پہ پڑے جو پس مرگ
بہرتے ہیں آؤ شربار تھموا ہی شکو
ہی تحیر وہ ادھر محو خود آرائی ہوں

روٹھے ہم بیٹھ ہوں وہ آئین منانے ہکو
چار آنسو بھی جو دے ضبط بہانے ہکو
نہ دیا تیغ کا پانی بھی چہرے ہکو
اپنے دلیں تو ذرا دین وہ سمانے ہکو
پاؤں تک بھی نہ دیے اسنے دبانے ہکو
دے رکھا ہو شرف و نیر تو خدا نے ہکو

عذب کو کیل بجانین وہ تماشا حبیب ہو
اردیوار عناصر ہوا بھی دم میں عدم
مہر نہ ختم یہ دیتے ہیں صدا قاتل نے
نا تو ان ہیں رہیں ہم اونکی نزاکت بنکر
ہاتھ آیا بد بھینا نہ ہمارے بہات
بت پریزا اگر ہیں تو ہوں ناحق ہی گھنڈ



چھوٹے ہیں پنجہ مرزا گان سے تو دوہری زنجیر
ہوش پسنائی ہو اوس زلف دو تانے ہکو



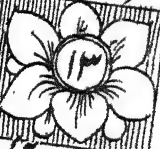
اردیف الما

کھولتے ہیں خط کہ باندہا ہر سن میں آئینہ
صورت خورشید کیوں لے گھن میں آئینہ
دیکھتے ہیں ہم سپیدی سے کفن میں آئینہ
تو ہوا روشن کہ تھا پنہان چمن میں آئینہ
سو کھ کر موصاف زخون کے دہن میں آئینہ
موجب خندہ ہی دست پیر زان میں آئینہ
ایک جس صورت ہو کافی پنجتن میں آئینہ
ایک ل دو میں ہی یاد دلہ دولہن میں آئینہ
شائہ بنکر پونچے زلف پرشکن میں آئینہ
دیکھلے ہمیشہ ہی کیا سادہ پن میں آئینہ
جو دکھاتا ہو جہاں ہے خشن میں آئینہ
شمع کی جاہی لگاتے ہیں لکن میں آئینہ

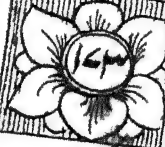
ہر شبیلی صاف دست سمن میں آئینہ
دیدہ سیدار کو کیا ہو خیال زلف یار
آتی ہو اعمال کی صورت نظر مرینکے بعد
بھوٹ نکلا چہرہ رنگیں سم اسکے نور خط
میں رہا سوز ہوں پی جاؤں آب تیغ اگر
زال دنیا صاف باطن کو کھلے کیونکر عزیز
نور جان دیتا ہو رونق یونچ اس خیمہ کو
باغ میں شاہی ہو گل منقار میں بلبل کے ہی
صوت دل تیر مژگانے موجب یہ چاک چاک
تو ہی آئینہ ہی زم حسن میں ہ صاف دل
حلقہ کیسویں مشاطہ دل عالم نہیں ہو
خود نمائی کا یہ ہو زم حسینان میں رواج

یا درخ برسون جو کی نور مجسم میں ہوا
لیچلا ہوں ساتھ اپنے آئینہ رو کو نکلی یاد
چہرہ رنگین و مشکان کا پرٹے سایہ اگر
دیکھنا چاہے جو صورت سوکھ کر ہر آبلہ
اچھی صورت کیا مری غربت میں نکلی اچھو
سارا عالم مجلس حیران ہو اوسکو دیکھ کر
کروٹین بدلے جو خواب ناز میں وہ عین نور

دیکھ اسی جلال ہو داغ کہن میں آئینہ
چاہیے رکھنا مری جیب کفن میں آئینہ
نوک کی لے پہر گلون سے بانگین میں آئینہ
بکیسی بچاے بہر قیس بن میں آئینہ
دل نہیں چوڑا رہا گو یا وطن میں آئینہ
ہی نہ اک حیرت زدہ اس لہجمن میں آئینہ
کیون نظر آئے نہ بستر کی شکن میں آئینہ



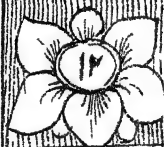
صورت معنی دکھاتا ہر اک مضمون صیاف



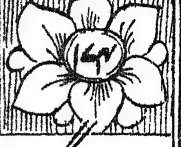
ہوش ہر شکل جلب ملک سخن میں آئینہ

اوسکے زانو سے بڑھی تنویر پشت آئینہ
دل جو مجھ مضطر کا ہو تصویر پشت آئینہ
لکھ کے خط اوس آئینہ رو کو جو چاہوں مہ
ایک دن دیکھی نہ سیر اوسکے گل خسار کی
پشت جانان ہی جگہ پاؤں اگر میں مہن
اوس سیر حسن کے زانو براوسکی ہو جگہ
آئینہ میں عکس کا کل نے دکھایا تارہ سحر
تیری تاب خیز ہو خاک آئینہ کا کیا قصو
پشت جانان کی نزاکت نے دکھایا طرز رنگ
سنا اوسکے بہ جب پیچھے تو پہنچا لکیوں
خوشنما کیا خط پشت لب ہو اسی آئینہ رو
ہو گیا خط سے ہر صفات و صفات یار

صبح سے بدلی شب تصویر پشت آئینہ
بھوٹ جائے کیون نہ پہر تصویر پشت آئینہ
اوسکے آئے طوطی تصویر پشت آئینہ
کیا تھی میری خاک کے تعمیر پشت آئینہ
لا کے وارون طوطی تصویر پشت آئینہ
اسی سکندر دیکھ تو توقیر پشت آئینہ
اوس طرف جا کر بنا رخسار پشت آئینہ
ہو عبت سیما ب دامنگیر پشت آئینہ
نیل تکیہ کا ہوا تصویر پشت آئینہ
فوج لے منہ ناخن تدبیر پشت آئینہ
کب ہو ایسا طوطی تصویر پشت آئینہ
تہا یہ مضمون لائق تحریر پشت آئینہ

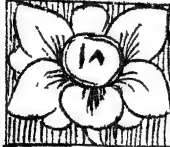


قلینے چسپان تو ہوں امی ہوش کھنا کیا ضرور
تیر پشت آئینہ شمشیر پشت آئینہ

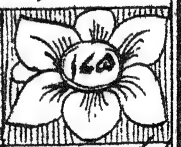


ہو بجائے پہول کر جائے سے باہر آئینہ
ایک مدت سے خموشی کا ہی خوگر آئینہ
رکھ لیا ہو میں تے آئینہ کے اندر آئینہ
ہو گیا حق میں مرے قاتل کا بھڑا آئینہ
آب آب و سکو کرین نہرین دکھا کر آئینہ
تیر کہا کر بنگیا لوٹن کیو تر آئینہ
بنگیا ہو اندون ہمشکل مسطر آئینہ
روز محشر بھی اگر مانگے وہ دب آئینہ
ہو گیا ہو آجکل گویا سخن در آئینہ
بنگیا ہو آئینہ کا اندون گہر آئینہ
غیر ممکن ہو خریدے مرد بے زر آئینہ

دست رنگین میں نہ لو تم اپنے اکثر آئینہ
چپ ہے فرط بھیر سے نہ کیونکر آئینہ
دل مرا آئینہ اوسمیں رو و لبر کا خیال
معر کے میں صاف صوفت موت کی آئی نظر
سرکشی پر آئے اوس قدمے اگر سرچن
وقت زینت کے نگاہ تیر چہاوس ترک نے
ہو خیال دل تکمہ کے ڈور و نکا و لین جا کرین
قبر سے عشاق نکلیں تہہ پر رکھ رکھ کے دل
آئینہ میں عکس بیت ابرو جانان نہیں
روے صاف یار پر رہتی ہو جو اپنی نظر
نہ نہو جب پاس تو کیا خاک ہو قابو میں دل



حسن صاف یار پر شاید نظر ڈالی ہو ہوش
بحر حیرت میں جو ڈوبا ہو سراسر آئینہ



ہوں تپ غم سے جہان میں اک فغان سوختہ
بنگئی ہو بلبلی تفت کی جان سوختہ
اور ہوزیر فلک اک آسمان سوختہ
پنتا ہوں جامہ آب روان سوختہ
ہملے لازم ہو کر لے لو امتحان سوختہ
جسے دیکھا ہو نکوئی گلستان سوختہ

کیا کر دن حالت بیان میں ناتوان سوختہ
آتش رنگ چمن یہ گل کی آن سوختہ
عاشق کو جب لہر سوز سے اٹھیں ہوین
جسم کو میری چہا پی میں یہ گرا شک گرم
منہ دی اونکلی میں لگی ہو پونک و سارا جہا
جہہ سرا پا سوز کے دیکھ تن پر دواع کو

کیوں نہ بت جگر تکی سے کریں نکو نہیں گھر
سرخ میں پر سوز کر سکتا نہیں یوں تیغ یار
چاک ہو داناں گلشن آنکھ بے ماہوش
باغبان صفت سی مالیدہ لب و لیس کیوں
میں سلا سوز لا غریت آتش میں رہوں
اج ذاتی دور کر سکتا ہو کیا فلاں کو
آہ آتشبار سر کر تا نہیں میں سو چیخ
شعلہ رخسار جاناں نے کیا کشتہ مجھے
بلبلوں کی آہ سوزان کچھ جو دکھ لائے اثر
یام اپراوس شعلہ رو تک پونچھو غم کس طرح
قربت زلف سیہ جو مانگ کو کالاکرے

توتیا ہو دہر میں سنگ گراں سوختہ
جس سے لالی لانی نہیں سکتا ہر بیان سوختہ
زخم گل میں باغبان بہر و کتان سوختہ
کام میں ہوس کی آگے کیا زبان سوختہ
گرم مضمون کے یو لایق یہ مکان سوختہ
جہنم اک خورشید کی رکتا ہر زبان سوختہ
ای تپ غم لے رہا ہوں امتحان سوختہ
چاہیے بہر کفن باب پر نیاں سوختہ
پھر عجب کیا ہے گلشن جہاں سوختہ
پاس آہ گرم کے ہے زبان سوختہ
ہاتھ مشاطہ کے آئے کھٹان سوختہ

حضرت آتش جو دیکھیں گرمی شعار موش

بول ماؤں میں بیباختہ ہو یہ بیان سوختہ

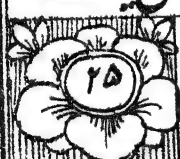
روایت الیہ

آئیں بھی کاش گل زخم کھلانے والے
دہر میں ہیں جو تری زلف بہانے والے
بیٹھی نظروں سے مے دلکے بہانے والے
آہ بھی او نکو تپش دل ہیں کھانے والے
ہو او نہیں عذر حنا وہ نہیں آنے والے
ہائے آئینہ دل صاف کو پہچون کیا خاک
پیر کا کوئی حسین سامنے کیا افسانے فروغ

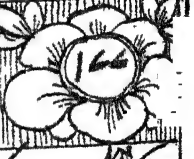
عین و فی میں ہی گل بہن سنانے والے
اونسے بڑھ کر نہیں یہ سانپ کھلانے والے
ہیں وہی شربت دیدار پلانے والے
آج بجلی یہ ہیں بجلی کو گرانے والے
ہیں بہانے سے عرا خون بہانے والے
راہ پر وہ کسی صورت نہیں آنے والے
وہ تو خورشید سے ہیں انکھ لٹانے والے

تسے قربان مری پیاس بجانے والے
نقش امید کو کرسی پہ بٹھانے والے
ہین مدد مہر تو چادر کے چڑھانے والے
ہم بھی ہین ساتھ تسے شک بھانے والے
رنگ کی طرح اوٹے رنگ جانے والے
بت یہ اللہ کے گھر کو بھی ہین ڈانے والے
یہ تو ہین آبرو سے ابر گشتانے والے
سنتے ہین حشر کو ہین ہنہ وہ دہلانے والے
راہ الفت میں ہین مشعل دیکھانے والے

دیکھ کر خنجر قاتل کو صدا دی دل نے
قاتل آیا تو ادھڑا شور کہ لودہ آئے
بیکسی غم نہیں جو قبر پر آئے نہ کوئی
کتے ہین مرغ چین دیکھ کے شبنم گل پر
سندھی اتنے جولی مینے حد و حلقہ اوٹھے
دل مسل دیتے ہین عاشق کا خدا نسیے بچا
کیون نہ شکو نکو حکہ آنکھ مین یں ای مردم
نقد ایمان نہ لے جائیں عدم ہم کیونکر
ہین اگر دل غ سلامت تو نوکا اندھیر



لکھنوی جو زبان پائی تو ای ہوش بھونے
اہم زمین شعر کی گردون سے ملانے والے



بیٹھے بیٹھے بھی ڈے گئے چرکے
شکوے کس سے کرین مقدر کے
جاگ اوٹھے نصیب بستر کے
دیکھنے پائے ہم نہ جی بہر کے
دیدے چھینٹے آب گوہر کے
پاسے ہمت نہ پڑوڑا سر کے
ہین رگیں تن کی تار سطر کے
دو کفن دامن گل تر کے
صاد ہین حسن کے یہ دفتر کے
ہین یہی تو چہر غ اس گہر کے

کالیان ٹیکے پاس سے سر کے
چاہ کر کے ہے نہ گہر کے
ساتھ سوئے جو ہم قہر بر کے
آئے جل بھی ڈیے وہ مثل شباب
ہنس پٹے دیکھ کر پیش میری
سراگر جاے کچھ نہیں پروا
نقش دل پر ہی اپنے وصف بتا
رفے جو کرد و میر موہی جان
انگلیں کہتی ہین دل کی ای مردم
داغ یاد پیشین نہ دل کے کہی

بیکسی چہار ہی سے تربت پر
 دہیان آیا ہوا وسکا خلوت ہی
 چل رہا ہی گلے پہ ٹک ٹک کر
 آبر و ابر کی گستاخین ابھی
 طائر جان کو پھانس کہتے ہیں
 کیون نہ چاہیں ہے یہ جہانی پر
 زلف بکری ہوئی مکر وہ
 کوئے قاتل میں جا بجا یائے
 کیا اوڑا میں او دھر کیو ترکو
 شہنشاہی عمر کا خدا حافظ
 دو قدم جب چلے اوٹھ کے نقاب
 اونکے ڈر سے اوٹھینکے کیا عشق
 ہو گئے آگ دیکھ کر جب کو
 خون کے قطرے وہو نہ تیغ سے تو

نہیں محتاج مہ کی چادر کے
 لوگ آنے نہ پائین باہر کے
 ناز دیکھے تو اونکے خنجر کے
 حوصلے ہیں یہ دیدہ تر کے
 تیغ میں ہیں جو دام جو ہر کے
 پائین جس سنگ کو مر مر کے
 لگ گئے تو دے گرد خنجر کے
 ہمیں چہرہ کا و آب خنجر کے
 جس جگہ پر جلیں کیو ترکے
 ناخدا ہونہ ڈھنگ لنگر کے
 ہوئے آثار صبح محشر کے
 نقش سب بن گئے ہیں پتھر کے
 خیر باعث ہوئے وہی شر کے
 تل ہیں قاتل یہ چشم جو ہر کے

نور کھلی شب سال ہر مکان کے

نارزا و ٹھانے نہ ہوش نشتر کے

جگر ہی سینے میں بریان کیا ہے بدلے
 پسینا آگیا فوراً حجاب کے بدلے
 کہیں عذاب نہ واس ثواب کے بدلے
 ہو جیسیم گنبد گردون حجاب کے بدلے
 جواب دے دیا ہی جواب کے بدلے


نہو ہو تجھ میں پہلو شراب کے بدلے
 کیا جو وصل کی شب مینے بے حجاب او
 شراب عشق کا مانع نہو تو اس و اعظ
 ڈیرین نہ چشم کے طوفانے کس طرح مرم
 کیا ہوا نامہ کے لائے سے منع قاصد کو

ہر چہ کہ جسے وہ حسن شباب کے بدلے
 بھرا ہی جام میں یا فی شراب کے بدلے
 جو عمر خضر کوئی دے شباب کے بدلے
 لگے ہیں آنکھوں کے حلقہ رکاب کے بدلے

و کما یونہی کہ سب کو جانے والے ہوں گے
اسان شراب پی کر ان دنوں خرقہ میں
سیدھے سے نہ پیارے سے شعلیں
سوال چھپے ہوئے مرکب جو انی پر

[illegible]

چمن برون آید و در
 جوی روان برین
 برون آید و در
 جوی روان برین
 خیال آید و در
 دشت آید و در
 خیال آید و در
 دشت آید و در


 ایک ناک کا ذکر ہے کہ یہ شخص کوڑھ ہوتا رہا
 تو روکے دامن گل باغبان بگھوتا رہا
 کہ آنسو ونسے وہ ہر صبح منہ کو دھوتا رہا
 ہر ایک گمین جو نشتر کوئی جیہوتا رہا

مین اینا چاک گریبان اگر و کما تا ہوں
سینا شکافاتی ز کفل کو شبنم باد
خیال و لکھو چو یارب یک کسب و مرگان کا

مین کا پتا ہوں پر یاں اڈھا کے لیجھین
محبت قد جانان سے پھل ملے کیونکر
بہلا کہاں رو دندان کہاں درغلطان
رقیب ہاتھ لگاتا ہو خط سبز کو کیون
ہم سے دیدہ تر سے نہ ابر ہو ہاتھ چشم
جو تیری زلف کا امی شمع رو ہی رو نہ
نہیں امید کہ آئینہ خواب میں ہی نظر
جسے خیال ہو دانتوں کا عین رنگین

کبھی جو چاندنی میں جاکے یا سوتا ہو
چمن میں سر و شمر دار کوئی ہوتا ہو
مقابل آکے عبت آبر و کو کو تا ہو
کہ لپے نہتی میں نہ فہم نہ ہر ہوتا ہو
خدا کو مان عبت آبر و ڈھوتا ہو
تمام رات وہ مانند شمع روتا ہو
میں جاگتا ہوں شب بھر بخت سوتا ہو
وہ تارا شک میں دُرِ عدن پروتا ہو

نہ تخم فکر کو ضائع کر اس میں ہوش

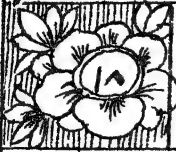
خراب کہیت ہی بویا ہے یہ نہ جوتا ہے

غلط وہ سمجھے ہیں مجھے ہن جو ستارہ ہو
یہ خون نے کانٹوں کی کاوش سے جش مارا ہو
عجب نہیں جو فلک پر بندھے زمین کی ہوا
سمائی صاعقہ برق خاک انگوں میں
لی ہوا تینہ داری کی یار سے خد سے
چہا ہر پرچے میں وہ جا بجا ہو جلوۂ آہ
برنگ عجب نہ دلنگ خط سبز سے ہوا
وہ ناتوان ہوں کہ ہر روز ہو گمالت آہ
ہم سے دل کو نہ پامال ظلم کر ظلم
کسی حسین کو جو دیکھا نکل کوشن سے عدا
جو سر پر اپنے چلتا ہو رشک سے آہ

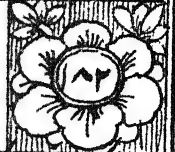
وہ خال آتش رخسار کا شہارہ ہو
کیر سے پاؤں میں ہر آبلہ ہزارہ ہو
پتنگ دس مہ خوبی کا چاند تارا ہو
کہ میری آہ کا اوڑتا ہو شہارہ ہو
ہر آئینہ مرا چمکا ہوا ستارہ ہو
نہاں ہی ہر مگر وہ پشکارا ہو
غزال چشم کا اگلی بدن یہ چارہ ہو
ہزار بار لب گور نے پکارا ہو
اسے یہ مصحف بڑی کا ایک پارہ ہو
بدن میں یہ دل مضطرب نہیں ہر پارہ ہو
مگر رقیب نے کیسوتا سوتا پارہ ہو

کہ چاندنی میں یہ خورشید کا نظارہ

بیک ہاڑی نقاب سفید سے وہ رنخ ہو



خوش ہو شش کر سبز کشت مضمون کو



زمین شمرین کسا بھلا اجار ہے

کچھ عالم بالاسے بھی بال ہر تو یہ ہر
گلزار عدم میں بوش کو فہر تو یہ ہر
اس مجھے ہے گہر کا اوجالا ہر تو یہ ہر
ہنس پٹے میں بیساختہ رونا ہر تو یہ ہر
موسے مکر یار کا نقشہ ہر تو یہ ہر
پہلے یہ کرم کرتے ہیں دھوکا ہر تو یہ ہر
جنبش سے اوسل برو کا اشار ہر تو یہ ہر
بند آنکھوں کے کر لینے میں داہر تو یہ ہر
پہر غیبر بھی ہمراہ ہو کاشا ہر تو یہ ہر
اب زلف بناتے ہیں طرا ہر تو یہ ہر
اہم پھول سمجھتے ہیں شکوفا ہر تو یہ ہر
اک وزخزان آئینگی کشکا ہر تو یہ ہر
خوش ہوئے عدو منے سے مرنا ہر تو یہ ہر
بجلی نہیں اس کوچ کا ڈنکا ہر تو یہ ہر
اس بھیند میں لٹکا رہوں سوا ہر تو یہ ہر
آتا ہو تماشے کو تماشا ہر تو یہ ہر
لب چوسنے میں آپ کے میٹھا ہر تو یہ ہر

سب کہتے ہیں قد کو تے طوبی ہر تو یہ ہر
اوس گل نے جو کی بات کہیں تو کمالا صا
کیون خانہ دلیں نہ جگر داغ کو دین ہم
کیا چشم ترحم وہ ہمیں دیکھ کے روتا
لاشے کو قصویہ تصدیق ہوا صاف
بخشائے گا اے دل نہ حسینوں سے ملا کر
گماں لسی شمشیر سے ہر سارا زمانہ
اک دم بھی تصور نہ ترا جائے مکمل کر
پھولا میں خوشی سے یہ سنا جبکہ وہ آئے
بل کرتے تھے تم جیسے مرے سامنے ہر بار
الفت کا یہ ثمرہ ہر تری تیغ کے پھل کو
گلزار جوانی میں ہر سطر حلی نہ ہت
ہم موت ڈرتے نہیں کر شوق سے تو قتل
شاوی سے چلی روح کیا یاد جواو سنے
اند میر ہر جسے نہیں چھٹتا سر کا کل
بسل کیا جسے وہی اک کیل سمجھ کر
والہ زبانی ہری آتی ہر جلاد ت



اشعار کے پڑھنے کا اور نہیں شوق ہوا ہوت



جو قتل ہوں تو سر تکمال ہو جائے
چراہی کشور و لپہ چو زلف جانان کی
پٹے جواوٹ کے تن داغدار پر یکے
غضب کی تیغ قضا پہ پہنچیں فرقت میں
فروغ حسن نہ زائل ہو خط نکلنے پر
سے مفید قاتل یہ روح قتل کے بعد
نظر کا تار سے بٹکے زلف چہرے پر
ہو مثل دولت حاتم جہانگیر دولت حسن
کسی کام کے بھی ممنون ہوں میں یارب
کے وہ صبح تبسم جو قتل بن کر چھری
کٹے فروغ مرا لا آخری سے کیا اچھن
بان یار کا اشارت کیا ہونٹے سے
رند ہوا ہر تصویر کیسی آنکھوں کا
آئی اس کے بھی سارا ایمان عمر کرے
کہ کہ وہ پہاڑ ہیں جاؤں جو اس نے ہیں
وہ خط اوڑا ہے جو خطی کو اتار کر لکھتا

وہ تیغ عید کا عجب کو ہلال ہو جائے
آئی فتح پر اب لا مہم و از ہو جائے
تو کیوں غبار کی چادر نہ شال ہو جائے
سپر سے لے میرا ہزاراں ہو جائے
کھٹے تو پیو یہ خستہ کا خال ہو جائے
آئی جو ہر شمشیر حبال ہو جائے
نیایہ سانچہ نگہبان مال ہو جائے
خدا کو یہ نہ یہ قارواں کمال ہو جائے
کفن مجھے مری گرو ملاں ہو جائے
لہو مرا بجھے آب زلال ہو جائے
خیمہ دم بدم اگر ہو ملاں ہو جائے
یہ ہو کہ چشم عدم کا وہ خال ہو جائے
یقین ہو دل کوئی خوشی خال ہو جائے
یہ وارغ بھی کسی گلو کا گال ہو جائے
تو جگر خواب ہمدم بھی خیال ہو جائے
تو اب کو دیکھتے ہی لعل لال ہو جائے

زوال کے ہیں حقیقت میں ہوس وہ طالب
جو چاہتے ہیں کہ حاصل کمال ہو جائے

کشتی چرخ جس سے مقام حط میں

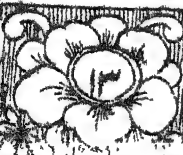
یہ جوش اشک مری چشم تر میں

اوس ہر کا خیال جو آنکھوں میں ہو مقیم
 جو مریں ہو جہہ پر نور یا پر
 ممکن نہیں کہ جو ہو درخ میں جاگزین
 کہتا ہوا شکس کو وہ شوخ و کیکر
 پیر خیال ہو دل پر داغ میں مقیم
 و کلام کے نور سے کثافتی ہو اسپنا سر
 انکار وصل سنتے ہی مردہ ہوا ہونین
 برسے سے اویلیج تے لب کی یہ کھلا
 و گیا گیا کہ روح بھی تن سے نکل گئی

اوس ہر کا خیال جو آنکھوں میں ہو مقیم
 جو مریں ہو جہہ پر نور یا پر
 ممکن نہیں کہ جو ہو درخ میں جاگزین
 کہتا ہوا شکس کو وہ شوخ و کیکر
 پیر خیال ہو دل پر داغ میں مقیم
 و کلام کے نور سے کثافتی ہو اسپنا سر
 انکار وصل سنتے ہی مردہ ہوا ہونین
 برسے سے اویلیج تے لب کی یہ کھلا
 و گیا گیا کہ روح بھی تن سے نکل گئی

گل خورشید کو طالع سے بالا اختر گل ہے
 ہوائے سرو قمری کو ہر بلبل کو سر گل ہے
 چین میں بلبودیکو کہ شب ناز کو گل ہے
 مگر گلنگ سے لبریز گویا ساغر گل ہے
 کہ اوسکے کفن یا کا گل سرا سر گل ہے

اوس ہر کا خیال جو آنکھوں میں ہو مقیم
 جو مریں ہو جہہ پر نور یا پر
 ممکن نہیں کہ جو ہو درخ میں جاگزین
 کہتا ہوا شکس کو وہ شوخ و کیکر
 پیر خیال ہو دل پر داغ میں مقیم
 و کلام کے نور سے کثافتی ہو اسپنا سر
 انکار وصل سنتے ہی مردہ ہوا ہونین
 برسے سے اویلیج تے لب کی یہ کھلا
 و گیا گیا کہ روح بھی تن سے نکل گئی



کہ تختہ اس نہ میں کا ہوش کس قدر گل ہے



صاف یاد رخسے جانِ دل دے
یوسف ثانی بسایا یار کو
ہم عدم ہی میں تھے جنوں یا
جل اٹھوں کیونکہ مثل شمع میں
یاد رخ میں جب چلے سوے عدم
خون سودائی کے قطری نہیں
جمع ہیں خونیں وہ بیکان تیر
زاہد و کیوں بت نہوں ہکو عزیز
چہن پیشانی نیا خنجر بنی
اشک سان چشم فلک گر کے ہم
لا غری بلنے نہیں دیتی ہمیں
گم رہی یہ ہو کہ اک ہم رہ گئے

آئینے یہ نذر کے قابل ہوئے
حضرت صانع بھی لاقابل ہوئے
قیدی زندان آب گل ہوئے
گرم وہ مجھ پر محفل ہوئے
مرحلے قرآن کی منزل ہوئے
تیغ کے منہ پر بھی پیدا تل ہوئے
پہنئے پہلو میں پیدا دل ہوئے
سناٹ مر مر کے ہیں حاصل ہوئے
دیکھنے سے جسک ہم سہل ہوئے
خلعت و مال کے قابل ہوئے
ہو کے تنکا لاکھن کی سل ہوئے
سات واسے داخل منزل ہوئے

پارسا رہنا تمہیں تھا ہوش اگر
دشت ریز پر کیلے مال ہوئے

چاہتا تھا پردہ ہوا دس کروشن کے لیے
گرد و کلفت پر گمان کیسا ہوتا گیب
جان دی ہی مجھے خوشبوے لباس پر
باغ کا جانا جو تو چوٹے عزا خانہ ہوا باغ
یا کی زلف مسلسل میں ہیں حلقے جسد
و انساے خال کو کب تن رخسے ہو گزند
گل چلے دروغ بل پایا جو آئی لے بیار

باغ میں کانٹوں نے لئے گلے دامن کے لیے
خاک چھانی مجھے جتنی یار پر فح کے لیے
ہر زمین عطر زریا اپنے مدفن کے لیے
نخل ماتم بلبلین ہونڈ میں شمع کے لیے
ایجنوں سب اطوق ہیں میری گردن کے لیے
کون کتا ہو مضر برق خرمن کے لیے
ہو نسیم صبح قاتل شمع روشن کے لیے

<p>راہ عشق زلفین کیا خوف نکلا خط سیر رشتہ الفت ہی لازم تار گیسو سے ہمیں حال کم خواب نیکامیے بھی لکھ ہی اوئیں جب دٹھائی اس کمان برو فی دیوار حجاب غم نہیں تن پر نہ دوست جنوں سے ایک تار ہنڈی سا سونے ضرر کیا دانہ پیشانی کو ہر</p>	<p>خضر سا سر کو بھوساں رر ہرن کے لیے سبح و زار ہیں شیخ و پیر کے لیے جب سنا کھواب منکوائے ہیں چکر کے لیے تیر چوٹا اپنے نالے کا بھی روزن کے لیے اشک کا دامن ہو کانی پوشش تن کے لیے کیا ہوا سے ڈر چراغ زیر دامن کے لیے</p>
---	---

<p>معنی باریک ہم فرط قناعت ہیں ہوش ہو زمین شعر کافی ہو کو مسکن کے لیے</p>	<p>۸۸</p>
---	-----------

<p>یجنوں مجھ کو یقین ہو ضبط کی تاثیر سے دیکھ کر روتے مجھ جہنم پڑا وہ سبز رنگ گل کترتا ہو جو وہ یہ خط ترا می شمع رو شیخ یا بند شریعت ہم مقید عشق کے اوسکے ابرو سے ہر اک ہوش کل لا اذغدار میں وہ ہوں بردر و پر طحائے اگر سایہ مرا نا تو ان ہوں عکس کا کل ڈال کر قیدی کرو الفت کا کل نے کی مجھ کو عطا عمر و راز پہلے تھے نا بوجہ جہتی میں آئے کہل گیا</p>	<p>بیڑیاں بہنوں تو غل برپا ہوں بھیر سے جل گیا غل تمنا برت کی توری سے کیون نہ ہم تشبیہ دین مقراض کو گلیر سے ہو گئے دو لون مساوی اہش تمبیر سے طرفہ ہولا ہو چمن یہ جو ہر شمشیر سے نالہ پیدا ہوں بان بلب تصور سے کب نکل سکتا ہوں تار سایہ زنجیر سے ہاتھ اپنے آگیا یہ سلسلہ تقدیر سے خواب یہ تیجہ نظر آیا ہمیں تعبیر سے</p>
--	--

<p>گلشن مضمون کی شادابی سے ظاہر ہو یہی ہوش نسبت ہو زمین شعر کو کشمیر سے</p>	<p>۱۸۹</p>
---	------------

<p>کچھ اوس ماہر و مین عجب دلیری ہو ترا جلوہ حسن دیکھا نہالا</p>	<p>کہ سو جان سے مشتری مشتری ہو کہ سا بہ بھی خوبی میں شکہ پری ہو</p>
---	---

پسند آسمانی دو پہلو ہو کسکا
رقم سوز شش کی کاہر غافل خطین

کے ہونے کے لئے
سندرا اور نامہ برسی ہو

کا کل یار کی مانند ہو گیا یہ بھی وراز
پاؤں سے دشت میں لڑا ہو سراوسکا اکثر
دیکھنے والے ہیں اس چشم کے مقدور ہو گیا
پہر سر کا کل شہر نگ ہو اپنے سر کو

کے جو کاتے نہیں لکھی شب حبران ہے
کیون نہ کاوش سکے ہر زاخو ان چہ
چار آنکھیں جو کسے زلزل حبران ہے
اُنس پہ رکھنے لگی شام غریبان ہے

جیلاد شاہ فرشتہ و تازہ بہار خوبی
بیت دیوان جمالی کی محروم ہو گئی
انظار اوسکا جو تھا قبر کی زینت کے لیے
پہر ہو اپنے مقدور کا جو ہر ظالم نے
دو جہ کیا سنا ہے ہر پروردگار نے
اوس کیان ہو طفل پروردگار ہو
سودہ فارسیہ رشک کے گداز ہو

سیدہ بیت پر تے ہیں گہرا ہوئے
گل تالین نظر آنے لگے کہ لای ہوئے
بیت ابرش پریر و نہیں خم کرنا ہوئے
سنگ مر مریت دیدے کے پتھر ہوئے
تختہ اغیار کے ہو والے ہوئے
سنا ہے ہر پروردگار نے
اوس کیان ہو طفل پروردگار ہو
سودہ فارسیہ رشک کے گداز ہو

۱۶	ماہ و خورشید جو دامن کو ہن پھیلانے ہوئے	۱۹۲
<p>درد اوٹتا ہی کہ اسانس نہ آنے پائے ہمت و دم بہر ہی نہ یہ سانپ کھلانے پائے دل یہ عشاق نے پائے کہ ترانے پائے ہم نہ ہمزنگ حنا رنگ جانے پائے زخم دل تیج کا پانی نہ چرانے پائے تو پس مرگ کیون خاک اڑانے پائے نقش امید نہ کرسی پہ بٹانے پائے کہیں سینہ کہیں گون کہیں شانے پائے فتنہ شکر کہیں سر نہ اٹھانے پائے پاسے دشت میں تو زنجیر کوٹانے پائے خاک میں نہ مری خاک ملانے پائے شب فرقت نہ مجھ کے ڈرانے پائے ہم یہ زنجیر کسی دن نہ بڑھانے پائے کوئی صحبت میں طر حدار نہ پائے وہ دم غیض بھی خنجر نہ اٹھانے پائے</p>	<p>چاہتے ہیں یہ بدل روح نہ جانے پائے جان پر کیل گئے یاد جو آئی کا کل جیستے ہیں جو ماخوئے دم انہیں دم غصے دل خون ہوا پر تری محفلیں کہیں یہ مری ضبط سے کہتے ہیں تھما سے ارد گم کرے یاد مگر کی جو مجھے عالم سے دل کی بیٹابی نے تجھ نہ دیا دھیان او سکا مگر ٹکڑے ٹکڑے مرالاشہ تہا جو ڈھونڈا سب یاؤں کہیں جو زمین پر یہ بتان مغرور ظلم گرد و دن کہیں ہم نہ بچے ہوک میں سیر لیکن جلد سر قبر سے بہر طکا کے رقیب مدد ای طول شب وصل کہ تار و زجزا قیدی زلف مسلسل ہی ہے تادم مرگ کہیں پر طبعے نہ آنکہ اوس بت ہر چلیگی قتل سے ناز کی یار نے رکھا محروم</p>	<p>۱۹۳</p>

۳۲	دن جوانی کے گئے ہی یہ مناسب آہوش جو خدا اب نہ کوئی دل میں سمانے پائے	۱۹۳
<p>دکھلایا گیا خیاں دہن لامکان مجھ موجیں ہوں بو گل کی نہ کیوں پشیمان مجھ اس عشق نے کیا ہر گل زعفران مجھ</p>	<p>دیگا مگر کا دھیان عدم کا نشان مجھ وحشت جو ہو بہار میں اکباغان مجھ ہنستے ہیں کہہ دیکھ کے خرد و کان مجھ</p>	<p>۱۹۳</p>

یاد قد بلند بڑھاتی ہے جب الم
ساکت میں اوسکے سامنے رہتا ہوں سطح
ثابت کرونگا رشتہ الفت کمرے میں
یہ رنگ دکھتا ہوں تو ہوتی ہو محکوپہ
گو چپ ہوں کہہ ہا ہوں پر احوال زخم دل
بچشم عدم کے ڈورے کاتن پر ہوا گمان
گردش سے بعد مرگ نہیں کچھ بعید یہ
میں تیر و بخت ہو گا پریشان اگر کبھی
قائل نہ کیوں ہوں دید کا میں تجھ کو دیکھ کر
تو سر خر و عدو کو کرے پان نیلے جب
پہلو کا تیرے داغ ہوں میں مثال قباب
روز ازل سے تھا میں سہ کار کیوں نہر
پتے جو قافلے کے میں رہتا ہوں ضعف
بجھاسیج بھی مجھے کند ابھار کا
قبضے میں آئینہ نہیں انوسے یار کا
اعجاز کامے ہے سر سبز کیوں کیست
ہو جائیگے وہ آپ ہی سیدے شکل تیر
میرے سکوت سے بھی عدو کہتے ہیں ام

کہتے ہیں لوگ لشکر غم کا نشان مجھے
گویا خدا نے دی نہیں مطلق زبان مجھے
ہونے تو دو فراق میں تم نا تو ان مجھے
ہر صفحہ جہان ورق بوستان مجھے
کیا مثل تیر دی ہو خدا نے زبان مجھے
جب ہیان نے کمرے کیا نا تو ان مجھے
ہو گنسبد مزار بھی جو آسمان مجھے
جانے گا پھر تو دیدہ گردون ہوان مجھے
حیرت بناے آئینہ جبت جان جان مجھے
نشر کیوں ہو یار رگ برگ پان مجھے
تو پیسا سمجھ کے ذرا آسمان مجھے
ملاقاتیام کے لیے ہندوستان مجھے
کہتے ہیں لوگ گرد پس کا روان مجھے
جسد مہمپ الم نے کیا نا تو ان مجھے
حق نے حلب پر آج کیا حکمران مجھے
جب محو کرے یاد لب تو خطاں مجھے
کہنچے تو دے سپہ مثال کمان مجھے
مثال زبان تیغ ملی ہے زبان مجھے

خار الم چھو جو دم فکر جب یہ ہو جس

پھر کیوں زمین شعر نہوا آسمان مجھے

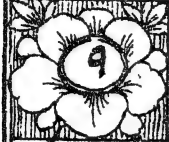


مردم دیدہ پراس جرم میں تلوار پٹے

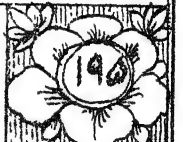
عجب شکر ہے تم اب جو دلدار پٹے

آیا سوئے میں کسی زلف و دوتا کا جو خیال
چشم تسکین ہو کہاں دیدہ آہو سے اسے
یہ خطا کی کہ تری زلف کو شب میں چھو ا
رو کے شکوئے کہیں آتش گل کو ٹھنڈا
اوس گلی میں نہیں اک شمسِ قمر سرگردا

یہ میں نے بھیجی جا حیب کے و تار پٹے
جو غم ز کس بیمار سے بیمار پٹے
شاخ سنبل سے مناسبت اگر وار پٹے
بلبلوں کو نظر اوس گل کا جو خسار پٹے
ایسے بہرے ہیں ہاں در بھی و چار پٹے

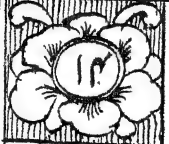


ہوش اوس بت سے ہوا رشتہ الفت مجھ کو
جائے تسبیح گلے میں مے ز تار پٹے



شکست رنگ گل سے ہی صدا ہاوی و ہونکے
ٹھٹھے غچھ نہ جبتک غیر ممکن ہو کہ ہونکے
کہیں قاصد نہ تیرے منہ سے زور نہ ہونکے
تو دل سے نالہ و شکوے بہر جستجو ہونکے
تمہارے رشتہ تقریر سے کار و فونکے
انہیں ناچیز سمجھتے مگر با آبرو ہونکے
جنہیں نور نظر کہتے تھے وہ اپنے عدو ہونکے
لو یہی جو دم فصد اپنی رگ سے مشکبو ہونکے

چمن میں چمکے جب ہی ساقی مخمور تو ہونکے
وہاں تنگ اوس گل کے کیونکر گفتگو ہونکے
رکینے حرف ہو کر مخرب سب کے گھر والے
یہ پھوڑا ضعف نے بہر تلاش ماہر و جہد م
کرد باتیں کہ چاک زخم دل ارجان سلجی
پریر و نے جو پوچھے اشک بے مرم دیدہ
دم قتل اور بھی برہم کیا شکوئے قاتل کو
تے کیسے مشکین کا ہر سودا کیا لعج ہی



دل صد چاک میں تار و تار کا جب خیال آئے
مکیوں ای ہوش چاک دل کی تدبیر فونکے



بھگ گیا کاسم مقصود صد اسے پہلے
کھل گئی دل کی گرہ بند تباہ سے پہلے
رشتہ آتش بڑا زلف رسا سے پہلے
ورود دل دور نہوا بار و اسے پہلے

آگیا آج مے کہ وہ دعا سے پہلے
شکے آتے ہی ہوئی شوق کی تحریک اتنی سی
سج اوس رخ کا ہی منظور تو ای دور و جگر
وصل پہنے ہی نہ پایا کہ ہوا شادی مرگ

مانین بت پر مغان کو جو عرش مطلب
ابھی گیسو نہ چوڑے تھے کہ بچنے دام میں ہم
اب یہ کیا ہو جو مردن ہی تو نہ لو غم کروٹ
لب ابرو سے نیرنگ کھاتے ہیں نیا
پیچھے اوس چہرے کیلے دھڑلے چڑھ لپٹنا
دولت حسن کے لینے میں نہ رہتے پیچھے
چہرے سے تڑپا دامن سے ہلکا ہم کیونکر
یاد چہرے کو کیا نزع میں بہر مر گئے ہم
دیکھ کر چہرہ رنگین کو شکستہ یہ ہوا

اے آنکھوں تنہا میں عا سے پہلے
کیوں سزا ہو گولی یا رخسار سے پہلے
زہر کے نام سے دیتے تھے دلا سے پہلے
چیتے مٹتے ہیں ہم لے یا رقت سے پہلے
اک ذرا سا منا کر لے کف پاس سے پہلے
ہم بھی گٹھ جاتے اگر دزد و حنا سے پہلے
خاک مچھتے نہ اگر یا رقت سے پہلے
سورہ نور پڑھا ہننے شفا سے پہلے
اڈر گیا رنگ گل باغ ہوا سے پہلے

دھیان کا کل کا نہ آیا تھا کہ جاری ہو اشک

منہ پر سے لگا اسی ہوش گٹھا سے پہلے

یہ صاف کیسے کہاں پہر یہ خاکسار ہے
پر می تو فضل خدا سے ہو تم لک گیا لطف
خیال چہرہ رنگین میں کیوں میں دن
مثلاے جسم کو جب ضعف مع ہی ہوتا
خدا کی شان کہ منت کی بہنیں وہ زنجیر
خیال زلف و دہن میں تم سامع کٹی
فروع و غلجہ مرکے یا خدا نہ ہے
پسینا جب سب زنجین کا چہرے کے باغیں ہ
جواہل فیض ہیں اوپر رہی سختی عالم

تو کیوں نہ گھر کے بے فصل کی بہار ہے
جب آپ ہی کے دل صاف میں غبار ہے
ہمیشہ سر پہ جو غصے کا جن سوار ہے
روان چین میں کس طرح ابشار ہے
سے نہ شہر تو کس طرح شہر بار ہے
جنون میں طوق ہوا سے گلے کا بار ہے
لحد ہمارے نہ کس طرح تنگ تار ہے
یہی چراغ ہمارے سر مزار ہے
ہمیشہ کیوں گل و بلبل میں بہ نہ پیار ہے
ان میں سنک کب گل میوہ دار ہے

ہمیشہ صحبت احباب میں کٹی مری عمر
اوٹھا کے سر جو چلے دہر میں ستم پیشہ
بناؤ منہ نہ برا موئے خطا نکلنے سے
اثر یہ الفت کا کل دکھائے وقت سخن
مقیم ہونے کو تیر نظر سے ہم کہیں کیا
یہ جھپٹ اوٹ کے پڑے تیرے رنگ و غن کی
سیا ہی کم نہو گا کل کی سب سے رخ پر
طریق نشہ محو میں یہ وہ بیان لازم ہر
خدا یا آنکہ نہ پھیرے وقت نہ عالم

عجب نہیں ہو جو میلہ سہ ہزار ہے
فلک کی طرح وہ کیونکر نہ شرمسار ہے
بگاڑ کیا جو اگر باس گل کے خار ہے
کہ منہ سے بات نکل کر بھی پیچدار ہے
سہے ہی وہ تو یقین ہو کہ دل کے پار ہے
گل چمن تری صحبت میں گو ہزار ہے
عجب ہے حافظ قرآن گستاہگار ہے
کہیں چڑھاؤ رہے تو کہیں اوتار ہے
رہے بلا سے جو پر گشتہ روزگار ہے

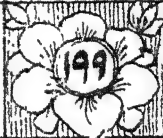
اثر ہو حجام خرابات دہر میں اولٹا
یہاں جو ہوش ہو بیوش ہو شیار رہے

روان فراق میں لاشکون کا قافلا ہو جا
رقم اگر دل نادان کا ماجرا ہو جا
چراغ حسن صنم ہونے میں روشن
وہ پائین مرتبہ جن پر پڑے ترا سایہ
پڑے خیال جو کیسے کا عین سنے میں
جو کائنات سرکہ میں محراب تیغ قاتل میں
فراق یار میں مرتا نہیں میں اس ڈر سے
سدا دکھائے نہ کیوں افکی نغمہ روشن کا
زبان وہ اپنی محبت میں کج بین بات
چمن سے جانے جو تو خار غم گریہ خلش

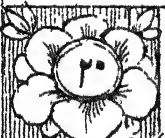
شکست دل کی صدا چاہیے ذرا ہو جا
صریر کلک نکیوں صور کی صدا ہو جا
ہوا زوال کی کہدوا بھی ہوا ہو جا
پری کا سایہ و نہیں سایہ ہما ہو جا
تو میری آنکھ کا پردہ ابھی گٹا ہو جا
قضا نسا زبونی ہے یہیں دا ہو جا
کہیں بقیہ کا حاصل نہ مدعا ہو جا
چراغ گور میں روشن جو داغ کا ہو جا
نبات کا مجھے حاصل نکیوں مزار ہو جا
کہ ٹکڑے ٹکڑے ہر اک بول کی قبا ہو جا

رواے اشک لے یا غبار کی چادر
وہ پہلے قتل سے کرتے ہیں سنگسار
بچے چلن جو توکل کا رسم فقیروں میں
ہنسی میں پھول بہترین فکے منہ سے ہم دین
یہ آبِ خضر جلا دہی عجب پانی
تو اپنے منہ سے نہ کہہ شک اپنے لیسو کو
وہ سنگدل ہے دلین خدا کی قدرت سے
بہت ہو وصل کی خواہش گریہ زمانہ میں
چلو وہ فتنہ عالم جو یار کی رفتار
کہیں رازی کا کل نہ یہ کرے اندر ہیر

غرض یہ ہر کہ کفن کچھ بڑا بھلا ہو جا
کہ تیز اور ذرا خنج جفت ہو جا
بجائے سکے زر نقش پوریا ہو جا
گلون سے صحن چین امن جیا ہو جا
کہ تشنگی ہے مویہ و زنگلا ہو جا
وہن کہیں نہ ترانا فہ خطا ہو جا
مقام جلوہ بت خانہ خدا ہو جا
کہیں نہ بیچ میں پر داتری جیا ہو جا
تو جانے گنج شیدا غین کیا کیا ہو جا
کہ بڑھتے بڑھتے ہاے لیے بلا ہو جا



ذرا جو وصف کفت پاے یار ہو تحسیر
تو ہوش سب قلم ہی حیران پا ہو جاے



شعلہ رو کیا ہی تھے کشتے کی توقیر ہوئی
سید ہی لی راہ عدم اولیٰ جو تقدیر ہوئی
ہو کے زخمی ہی رہا چشم کا صیاد کا دھیان
وہ دکھائیں جو نہ جلوہ تو رہوں کچھ ہی بین
قبضہ ابرو نے کیا ہو تھے اک عالم پر
زلزلہ دھیان میں سر ہوتی ہواہ نوان
بار سے پہلے کیوں خلقت یوسف ہوئی
نہ ہی تیج تری آکے گلے تک قاتل
دلین رہنے لگی ہر دم طلب لطف صنم

سب حسینوں میں بٹی خاک تو کیسے ہوئی
کار گر کچھ بھی فلاطون کی نہ تدبیر ہوئی
یہ پر سی مرداب دیدہ بچیر ہوئی
میری صفت نہ ہوئی عکس کی تصویر ہوئی
ای شہ حسن یہ شمشیر جہ نکیر ہوئی
شمع سان زیب وہ خانہ زنجیر ہوئی
خواب تھا ایک وہ یہ خواب کی تعبیر ہوئی
یہ پر سی شیشہ دلین ہی نہ تسخیر ہوئی
برہتے بڑھتے یہ ہوا عرش کی زنجیر ہوئی

وہن نتگ کا جب ذکر زبان پر آیا
قاصد دیکھتے ہی نامے کے بگڑا وہ شغوغ
میں سیہ بخت پس قتل بھی بیباک ہا
حسن پابند بیان کیلئے ہوا سرگردون
جب وہ غیور نے ہنسنا جلنے لگا خرمین علیشر
ایک دم بھگڑا گوشت سے سرگردون کا
لب جان بخش مقرر ہین شفا کی آیت
جو سب کج ہن موعے نہیں گاہے وہ جمل
گشت بر تازہ مضامین کو پڑا ہوا پالا
زردی رنگ نے وحشت میں کیا جگنوٹھی

بات او بھکر شکسٹ امن تقریر ہوئی
سلسلہ برہمی یا رکنا تحسیر ہوئی
خون کی بوند بھی خال رخ شمشیر ہوئی
کیا اسے موج صفا پاؤں کی زنجیر ہوئی
دردندان کی چمک برق کی تنویر ہوئی
گر یہ دسوز جب گرے بلکے جو بخیر ہوئی
مستی اون ہونٹوں کی اہم زنجیر ہوئی
آہ کی شمع کو کب حاجت گلگیر ہوئی
دیکھنا سبز زمیں شعر کی کشمیر ہوئی
پہنی جب بیٹے سنہری حریم نچیر ہوئی

پتلی جانا مجھ تکہوں کی ہر اک نے اسی ہوش
سرمد چشم جو خاک و شمشیر ہوئی

ہو رندون پر کیوں جھٹ خدا کی
نہ گاہے وصف کیسویں خطا کی
کشاکش کچھ عجب دنیا میں پائی
نہ آئی بھر جانان میں تو جانا
جسے مخلوق کہتی ہو قیامت
کبھی پائے نظر ٹھہرا نہ میرا
بگڑتے صوت لفظ پھین کیوں
سوا اپنے ادا و ناز و غمزہ کو
ہنسے گاباغ میں گل یوں جو بلب

جنہوں نے خورجنت تک نہ تاکی
بلا میں بیچے فکر رسا کی
گھٹا کی غمت غفلت بڑا کی
ہماری موت نے شاید فنا کی
وہ اک شوخی ہی چشم فتنہ زاک
تلاش اسے نہ کی تھا نسر کی
خطا بتلائیے تو ہم نے کیا کی
عدو کو دو یہ تھیں ہن سوا کی
گرہ کھلیا بیگی بند قبا کی

مرض جاتا رہا دیکھا جو تو نے
رہوں آنکھوں میں دیکھی زار ہو کر
گرے جس جانہ اوٹھے پہر دہانے

ہوا جسلوہ مجھے آیت شفا کی
اگر قسمت ملے عجوبہ حیا کی
روشن ہمنے اور ائی نقش پا کی

۲۰۱

جو پیاسا سنگ فرقت نہیں نہیں
تو خون ہو کر رہی رنگت حنا کی

۱۴

کیون صفائی پہ نہ دال کدورت تیری
بائع قتل ہوئی زار نزاکت تیری
تو ہی بتلا کہ نہیں ہی جو یہ حکمت تیری
اصو صبا زلف سپہ قام کے سر چڑھتا ہی
نا توانی مری مجھے کہیں بہتر ٹھہری
ایک دن بھی نہ کیا مصرعہ ابرو سیّدھا
زیر فرمان ہیں تیرے جن بشر حور و ملک
تیرا سایہ ہی جسے کہتے ہیں خورشید فلک
ٹٹکے تو چمکے کیون سبک بجنے لگے فرقت میں
آتش پیر سے کشتہ ہوئے غم سے چوٹے
ہم می عشق سے ہیں مست ہمیں چہیز نہ تو
تو جو تصویر ہوا شکل مراد ائی نظر
پہر تو بتلی مجھے آنکھوں کی سمجھتے مردم

سورہ نور ہو جو جب و ہر بین صحت تیری
قول کر رہ گئی تنوار کو محبت تیری
کس طرح مظہر کفرت ہوئی وحدت تیری
کھدے سنبل سو کہ کیوں ائی ہوشا تیری
کہ چلی لپٹی ہوئی اوس سحر نکلت تیری
ہمنے اے آہ مگر دیکھ لی جرأت تیری
تو وہ آدم ہو کہ ثابت ہو خلافت تیری
کہہ رہی ہی یہی عالم میں جہالت تیری
کہ تو اے موت کہ کب آئیگی نوبت تیری
اپنے حق میں ہوئی اکیس عداوت تیری
مغشّب ہوش میں آ گیا ہو حقیقت تیری
آئینہ صاف ہمیں ہو گئی حیرت تیری
ہوتی جو عین کرم چشم عنایت تیری

۲۰۲

چوڑا کیون نہیں تو خون جگر کا کہانا
جوش کیا ہو کہ جو بہتی نہیں نیت تیری

۱۹

یہ کچھ زلال سب رنگ گلشن بجا دے

ہو کہیں سنبل پریشان تو کہیں گل شاہ

کیا تر دوزخ کو نکا دل اگر فو لا دے
خاکِ محبت پر پٹے مٹی مری برباد ہے
خارِ صحراے جنوں ہو نشترِ فساد ہے
لن ترانی کی صدا موی مری فیرا دے
دم کیا دے ہیں تیری آنکھ کیا صیا دے
بڑھ کے کنتی ہو گشتِ رحمت پی کیا دے
مین نیا مقتول ہوں قاتل نیا جلا دے
ہر مینا اس برس ہر کوہِ خوردا دے
طالبِ شانہ کہیں بھی طرہ شمشاد ہے
چرخ پر جیسے مہ نوا فحلت اُستاد ہے
ای گل کو چہ تمہارا جنتِ شادا دے
کیون چشینِ مرکب ہی ہمہ قیدِ بیجا دے
کیا تن لاغر خطِ پیشانی آزا دے
کیون زبانِ معج پر شورِ مبارکبا دے
نامہ براپنا تو مرغِ گشتِ بربادا دے
بیرا شیدا کی بھی ای شیرین ہوا دے
شمل میت کو یہ آبِ خنجر پیدا دے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

جو نظم حال جفا کا تزی بتان ہو جائے
ہوں ساتھ خیر کے طو سائن چالی مین
وہ زرد و روہون کہ دین جی جو کشت امید
بیان و صفہاں مکر جو پائے عروج
اسی کہتے ہیں الفت یہی تھشت ہر
بڑی ہونان کی او کی کہ لا غری میری
وہ منہ چہا مین تو چٹکے نیکون یہاں جگر
جو سر جھکے خم ابرو مین نالہ سر کیون ہو
جو دیکھیں جلوہ قاتل تو ہنسین سب خم
نکالے ہاتھ جو درخجنون ہوا محو گردون
دلایہ الفت شیرین دہن مین محنت کر
سے گلون کا تصو جو حال کہتے ہیں
کہیں ہ بام پر امین تو نالہ پی در پی

زمین شعر ہی پر کیون نہ آسمان ہو جائے
الہی نام مہرے فتح ہفتخوان ہو جائے
تو ہوتے ہوتے ہری شکہ عفران ہو جائے
توصات کرسی ہر حرف لامکان ہو جائے
کہ کہ سکون نہ بر گودہ پد زبان ہو جائے
نظر اوٹا کے وہ دیکھیں تو ہنجان ہو جائے
عیان قمر ہو نیکون مہر جب نہان ہو جائے
پس نماز بہلا کس طرح اذان ہو جائے
وہ کہیت چاندنی کا کشت عفران ہو جائے
ابھی یہ دامن خورشید و ہیجان ہو جائے
کہ جوے شیر ہر اک گل کو اتھوان ہو جائے
تو بوستان خیال اپنی بوستان ہو جائے
نکلے بہر تن زار زرد بان ہو جائے

میں بیل گل خیار ہوں عجب کیا ہے

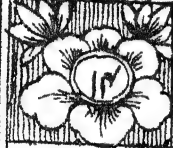
جو کل طور پر ایچ ہو شش آشیان ہو جائے

جو ہم پہلے ہی بند زلف جانا نہ ہو کر نے
ہم اپنی عمر زریسا یہ ابرو بسر کرتے
شب فرقت مین یہ تار دیکھتے ہو کیا انگیر
نہ کیونکر صندلی سے کاخچر او نکولا دیتے
جو ہر ہستی خوش دل مین و مین تو اکھرم
عنایت پر ہر او کی انحصار اپنی بھی ہمت

تو کیون ہوتے پریشان کیون شب فرقت کا کرتے
مناسب تھا جو سر دیکھم عشق سر کرتے
جو پیش آتے تو اہونے شر زریو زبر کرتے
کسی صورت تو آخر ہم علاج درد سر کرتے
مثال مرد دم دیدہ تری کا ہم سفر کرتے
وہ سر شیر نظر کرتے تو ہم سیدہ سپر کرتے

اگر ہم چاہتے تو دیدہ عنقا میں گھر کرتے
روانہ چونکہ ہم کرتے تو کیا اسی نامہ رکھتے
تو پھر وہ کیوں دہر ہر بار ویر و دیدہ نظر کرتے
ذرا ہم ہی مقابلہ کے داغ چکر کرتے
کہ جٹالے اثر کرتے ہی تو اولٹا اثر کرتے
تو بوبو کر گل رخ میں ہمارے گھر کرتے
اگر نالے مے احوال سے اس کو خبر کرتے
عجب کیا نسر طائر کے ہی جو تم قطع کرتے
اگر بولے سے ہی خصلے فلک یاد کر کرتے
کہ جو ابھی زبان سے خود نہ اپنا سہ کرتے

وہ مردم ہیں کہ گم تھے بن ہم بھی تو ابھی کر
وہاں سے جیت تو پھر تا تو اپنی طائر جان کر
چرا نا آنکھ کا ہوتا نہیں منظور جو اونکو
تمنا تھی کہ موتا حشر برپا چال سے اونکی
ہمیں برشتگی سخت سی ثابت ہو اگر گردون
جڑ پانی اسی گویا دگر جو لا غری اپنی
وہ پھر جو گد ریا ہوتا رے کے آنکھوں سے
دم تو صیفق پیچھی سی چلتی ہی زبان اپنی
اونہیں یہ جادہ ہستی عدم کا راستہ ہوتا
نثر نخل تمنا سے وہ کیا اس زبان میں پائے



کیون اسی ہوش ہوتا نام اپنا دہر میں دش
جو ہم بزم جہان میں شمع سان عرض نہ کرتے



دو لعل بلکے نکلے میں سونے کی کان سے
ناہید آج آئے اتر آسمان سے
نکلے عدم کا پاؤں اگر درمیان سے
باہر پیچ رہتی ہی ہر دم میان سے
حرف وفا مگر نہیں نکلا زبان سے
تیر شہاب سر نہیں ہوتا کمان سے
مقتل میں آئے ہیں کس لہن زبان سے
آؤ زبان دیکھیں لڑا کر زبان سے
لین کام استخوان کا ابھی ہم زبان سے

سرخ اوس سنہری رنگ کے لب کب میں پان سے
نکلی صدایہ وقت غنا اوسکی تان سے
ہم ڈھونڈ لائیں نصف کمر لاسکن سے
مریخ کیون ہلال پر بارو کے دم سے
کیا بات ہو کہ پٹھ چکر دفتر جفا کے وہ
پیری میں شعلہ آہ کا کیونکر لب سے
تیوری چڑھائے تیغ برہنہ کیہ سے
گو گالیوں کی مشق ہو جیتتا ہو کون
اوس سستدل کا وصف دیکھائے اگر اثر

یہ تیغ کند ہو گئی کیون ملے سان سے
کل طرح کے راہ عدم کس نشان سے
لے دون کی ہر ایک غزالہ لہکان سے

عالم حسن میں بھی صبح و مساء پہننے دے
اپنی اسی عیسیٰ مریم کو دوا پہننے دے
لیپس خیر چو تو زلفوں کو ٹرا پہننے دے
غار ثابت نہ کوئی آبلہ پاشنے دے
ایسے کوچے میں ہوشیاق کو کیا پہننے دے
ہڈیوں کو پس مروں جو ہمارے پہننے دے
ابھی کچھ دیر تریخہ چھانسنے دے
حشیم دل چاہیے انسان کو واسننے دے
باغبان تو مجھے دامن سے لگا سنے دے
کیون نہ پہن زیان میں متع او اسنے دے
خچے گلزار میں جو باوصب اسنے دے
یہ پی مردم بیمار خصا سنے دے
اپنی آنکھوں ہی تک می پاریا کھنے دے
پکھ و ذبن کشت تنہا کو ہر اسنے دے

تم یہ سچ نہ لے تو اس قدر لقا ہے کہ
 یاد اور سلا جہاں بخش کی کشتی ہو
 حیران، پھر کبھی یہ شبِ دولت کی عمر
 ہوئی ہے کہ اس کے سچ سلامت چہرہ
 اور نگاہیں ہیں، یہ پشتر ہو جاتا ہو
 کہ ہے یہ دہن زخم سے لقا
 ہو مقہورین تو پڑ جائیگی اور پھر بھی نظر
 میں بھی اس نے نہیں لی غارِ اروہ کل ہر
 کے امان ہو خدا کی کہ یہ یہ تیرا
 باخواب پڑے نہ کچھ نہ نہال و بلبل
 یہ ہو ہو ہو تو کہ یہ وہ نہال سے
 یہ مل کی ہر اک ہو پڑا ہو جیت
 سبز بوس کی او گل تو بھی یہ کی ہے

تبرکات و نیکوئی در این روز

اپنے عشرت کدہ میں ماہ لقا رہنے دے

ایک لے سے ہمارے سیریت ہو گئی
لوز میں شہر میں برپا قیامت ہو گئی
اپنے حق میں منخر زور جنت ہو گئی
ترک تباہ رہا یک قلم و کتابت ہو گئی
ابا دہر اس شوخ کی چشم غنایت ہو گئی
سیری صورت اندون صافا دکھائی ہو گئی
بند آنکھیں دیکر و چشم عبرت ہو گئی
بہشتے بٹھتے آئینہ او کی کدورت ہو گئی
دیکھنا کافر سے بھی ہلکا ہوا بیت ہو گئی
تیری امی شیرین میں جہنم شہرت ہو گئی
ہو گیا جبکہ کرمان میں طاق طاقت ہو گئی
گل پس مردن ہی اپنی شمع تربت ہو گئی

موجب استغنا کا حال رخ کی الفت ہو گئی
اندون نظم اس قدوز و کی رحمت ہو گئی
ہجر ساقی میں رنگ غلدہ بجانہ چسپا
حب کا پردہ ہی اونکو پہنچ سکے ہم نہیں
آنکھیں کھلائی کی کیا یہ گردش لیل و نہار
گھر کیا حیرت نے مجھ میں کہ آئینہ بنا
اہل دنیا کو جگیا اخفتگان خاک نے
شکل یاس کی نظر جب وہ ہے ہرگز نہ صفا
زلف نے ہٹ کر بتایا صحت خسار کو
ذکر بیکار یوسف مصری کا ارمین زوا
طاف ابر کے قصے کیا آخر یہ حال
ناموافق باغ عالم کی جوڑی ہم کو ہوا

ڈال ہزار دن در جہنم دلچاہ اب تو اسے کس پاس بھی
ہو نہ کوثر و جہنم ہون تیری بدولت ہو گئی

شب فرقت کی بوسھر ہوئی
کب یہاں دلخ کی سپر ہوئی
زلف کے لام پر ظفر ہوئی
رہ عدم کی ہوئی کمر ہوئی
خاک کیوں سیری خاک ہوئی
چھینک کس دن دم سفر ہوئی

کوئی نہ میر کا رگر نہ ہوئی
کب وہ تیغ نگاہ سر ہوئی
رہ گیا دو دہ آہ اوٹھ اوٹھ کر
ہم تو کم ہو گئے تجس میں
کشتہ شعلہ روتا احوال گردون
کب نہ چکر رہا نکل کے ہمیں

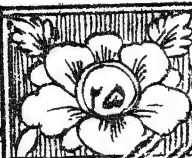
روح کا حور سے رہا چہ گرا
جس کے غم میں بہا دیا دریا
ہو عجب نخلِ غم کی شاخ یہ آہ
قد بالاکا وصف پچھل نہ سکا
اوڑکے پرے کیے گریبان کے
اوسکا خنجر کبھی گھٹے نہ ملا
دیکھتے ہی ترے اوٹھا غوغا
روز کتے وہ قتلِ عالم پر

دیکے سر پہی مہم یہ سرنوئی
 پس مرگ اونکی چشم تر نوئی
 کہ کسی روز بارور نوئی
 یہ زمین آسمان پر نوئی
 تیری حاجت تو نامہ بر نوئی
 عید اک روز میسے گھر نوئی
 اک قیامت ہوئی نظر نوئی
 یہ بھی حکمت ہو جو کمر نوئی

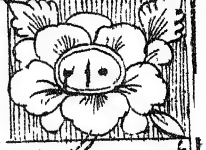
یہ ایک کوئی دل خیر ہوئی

دریا بہ نرین را ختم رہیہا میں جھے
 اربع جہان میں کوئی بھی کشکانیں مجھ
 اللہ میں کہیلتا نہیں کس دن میں جانیر
 نوں سحر وصال کی شب ہو عدد مرا
 کس شب تنہا ہے پائے نور نہیں دیا
 سوئی ہیں اسوئے دم و لغ کے ہیں پاس
 کوڑوں کی مار کہاؤں خطاوار کیون نہ عن
 خواہش کی مجھے صفت مرقہ کی تو اپنے
 منہدی لگی ہونی بزرگ کہہ رہا ہے یہ
 باطل جو دیکھو نہ تیرے میں کیونکر روئیں
 ترستیں حق جو نہیں کس دن ہوئی خری

کیا تخت او سکے کیچے کا تخت انہیں مجھے
کب مثل خار پاس رہ رہتا نہیں مجھے
کس روز جاتا وہ تماشائیں مجھے
بجٹا گھر جو شام سے دہر کا نہیں مجھے
کیسے تو کب ملا یہ بیضا نہیں مجھے
حاصل فراق یا زمین ہی کیا نہیں مجھے
بے حکم چو لونج لف کو سوا نہیں مجھے
کانٹو نہیں کیا ہو اجو گسیٹا نہیں مجھے
منظور اب تو خون ہسا تا نہیں مجھے
کیا آبروے ابر کسٹا نا نہیں مجھے
تکبیر کب یہ قلقل میں نا نہیں مجھے



قادر اگرچہ ہوش ہر اک نظم پر ہون میں
لیکن خدا کے فضل سے دعویٰ نہیں بنج



تو بلبلوں سے نہ کم ہم بھی گفتگو میں رہے
کہ آئینہ کی یہ آئینہ بہت خوب میں رہے
اور لہجہ کے تیج کا ڈورا رگ گل میں رہے
اگر نہ جذب نہانی مرے گل میں رہے
عجب نہیں ہو جو خنجر چٹ گل میں رہے
کہ سرمہ جو دم پرش مرے گل میں رہے
ہمیشہ دیدہ تر فکر شست شو میں رہے
کہ درد تک بھی نہ باقی ذرا سب میں رہے
تو کیوں نہ خم میں ہے شمع کیوں سب میں رہے
کیسکے ہاتھوں کا طوق ایچوں گل میں رہے
گھٹا سے گھٹ کے نہ اک وزا بر میں رہے
ہوا بھری ہوئی داماں آرزو میں رہے
کہ کوئی فرق نہ بھین نہ اونگی ہو میں رہے
جو خال بنکے کف دست تنہا خوب میں رہے
دام آرزو سے ترک آرزو میں رہے
نفس کا نار اور لہجہ رشتہ ز فو میں رہے
عجب نہیں ہو جو بل رشتہ ز فو میں رہے
چڑھا ہلال کے مصرے سے آرزو میں رہے
اگر وہ شکو نہیں ہلوے عدو میں رہے

بہتے ہوئے جو گل سے وہ رنگ بو میں رہے
دل اپنا کیوں ہوس وصل سادہ رو میں رہے
وہ چاہیں قل ہی کرنا تو ہم رہیں محروم
غرض ہے کیا اونہیں کیوں خون لٹین گردن
بھری ہوئی ہر تناسل گل گدگد میں
سیاہ کاری اعمال سے نہیں کچھ دور
غبار مہونہ سکے اسکے دل کا احمر دم
وہ آفتاب جو مجھ سے تو ہم پین اتنی
جو دخت رز کوہ منظور پر وہ داری ہو
وہ دن بھی آئے کہ زنجیر زلف پاؤں میں ہو
برستے بارہ جینے ہے یہ دیدہ تر ہو
چرخ زیت کو جب جانیں گل کرین دل
گلونگی یاد میں یہ ناتوان ہوا سی بلبل
عجب یہ نقطہ دل کی نہیں شرارت سے
ہمارا کاسہ مقصود پڑ ہوا نہ کہی
وہ پر نصیب میں ہو زخم ملے بھی کوئی
کیسی زلف کا ہر دیان بخینہ گر ہم کو
جو بیت ابرو ہوش کا وصف ہو تو دن
ترپکے کیوں دل مضطر نکل گیا اپنا

فرغ یابن مین یہ بھی صورت ہر وہ ان تنگ کو دیکھیں تو نگہ سنجہ ذرا شگون بد ہو تمہاری کمر کا خال سیاہ تجھے نہ اشک داخل ہوئے حضوری میں روانہ باد بہاری جو ہو تو ای بلبل	نور بھی ہو جو ہر ایک ماہر دین رہے تو پہر کلام نہ اونکو کہی خلو میں رہے ہو کیا امید گر ہو کمر کی منہ میں رہے نماز پڑھ چکے احباب ہم وضو میں رہے فغان ملی ہوئی آواز طستہ قومیں رہے
--	---

وہ کیا ہو کر دشمن لیل و نہار کیا تھا
جو ہو کر دشمن ہو گیا تھا

کیا کتب و نسخی کی آہ بسم اللہ ہے اندن کیلے یہ غضب کی رہو چاہ ہے جو نظر آبا نہیں وہ اپنا ازاد راہ ہے فوج اشک و لشکر غم اپنی ہی ہمراہ ہے بت دہن کہتے ہیں یہ جوئی مگر افواہ ہے بے سبب یوں کہتے ہیں یہ جوئی مگر افواہ ہے	فیروز ہر جہت سے نصرت دے رہا ہے جہاں تک پہنچے کیون کنوین ہم ہی فرشتہ طہ جہاں تک پہنچے عہد او سلی کمر کے دہانین ہم ہی ہا شوکت تری فتنہ ہیں شاہ حسن جو فوج و لشکر ہیں تو کچھ تو کہہ اٹھتے کہی یہ سب کچھ کہتے ہیں تو کچھ تو کہہ اٹھتے کہی
---	--

وہ اگر مومن ہیں تو جوئی مگر افواہ ہے
کیون ہو تم مغلزادے یا نہیں یا نہ

پہر تو ہر رات وہ مہ پارہ سے گرائے آبرو کوئے مقابل جو مست در آئے تہام کے کیوں وہ کلیچہ سے گریہ رائے پر کسی پر نہ کیا دل مضطرب آئے اور گردش میں جو حسن سے ساغر آئے آنے دو کوئی بلا جو مرے سر پر آئے	یاد ہے جو درانچم مفت در آئے یہ وہ آگہیں ہیں کہ عالم کو ڈبو دین میں میں سے نہ نہیں خدا نے جو یہ بخشا تھا اثر موت آیا ہے تو بہتر ہی بلا سے چوٹے لطف تب کہ شب ماہ میں ہو میرا پس یہ تو ممکن ہی نہیں لطف کی الفت چوڑا
--	--

طاہر جان کو نہ سپرے کرین کیوں قربان
مرسم داغ جسک دید ہو جسکی ہلکوی
دیکھتے کو بھی تماشا جو نہ باہر آئے
کوئے قاتل سے سلامت جو کبوتر آئے
چھینا دس ہاں سے پہر چوٹ کے کبوتر آئے
اوسکے دروازے پہ پہر کیا کوئی مضطر آئے

حضرت ہوش قدم رنجسہ اگر فرمایا
پہر پڑے دھوم دکن میں کہ سخنور آئے

سبزہ خط پہ رہی آنکھ حسنین کی مدام
نیک بد بولتے ہی آئے ہن برا کسکو کہیں
خلعت سرخ عطا کیوں نہ کرین آبلہ پا
اثر نالہ موزون ہوا اگر لے مجنون
نا توانی نے کیا ہو مجھ گم وحشت میں
عاشقون پر یہ کیا کرتے ہن بیفائدہ ظلم
اگر خیال مرثہ یار نیا گل پہولے
باغ عالم میں اگر چہیرے گلے نہ ہمیں
اک زمانے کو کیا حب مرثہ نے لاغیر
باغبان روزا نزل سے ہو گل خار کا سا
حسن کے باغ میں چہرے یہ ہے ہو کاٹے
باغبان پھول جو خوش و ہن لو بدبو کاٹے
مرثہ یار کی دیتے ہن و نہیں بو کاٹے
کیا تعجب ہی جو ہو جائیں سخنور کاٹے
کیا مرے آبلوں پر پائیں گے قابو کاٹے
بوتے ہن حق میں بحث اپنے پر رو کاٹے
نظر آئیں چمن دل غ میں ہر سو کاٹے
تو نہ کہنے کہ ہن اس باغ میں ہر سو کاٹے
نظر آئے لگے اب دہر میں ہر سو کاٹے
اک کنائے کو نہ گل بایں نہ اک سو کاٹے

اہل اسنام ہر ہوش نہ کر ذکر بتان
بستر عیش پر اپنے نہ بچا تو کاٹے

محسبات

تضمین عنزل استادی جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک
سید منشی مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ سیر مرحوم لکھنوی

بے غذا زیست بسر کرتے ہیں	اس محم کو ہمیں ہیں ایک کو سر کرتے ہیں
ہر دم دامنِ دل خون میں تر کرتے ہیں	روکے فرقت میں ہر اک شام بحر کرتے ہیں
زندگی عینِ تلاطم میں بسر کرتے ہیں	
زندگی ہجر میں شاہانہ بسر کرتے ہیں	ماہ کو سیم عطا کر کو ز ر کرتے ہیں
ماہم احسان کا ہر ایک پہ در کرتے ہیں	یاد ابرو میں روانِ اشک اگر کرتے ہیں
دامنِ تیغ کو لبس ریز گہ کرتے ہیں	
آکے دنیا میں نہ پایا کبھی دم بہر آرام	دور کرتا ہی رہا جامِ الم اس میں ام
حق تو یہ ہو کہ ٹھہرنے کا نہیں ہو یہ مقام	منزلِ دہر نہیں ہمسفر و جاے قیام
نم چلو یا نہ چلو ہم تو سفر کرتے ہیں	
رہ و سخت کڑے کوس ہیں اس منزل کے	مثل نقش کف پائے سرکش کیسے
حق جو ہو بات چہاں سے وہ کس طرح چہے	چشمِ عبرت ہو تو مری نہیں کم و اعطی سے
مرگ اک دن ہے یہ زندوں کو خبر کرتے ہیں	
ہجر جانان میں ہر اک پر ہی نئی اک افتاد	نوش کرتا ہو فقط خون سے کوئی ناشاد
کوئی کہتا ہو غم سخت مثالِ فرہاد	ہو یہاں جاے غذا خال رخ یار کی یاد
ایک دانے پر ہم اوقات بسر کرتے ہیں	
دل کے ہم اون سے کسی سے بھی نہیں مل سکتے	خوف یہ ہو نہ کہیں بنکے ہماری بگڑے
ذکر کرنے کا ہو کیا دیکھنے میں ہیں خدشے	دیکھنا غیر کا کیسا کہ ہم اون کے ڈر سے
چپکے نظارہ خورشید و قمر کرتے ہیں	
کھل گئے دیکھتے ہی گل کی طرح غنچہ دہن	ساتھ ہم ہو لے یوں جیسے کہ ہوسایہ تن
اپنا ہر صبح و سہا پہی پہلے تو چلن	نور وحدت نے کین جس روز سے انکھیں روشن
تو ہی آتا ہو نظر جس کو نظر کرتے ہیں	

سند میں جو آئے گواور یہ خاموش رہیں	ہو کے معشوق کڑی ہر کس ناکس کی ہین
کچھ تچہ نہیں اسکا ہی اگر یہوٹ۔ ہین	ہو بجب سخت اگر برہمنوں تلکو کہیں
بست جو خاموش ہیں اللہ کا ذکر کرتے ہیں	
سب کو اک طوکی گردش ہو تیر چرخ کہن	اپنا اپنا ہی لکڑ نزل ہستی میں چلن
دیکھلے وہ جسے باور نہو حق حق یہ سخن	راہ رو دو نون ہیں زہاد ہو یا تر داسن
یہ تری کا تو وہ خشکی کا سفر کرتے ہیں	
اوسکو پونچا دو خبر یہ کون کیوں یارو	تار برقی ہو بیان آنسو دنگے تارو
بڑھ کے پڑے ہیں گریبان کے سب خبراؤ	کم یہ کا ندھو ننگے فرشتے نہیں ہر کارو
مے احوال کی روزاوسکو خبر کرتے ہیں	
صبر کراہی دل میتاب جو مونا ہوتا ہوا	راہ پر آئیں وہ اب یہ نہیں ممکن اصلا
خاک ہو جائیں ہم الفت میں اگر تو اد نہیں کیا	اتخوان پسکے جو سر سر ہوں تو ہوں کیا پڑا
پہر گئی آنکھ ادھر کب وہ نظر کرتے ہیں	
اثر سوز سے خورشید سلگتا ہے مدام	سنکے زار سی مری شبنم کو بھئی دے ہے ہو کام
ایک عالم مرے اندوہ سے ہی پیر آلام	دل تمہارا نہ پیچے تو عجب کا ہو مقام
یہ وہ نالے ہیں کہ پتھر میں اثر کرتے ہیں	
ہو مشق نے عشق کے اسرار کو جانا ہو اسیر	چشم دل وا ہو تو کوئی نہیں پروا ہو اسیر
کیل رکھ کون کا نہیں ہو یہ معا ہو اسیر	توج و تاب دل عشاق تماشا ہو اسیر
یہ کبوتر وہ نہیں ہیں جو کمر کرتے ہیں	
۲۱۵ قضین غزل جناب شیخ امام بخش صاحب نسخ لکھنوی	
بیان ہو گیا سناں نیک وہ عزت افزا ہو حسین کا	نہ پوچھو عالم دل خون کا جو کھلے اسکو نہ کہیں کا

وہ جلوہ ہر چشم سرگین کا کہ دم ہوا لکھنویں حج عین کا	یہ نور ہوئے جبین کا کہ موخا چاند چودہویں کا
یہ حلقہ ہر زلف عین کا وہ ایک ناز ہر مشک صین کا	
نجانا دس کو پری نہ آدم ہوا ہر قدر خدا جسم	نیکیوں ہو وہ دہر شر تو آدم کا ناپ ٹٹے ہن کیلیم
اگر ہو ہانسی ہر زلف پر نعم تو ہر خط سطر خلق کو	یہ ساعد نکا ہوا سکہ عالم کہ جینے دیکر ہوا وہ بید
نیام تیغ قضا سے ہر دم لقب ہر قاتل کی نشین کا	
چمن ہر دیا باغبان ہر گل ہر شیدا ہر نگار	ہر وقت شمع شاد کو قول بڑا ہوا ہر یہ کچھ بھل
کہ خوف آدم ہر بے تالان ٹٹے نیکیوں اس کے گل	وہ چشم فتان ہر غیر تل ہر نفی جان ہر شک
عذارین ہر شہا بہت گل کن میں عالم ہر یاسمین کا	
یہ کچھ شامل ہر فضل دان کہ نعم ہی راہی رحمت	چلا جو شستہ میں ہر بان تو کاٹے پا کیسے غم
نیکیوں ہر وقت کا ہر چہرہ احسان کیا جس نے گلستان	زہ کیسے ہر خوش داغ ہر جان ہوا ہر اسینہ باغ رضوان
نہاے گلشت جاغلان خیال یہ تار ہر اسے جبین کا	
جدا ہر صبیحہ ماہ پیکر بنا ہر شعلہ یہ جسم لاغر	عین نہیں الے بدن پرکتے انگارے ہن سر اسر
سج کہتے ہر نوکے ششدر علاج کیونکر وہیں مضطر	اگر ہو ہوا ہر سینہ ندیقین ہر موحان دم میں جگر
سنا ہو جو آفتاب محشر کہ نہ ہر داغ آتشین کا	
خیال ہر کان اکیر کی درائین ہر بیان بندگی کا	ادامہ جب حکم ہو نبی کا تو کھلے کیا طور غلصی کا
یکڑکے دامن میں غریب و درگشا ہوں ہر گٹھی کا	برا ہو بد بخت شامی کا نہ دیر ہو بر باد یوں کسی کا
بنا ہر عشق بتا نہیں کیا نشان سجدہ مری جبین کا	
اس کے فرض پیکر اسے ہر کان زمین بڑکے لاسکانے	یہ کہتی ہر نعت بیانے کہ اشک انی ہوں میں کیا نہ
غرض نہیں شش استکانے مراد ہر فہم نکتہ دانے	طبع ہر انصاف دوستانے کہ اسافر میں سببانے
کیا ہو ناخن نے آسمانے لہر تر تہا س زمین کا	

<p>قطعات تاریخ</p>	
<p>۱۱۲۰ قلعہ تاریخ شہر فیض آباد ملک اودہ</p>	
<p>ہوئے جو امردین پر قتل ای ہوش</p>	<p>وہ جنت میں ہوئے داخل کہی کے</p>
<p>کہا ہاتھ نے بہر سال اوسدم</p>	<p>ہوئے سب سرخرو آگے نبی کے</p>
<p>۱۱۲۱ قلعہ تاریخ غدر ہندوستان</p>	
<p>ہندوین کی ہولناوت فوج نے انگریز کی</p>	<p>ہی ہر اک بچین جان مال کی جانے سے اب</p>
<p>ہوش سے کہتا ہی ہاتھ دیکھے یہ شور و شر</p>	<p>کہہ پانقنہ ہی پہلے حشر کے آنے سے اب</p>
<p>۱۱۲۲ قلعہ تاریخ وفات جناب مرزا محمد رضا خان برق النجا طبع بفتح الذولہ بخشی الملک</p>	
<p>۱۱۲۳ لکھنوی شاگرد تاریخ مرحوم لکھنوی</p>	
<p>افسوس بے فرخ ہوئی آج شاعری</p>	<p>یعنی جناب برق نے بھی لی رہ بقا</p>
<p>ہاتھ لے اٹکے مٹے ہی ای ہوش بہر سال</p>	<p>وہ چند میں کلام پر جلی گری کہا</p>
<p>۱۱۲۴ قلعہ تاریخ وفات قبیلہ و کعبہ جناب اب نیاز محمد خان مرحوم نبیرہ حافظ الملک</p>	
<p>۱۱۲۵ حافظ رحمت خان شہید سعید والی سابق ملک وکیل گنڈ</p>	
<p>والد نے مرے وفات پائی</p>	<p>کس طرح نہ میں کروں بکا آج</p>
<p>ہاتھ کہا مرے دل نے افسوس</p>	<p>اک سایہ عاطفت اوٹھا آج</p>
<p>۱۱۲۶ قلعہ تاریخ وفات مولوی جمیل الدین جمیل فرخ آبادی</p>	
<p>جمیل نلو کار پاکر وفات</p>	<p>کے خلد کو جب بصد اہتمام</p>
<p>کہا بادل ہوش لہضوان نے تب</p>	<p>کہ افزون ہوئی زینت جلد آج</p>
<p>۱۱۲۷ قلعہ تاریخ رحلت علی بہادر خان بن نواب محمد امین خان مرحوم بریلوی</p>	
<p>لی راجپان علی بہادر خان نے</p>	<p>بلبل کی روش کیے پد نے نالے</p>
<p>ہاتھ نے کہا یہ مجھے رد کرای ہوش</p>	<p>دایہ پیری میں سال میت لکھ پے</p>

<p>قطعه تاریخ رحلت نواب حامد علی خان حامد عرف جی میان بریلوی حامد نیک ذات ہو کر فوت ہوش ہاتھ نے یوں کی تاریخ</p>	<p>حسد کا جانے ہی چسراغ ہوا سب مجنون کے دل کو داغ دیا</p>
<p>قطعه تاریخ رحلت جناب مخدومی حکیم محمد حسن علی خان ہوش بریلوی میرے حسن تھاک حسن خیلخان طبابت کا سخن کا کچھ نہیں ذکر قصیدہ نعت احمد بن لکھا وہ لکھن و صفت گل مضمون اگر میں رہا احلاق سے امن کے ہمیشہ ولائے دل سے وقت واپسین بھی بنی تھی نور او کی روح یکسر جدا قالب سے ہو کر حسد میں جب ہوا ای ہوش سال عیسوی میں تو اوس کو دیکھتے ہی ہنس کے رضوان جو لو اول سے ہر مصرع کے اک حرف سرواخر کا ہر مصرع سے لو حرف</p>	<p>کہ مثل او نکاز مانہ بین نہ دیکھ تھے اوصاف حمیدہ میں وہ کیت ہوا جو بیت جنت کا قبالہ ابھی کا غزبہ ہو گلشن کا دیو کا ہر اک نیران پذیر اعلیٰ و ادنیٰ درود و ذکر حق کا شغل رکھا اثر یہ نور طاعت نے کیا ت ہوئی وہ روح انور جلوه افشا مجھے منظور تب تاریخ لکھنا چسراغ حسد اچھا ہے یہ بولا تو اوس سے سال عیسوی ہو ہویا تو سال فوت سمیت سے ہو پیدا</p>

ایضاً

<p>کہا مجھے دل نے پڑ سال عیسوی طبابت عن خلق و رسم و نکوی</p>	<p>کے قلد کو جوش جسد م تو ای ہوش ہوئی تیغ فرقت سے بے سرعہ جود</p>
<p>جب قضا نے کیا جدا ای ہوش</p>	<p>جوش فی ہوش کو اجاب ہے</p>

سال فصلی لکھنؤ سے الم | ایسے بحر سخن ہوا بے ہوش

قطعہ تاریخ تولد پسر نواب عبدالرشید خان خلیف نواب امداد علی خان
ابن نواب محمود خان نمبر ۶ حافظ الملک طافظ رحمت خان مرحوم

ہوش عبدالرشید خان کا پسر | وقت محمودین ہوا پسر
سربخت کو لیکے دل نے کہا | صاف وہ دُر ہو درج رحمت کا

قطعہ تاریخ زحمت سید صغر علی خان | جد امجد سید اولاد حسین سوار یلوی
میر اصغر علی نے دنیا سے | سوے ملک بخت جو کوچ کیا

ہوش نے پاک جانکرا دنگو | داجنل خلد ہو یہ سال
قطعہ تاریخ زحمت جنت آرام گاہ کیوان جاہ جناب اب محمد یوسف علی خان بہادر مرحوم

متخلص بناظم والی ریاست الہسور رانیپور شاگرد اسیر مرحوم لکھنوی
دالایوسف علی خان بہادر | کیا کرتے تھے طراہ سخاوت

کہ حاتم بھی نہ جہین رکھ سکھاؤن | کہ مثل گرد پیچھے رہ گیا وہ
حکومت اونکی تھی کسری سے بڑھ کر | نیلے بھول کر نام جفا وہ

وہ تھے اک ناظم معجز بیان بھی | سوال سکے بڑے تھے پارسا وہ
جو کی رحلت تو ہاتھ نے کہا ہوش | ہوئے ہیں ناظم ملک بختا وہ

قطعہ تاریخ الطباغ و ستنبوع مصنف مرزا اسد اللہ خان غالب
شدہ مطبوع و ستنبوع غالب | بہر کس چون چین محبوب دل شد

چو گل مطبوع طبع ہوش گردید | ازین رو پال او مرغوب دل شد
قطعہ تاریخ جلوس میمنت مانوس جناب نواب کلب علی خان بہادر

متخلص بنوا اب والی ریاست رانیپور شاگرد اسیر لکھنوی
جسگری کلب علی خان فریدون جاہ کو | فضل سے اللہ کے حاصل حکومت ہوئی

غیب آوازیوں آئی پر سال جلوس
دو دو دو جو بٹھتے ہیں کہ رکتے ہی قدم

ہوش کہ تو زینت افزایہ ریاست ہو گئی
ہر ریاست سے دو چندان کی عزت ہو گئی

تقریظ و قطعہ تالیف کتاب لا جواب سر والی قلوب فی ذکر المحبوب مولفہ
مولوی محمد تقی علی خان مرحوم بریلوی

ترانہ سخی بلبل خامہ گلزار حیدرین بیکار ہو۔ یہ وہ مقام ہے کہ طوطی ہزار داستان کو بھی بیان
بخزد و رکاوٹ نہ ہو۔ جب بخت بخت باغیان رسالت باغ نفاک تیغ معرفت کب فرماوے تو صفت
و شامہ دامن دریدگان خار عصیان کی کب پای قبول پاسے نیم اوراک کو خیم
حمد خالق شکستہ کرنا کیونکر نہ سرا سر حال ہو۔ جب گلشن مخلوقات کے بعض بعض گل
کمال کی خوشبو سے وصف سے شام جان معطر کرنا اشکال ہو۔ فی الحقیقت عین
عنایت باغبان قضا و قدر سے گلشن ایا دین ایسے ایسے درخت کمال نے نشوونما پایا
جنکے دیکھنے سے عقل کل کا بھی چراغ عقل گل نظر آیا کسی میں سرسبزی معرفت نظر آئی
کسی نے شریعت کی بہار دکھائی کسی نے اصل اپنی خدا و رسول کی تصدیق سے مستحکم
کسی نے تصدیق کو فقط فرع تصور کی سمجھ کے خیال باری تعالیٰ ہی سے صوت ظاہری
کو زیب دی کسی غفل قد میں گھماے علوم کھلے کسی گل سخن میں خار ہاے جہالت
و ضلالت نظر پڑے کسی نے بہتری کا ثمرہ پایا کسی میں پھل بدی کا آیا غرض کہ گلستان
عالم میں طرفہ بہار ہے۔ کہیں گل ہی کہیں خار ہے۔ اگرچہ اس مافیہ میں بوستان کمال
خزان رسیدہ ہے۔ اہل کمال کا گل رخسار بسبب چلنے با و سموم بیقدری کے برنگ
زعفران زرد ہو کر پڑھ دیوہ ہے۔ لیکن حجاب حمت الہی کی ترشح سے اب بھی نخل کمال
کچھ کچھ شاداب نظر آتا ہے۔ کسی مقام پر کہیں کہیں کوئی با کمال گل کمال کے تازگی
دکھاتا ہے۔ اس دعوے پر حجت ساطع اور برہان قاطع سمجھ کر ایک شمشاد حدیقہ و علم
و فضل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حاسدوں کے دل پر لالہ روش داغ الہم دیا جاتا ہے کہ کلمہ

اوصاف فراوان۔ مولوی نقی علیخان خلیفہ الصدوق مولوی رضا علیخان مرحوم و متوفی
 غفر اللہ مرقدہ شہر بانس بریلی میں سکونت پذیر ہیں جن ظاہری و باطنی بلکہ جمیع اوصاف
 حسنین میں منظر ہیں باپ ادا ان کے مدت دراز سے چمن پیراے علم و دولت ہے خود مولوی
 صاحب بھی ایام طفولیت سے الی الان بفضل ایزد منان مصر حوا و ثبات زمانہ سے پیکر
 گلچین خیابان فصل عزت ہے ان کے والد ماجد نے کمال دانائی سے دنیا کو مزرعہ آخرت
 سمجھ کر محکم عمل نیک بو کر ثمرہ معرفت پایا ریاض کرامت بھی شگفتگی پر آیا صفت شبنم رات ات
 اونکو اکثر لوگوں نے ذکر خدا سے تر زبان دیکھا۔ دن دن بھر رنگ تمیم غنچہ گوشہ تنہائی
 میں دیکھا عالم باطل تھے کامل بے بدل تھے ایک دنی شعبہ اونکی درخت کرامت کا یہ ہو
 کہ جب بعد دور ہونے قدر کے فوج انگریزی بریلی میں آئی رعایاے شہر بریلی بخوف
 جرنیلی نہایت گھبرائی ہر شخص بگ خزان رسیدہ کی روش بے برگ و بیوا سبب چلے
 باد تہذوف کے جانب ہوا اگر یزان ہوا ہر فرد بشر کا حال سنبل کی طرح یکسر پریشان ہوا لیکن
 اوس سر و گلستان کرامت نے خانہ خدا میں طرح اقامت ڈالی بچہ عزاجی کے یہی جانی ہیں
 کہ ایسے محل خوفناک میں حسب معمول عبادت شبانہ روزین سر موقوف نہ لا کر کوئی بات
 ہراس کی منہ سے نہ نکالی باوجود تین روز تک قتل عام اور لوٹ ہونیکے اونہوں نے
 مطلق صدمہ نہ پایا جو کوئی سپاہی فوج کا آیا عنایت ایزدی سے اوسنے تسلیم ہو گیا۔
 الحق ہوش بچتہ مغزون کو نہیں دوا دیکھ ضرر بہ صدمہ صرصر سے ہو جاتی ہو شلخ خام خم
 سبحان اللہ جو یہ مرتبہ پائے اسکے صاحب اوسے کو سلسلہ رہنمائی شریعت کیونکہ
 نہ ہاتھ آئے۔ الولد و سرلابیہ کا مضمون شگفتہ نظر آیا مولوی صاحب سلمہ اللہ
 تعالیٰ کا بھی گل کمال تازہ رنگ لایا یعنی اکثر اشخاص کو تعلیم علم کا شوق دلاتے ہیں
 اپنا وقت ہی دینیات کے پڑھانے میں بہت سافر فرماتے ہیں دم بحث کلام علوم کا
 دریابہ جاتا ہی۔ العالم اذا نکلم فوج بوج کلام مضمون اونہیں کی ذات پر صادق آتا ہی

کسی نحو کسی علم میں عاری نہیں۔ ہر علم میں دخل معقول ہونا بجز معنایت باری نہیں
 مسائل مشککہ معقول ہے اور نہ بروم تہ حضور می پایا معقول میں ہر دون دلیل
 آیت وحدیث کے کلام نہ کرنا اور نہ کا ایک قاعدہ کلی نظر آیا۔ اور نہ غیبت میں اکثر منطقی
 اپنے اپنے قیاس میں جو کے موافق صغرا سے ثنا اور کبر سے مع سے شکل بدیہی الاناج بنا کر
 دعویٰ توصیف کو ثابت کر دکھاتے ہیں آخر الامر نتیجہ نکالتے وقت یہ شعر زبان پر لاتے
 ہیں بحر کیا عجب ندر سہ علم میں اوس عالم کے شمس کے سبق شمس پہتا ہوا اگر فی الحال
 اور نہ نخل کمال سے ایک گل تازہ کھلا چمن فصاحت و بلاغت سے پھولا پھلایا بعض
 اوہون نے نسخہ باب و تاب موسوم یہ لکھ لیا باب المعروف بہ سرور القلوب فی ذکر الجبوب
 تالیف کیا ہے رنگ رنگ کے مضامین رنگین سے میدان بیان کو خجالت دہ باغ رضوان
 بنا دیا ہے۔ رنگین عبارت کی روش سے کھلا ہے کہ واقعی یہ کتاب عین گلستان ہے
 بلکہ کلمے و عظ و پند کی شگفتگی سے عین یقین ہوتا ہے کہ جواب گلستان ہے۔ لفظون
 میں ہزار ہا معنی مناسب رنگ رنگ کے پوشیدہ نظر آتے ہیں مردم دیدہ جنکے دیکھنے سے
 ہر دم تازگی پاتے ہیں ہزار ہا نکات علمیہ اور دقائق سے یہ کتاب بھری ہے گویا شجر علم کی
 کلی ہے اہل اسلام کی نظر میں ہر باب اسکا غیرت افزا ہے باب جنان ہے۔ اسکی ہر فصل پر ہر
 بلا میثاقہ فصل بہاری کا گمان ہے ہر اسے مطالعہ اوسکے بد اعتقاد و نیکے چمن طبع کے
 لیے سرسبز صحر ہے خوش اعتقاد و نیکے اوسکی سیر گلشن فردوس کی برابر ہے حاسدون کا
 غنچہ عیب بھی اسے دیکھ کر جیتا ہے۔ کل طبع میں صم و بکھار رنگ نظر آتا ہے ہریرے
 کیوں نہ پڑمردہ ہوں کلمہ مضامین عدد ۵۰۰ باغ حاسد کے لیے یاد خزانہ ہے یہ
 کسی مقام پر ایک قرینے سے بیان غفاری ہے۔ کسی جانے طریقے میں ذکر قمار سی ہے۔
 کہیں رزم۔ کہیں رزم۔ کہیں سراپا تخرید ہے ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اس علوشان اور شوکت بیان کے ساتھ ادا کیا ہے کہ ہر شخص کو متشابہ تفسیر ہے۔

غرض کہ ہزار ہا رنگ کے مطالبے یہ گلدستہ بنا رہی۔ اگر اسکے کل مضمون کو کل ہزارہ کہوں تو بجا ہے۔ ہر ایک حرف مفروضہ یعنی اکیلا سیاہی سے لکھا ہوا گل شبوکا ہمسرہ چھپ کی سلسلہ تحریر سے کہلتا ہے کہ یہ نسخہ رشک بنیستان سرا سر ہے۔ خوش و ضعیٰ سطور دال ہو رہی ہے کہ ہر سطر لکھی ہوئی بخاطر گلزار ہے۔ بین السطور کی اندازی بھی آبروریزانہا رہی۔ اول سے آخر تک یہ کتاب وسکے فکر سے مالا مال ہے درخت کائنات جسکے قدم کی بدولت نہال ہے یعنی شاخ طوباءے توحید اور میوہ شجر تجرید محبوب خدا اشرف الانبیاء محمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کل حال بطور مختصار مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں لکھا ہے غایت کمال اسی کو کہتے ہیں کہ دریا کو کوزی میں بہا رہی سبحان اللہ ثم سبحان اللہ ہر فقرہ درو در پڑھنے کے قابل اور سزاوار ہے عندلیب خامہ ہوش از خود فراموش کہ بھی اب اس آیت کریمہ کی تکرار بار بار ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

قطعہ تاریخ

ہو ہمیشہ ایسی سرور القلوب	کہ ممکن نہیں اسکا ہونا جواب
مضامین رنگین کی اوسمیں ہزار	ہو اس رنگ جسکا نہیں کچھ حساب
کہا دیکھ کر اوسکو ہاتھ نے یوں	گل خنسل دین ہو یہ گویا کتاب

قطعہ تاریخ وفات جناب میر علی اوسط علی رشک من تلامذہ
جناب شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی

شیخ سے حاصل ہو تلمیذ جنہیں	رشک کے ہمسرہ ہلاک ہوے
فوت ہوے رشک کہا ہوش نے	چھپے ہو رشک شعرا اب ہوے

قطعہ تاریخ وفات مخدومی جناب شیخ امیر الدین آزاد بریلوی مرحوم	جناب کرم جواز اوستھے
بہشت برین کا ہے آزاد ۱۲۸۷ھ	پیشال رضوان نے بڑھ کر کہا

قطعہ تارنج تولد پسر نیک اختر شیخ جمال الدین بریلوی	
ستر ہون رجب کو پیر کے دن	ایک ہوش جمال دین کے بیٹا
پیدا ہوا پس دم سیر یون	جس طرح صبح کا ستارا
اوس طفل کو اختیار جمالی	ہاتھ پڑ سال ہنکے بولا
قطعہ تارنج وفات جناب نواب مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی	
اسد اللہ خان غالب جب	سوے دار البقتا ہوے راہی
کہا ہاتھ نے ہوش اب موسیٰ وہ	اسد پیشہ سخن ۱۲ صبحی
قطعہ تارنج انطباع مشارق الانوار ترجمہ در مختار	
چپ اور تختار کا ترجمہ	مصنفہ مولوی محمد احسن صاحب نوتوی
تو مثل اوس کا عالم میں دیکھا نہیں	جو صدیقی مطبع میں اسطور کا
پس آئی ہر اک کو جب وہ کتاب	وہ پتھر کا گویا ہوا معجزا
قطعہ تارنج انطباع سرور القلوب فی ذکر الحبوب صلی اللہ علیہ وسلم	
مطبع جو نول کشور کا ہے	مطبوع فقیر و بادشاہ ہے
خاص اوس کا مقام طبع ای ہوش	لا ریب کہ لکھنؤ ہوا ہے
پتھر پڑین اس بچہ کے اوپر	اس چہا پے کو جو کہین برا ہے
طبع عہد یسان کا ہی جو نسخہ	وہ نسخہ کہ کیا بنا ہے
اس طبع حسان فزائین ہاتھ	یہ ذکر رسول کیا چھپا ہے
قطعہ تارنج وفات راجہ بھل حسین خان بہادر راجہ بھٹوہ مولک وودہ	
واسر تاکہ راجہ بھل حسین خان	تشریف لیکے جو سوے کشور بقا
تارنج کی تھی فکر کہ ای ہوش ناگمان	دل نے کہا بھل شہر بقا پڑا

قطعہ تاسیخ طبع دیوان عن قلم مع چیت رستور خاتمہ شمل مدح
 مطبع منشی نول کشور لکھنوی

حمد بیدار و رشتاے بیعداوس ناظم رباعی کائنات کو سزاوار اور زیبائے کجسبیت
 کوئین کو بسبب تفسیر مصرع قامت سرور عالم فخر بنی آدم احمد مجتبیٰ احمد مصطفیٰ اصلاً اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے شرف بخشا ہو اسی نے انسان کو طاقت گویائی دی ہو جسکی بدولت راہ گنج
 اسرار معانی شاعر و ن پر کھلی ہو ان اللہ تعالیٰ خلق کنسرا تحت العرش مفاہیج ہالہ
 الشعر اس قول کی دلیل ہوئی الواقع شاعری مشہور ہونے کی عمدہ سبیل ہو شعر

ہو زبان منہ میں مگر شہر و زمین بہر تازہ سخن | اپنی تلوار تو کاٹھی میں ہو جو ہر راہر

آن حضرات کی تعریف میں ہر فرد بشر کو سکتا ہو سوائے الشعر و تلامیذ الرحمن
 کے کیا کوئی کہہ سکتا ہو شعراے متقدمین میں جناب استاذ الامام غلام ہدانی
 مصحفی فن شاعری میں بڑے مشاق تھے شہرہ آفاق تھے نہایت کامل تھے سب سے بڑے
 بڑے ادنیٰ استاد کی تقلید تھے انکی زور و تلامذہ میں سے مسلمان نور خان بن صلابت خان
 متخلص بغافل احاطہ محمد فقیر خان گویا واقع لکھنؤ میں رہتے تھے واقعی خوب شعر کہتے تھے
 طبیعت ادنیٰ نہایت عالی تھی ادنیٰ کی نازک خیالی تھی انکے خلف الصدق
 میان جمہور خان اس پریس میں ملازم باوقار ہیں اپنی صناعی میں یکتاے روزگار ہیں
 ادنون نے ایک روز حال اپنے حسب نسب اور عالی خاندانی کا مالک مطبع سے بیان
 کیا اپنے والد ماجد کی زبان دانی کا نشان دیا مالک مطبع کو سنتے ہی کمال تاسف ہوا بسبب
 کم ہو جانے دیوان کے بحبت غدر جمہور خان کے کہ سے مالک مطبع نے تلاش کرنے کا حکم دیا
 کار پردازان مطبع نے بدقت تمام جا جاسچو کر کے کلام واقع الامم مجتمع کیا اور اب
 بفضلہ تعالیٰ دیوان مذکور ماہ جولائی ۱۳۰۶ عیسوی میں زیور انطباع ہو کر
 نور افزاے چشم نظر کیاں ہوا

<p>عقل کل کا ہر مذکرہ حجب ہوش دریائے فیض سے اونکے نام آخر نول کشور ہو اء وصف مطبع کا کیا بیان کیجے سمجھو وہ جس کا دل ہر پتھر کا ورق صاف کی تجلی سے منشی حنج پر ہر خط کہیں چپ ہوش اس مطبع گرامی میں چپ گیا ہر کلام غافل کیا</p>	<p>روبر و اونکی عقل و دانش کے جو کسی نے طلب کیا پایا تھا ازل سے ملا جو اونکو نوال ناطقہ بند ہر بیان سب کا دل اہل نظر جو ہر ایک سنگ گل صدر برگ کا ہوا دھوکا کاتبوں نے بیانی کی بے تشویش نسخہ کیمیا سے ہر وہ سوا دیکھ کر اوسکو بول وٹھا پٹھان</p>	<p>منشی باد و تار دان کا ہر سخاوت میں مثل حاتم کے قطرے پر بھی ہر حکم دریا کا کس بان سے ہوا اونکی طرح وٹنا ہر وہ مطبع طبع شاہ و گدا زرد کانپی نظر پڑی جسکو ورق آفتاب شرمایا ہر بیان کا جو نسخہ مطبوع اونکا دیوان جبکہ طبع ہوا</p>
--	---	--

قطعہ تاریخ و تقریظ محسن ہفت بند کاشی مصنفہ قاضی منشی
حیدر حسین اقم ساکن بریلی شہر کہنہ محلہ قاضی ٹولہ

بعد حمد و بیاد اور نعت بے حد کے ارباب سخن پر پوشیدہ نہ ہے کہ ناظم حقیقی نے رباعی
عالم میں ایسے ایسے مصرعہ برجستہ قامت موزون فرمائے جن کا حسن ظاہری و یکسر
حواس خمسہ باطنی ششدر نظر آئے حسن معنی اور کا خوبی میں مصرعہ آخر رباعی قرار
پایا آخر اس نے صدر بیت کی طرح آبرو میں ضرب المثل ہو کر نئی نئی ہیئت سے منہ دکھایا
کہیں مباحث جزئی و کلی میں اوسکی بدیہی طور پر نظر آئی کہیں مطلق قرآن کی تفسیر میں
صورت مطلوب پائی کہیں ہیولی و صورت کے بنان میں اوسکا وجود پایا کہیں فقط حدیث
کی تشریح و توضیح میں مقصود نظر آیا کہیں اشکال و دوار کے ذکر میں مرکوز دائرہ شہو بنا
(کہیں ایک مثال عقائد ہی کی شرح میں ملا کہیں حضوری و حصول کی تقریر میں حاصل
ہو کہیں محض مسائل فقہ کے اظہار میں شامل ہوا کہیں تشبیہ و معما کے بیان میں
پردہ خفا سے جلوہ نمائی کی کہیں صرف تو اہل صرف مذکرہ میں ہیئت صلی اور وضع حقیقی

دکھائی دی۔ غرضکہ نظم یا شعر کسی بخو کسی علم و فن یا مع و ذم کا بیان ہو اور میں جن معنی
 انسان جسے کمال انسانی کہتے ہیں نظر آتا ہے۔ عطار دہشتی حیرت بھی جسے دیکھ کر شرماتا ہے
 ایک فقط دہشتی حیرت پر کیا موقوف حقیقت میں انسان کل مخلوقات کی نسبت کمال جو
 سب اشرف ہوا اور افضل ہو اسی نوع انسانی میں کہ دم و خلیل موسیٰ و عیسیٰ علیہم التحیۃ
 والثناء پیدا ہوئے اسی لباس میں حبیب یزد پاک سزاوار خلعت لولا کہ ملک
 خلقت الا فلک ہویدا ہوئے شہر نہ ہوتے محمد نہ ہوتی کوئی شہ نہ یہ سب کچھ
 ہوا ہے بر اسے محمد بہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وصف کمال کا
 مذکور کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہونے کی کہانا ہے نظم محمد سر قدرت ہو کوئی رمز
 اوسکی کیا جانے بہ شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے بہ خدا و مصطفیٰ
 کی کنہ میں ادراک عاجز ہے محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفیٰ جانے بہ جناب علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی امت میں وہ وہ حضرات عالم شہود میں آئے جنکی بدولت مخلوقات نے ہزار
 گھر مقصود پائے یہ وہ امت ہے جس میں ہونے کی آرزو ملائکہ کرام و انبیاء علیہم السلام کو
 تا دم آخر رہی ہزار ہزار شکر پروردگار کا کہ یہ دولت ہم مسلمان بہائیوں کو ملی میریت
 امت میں مجھ دیکھ کے محبوب خدا کی ہوئے ہیں ملائکہ مری تقدیر کے صدقے
 بنجملہ کل امت یعنی فرقہ اسلامیہ کے آل و اطہار و اصحاب خیار علیہم السلام کو ملائکہ
 افضلیت سزاوار ہے اور نبین کا ہر ایک رازدار توحید حق سبحانہ تعالیٰ سے خبر دار ہے۔
 حضرت علی مرتضیٰ شیعہ خدا کرم اللہ وجہہ اہ منزلت نہایت دور ہے ایسے مقام پر زبان
 کلک و زبان طلبکار عجز و قصور ہے اور نبین کی شان میں کجگوئی بھی آیا ہے۔ واقعی بڑا
 مرتبہ پایا ہے شہر حرم محمد بنو جس قصر میں انسان کو دخل بہ فی الحقیقت وہی ایوان کا حیدر ہے در
 اونکی صحن میں ملاحسن کاشی نے ہفت بند تحریر فرما کے ایسا شمع کمال کو روشن کیا
 جسکی ہولے رشک نے چراغ نام آوری انوری بجا دیا۔ واہ واہ کیا کیا شعر ہون

کیے ہیں حسین ہزار ہا رنگ برنگ گل گل مضمون تازہ گلے ہیں۔ اسکی ہر بیت کا بیت فردوس
صلہ ہو ہفت بندہ نین گو یا باب ہفت جنت کما ہو۔ اسکی تضمین کے ضمن میں ایک
میرے شفیق بڑے لائق پسندیدہ افعال حمیدہ خصال شاعر خوش بیان شیریں زبان
سپہ حسن زیب و زین منشی قاضی حیدر حسین المتخلص آتم ابن منشی محمد حسن صدیقی مخفی
زمیندار مالگذار سرکار دولت مدار انگلشیہ ساکن شہر کنبہ بریلی نے ایسا جو ہر تیغ
کمال دکھایا جس سے روح ہلالی کا قافیہ تنگ نظر آیا سبحان اللہ عمدہ پیوند ہو کہ اصل
سے زیادہ دل پسند ہو۔ حسن مضامین کے روبرو آبرو سے مصرعہ ابرو سے ہوشان

گرد ہو فی الواقع چمن مسدس عالم میں فروزاں من الشعر الحکیم وان من البیان لسمرا۔
ایسے ہی اشعار و بیانات کی نسبت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہو ایسا عمدہ نادر ہدیہ پارس کب کسی کے ہاتھ آیا ہو اسکے میدانِ صف کو
طو کر نادر امکان بشری سے خارج نظر آتا ہو ناچار یہ حقیر سراپا تقصیر از خود فراموش
نیاز احمد خان ہوش بریلوی عفی عنہ اس آہ کو چھو کر سطحِ قطعہ تاریخ تصنیف چمن بانی لانا

قطعہ تاریخ

زبان جسکی نشاں میں پائی متا صر	چمن ہ لکھارا آتم نے فی الحال
کہا دل بنے چمن طرفہ نادر	اوسے نادر عجیب کہ بھرتہ تاریخ
قطعہ تاریخ تولد پر خور و ارجستہ	کردار شیخ حبیب اللہ صاحب تجارت

حبیب اللہ تجارت خوش خلق کو	حبیب اللہ یون ساز عشرت تو گل
پس دوسرا آٹھ شعبان کو	ہو واجب پڑا شادیاں نوں کا گل
کہا ہوش نے بادل ہوش سال	شگفتہ ہوا شادمانی کا گل

قطعہ تاریخ تعمیر مکان شیخ غلام حضرت بریلوی
یہ قصہ عجیب خوش نر ہے
کب اسکا نظیر دوسرا ہے

<p>کوئین کا نقش مدعا ہے یہ قصر حسین کوئی سما ہے اسکو کہ محل نشاط کا ہے خوش قطعہ مکان کیا بنا ہے</p>	<p>ہے نقش نگار سے یہ ظاہر ہو رفعت یہی کہہ رہی ہے بڑھ کر بنوایکے جب غلام حضرت تو ہوش سر و شغیب بولا</p>
<p>قطعہ تاسیخ تولد پسر جو دہری محمد سعید الدین بن حسین کثیرہ بزرگ متصل بدایوں و صنعت محیط اکمل ۹۶ آئینہ ہوید ایشوند</p>	
<p>جہانین تہنیت گویاں ہو گویا زمانہ بھی خوشی کا رنگ لایا غنا پر داریوں چو لگا ہوش حد ہر شے کی لیکر بے حجابا کیا چلے پر او کو قسمت نیا انداز جو ایک ہاتھ آیا</p>	<p>سعید الدین یس خوش تن کا دل صوفی بھی پایا مثل قمر نا نسیم انبساط ایسی چلی کچھ کہ ہو سال خوشی مجھ سے ہو یا دی بچانے میں ضرب پہلے بوانی کو کیا مضروب ہمتا</p>
<p>قطعہ تاسیخ انتقال بہاب اوستادی تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان بہادر اسپر لکھنوی دام اقبالہ</p>	
<p>ہوئے راہی سوئے دارا بقاجب سوئے نزا و ٹھاوین او نگیار جب کہا لکھ لے انہیں می ہوش تو اب جہکا دینا کہ ہو جائے ہو د ب</p>	<p>اسیر خوش سیر خوش ضلع خوش فکر تو بات فتنے برائے سال بہیات مکر رنگے دوا و نگلی کی پورے رہن باقی جو دوا و نکا سر کبر</p>
<p>قطعہ تاسیخ انتقال منشی سید شکار ضلع پبلی بھیت اور اود منشی شہناز اللہ ڈیٹی کلکٹر ضلع ایٹہ</p>	
<p>گئے دار فساد سے وادیل</p>	<p>جب مسیح اللہ سوئے ملک بقتا</p>

تھی دوشنبہ کو چارم ذیقعد
پہل جوانی سے پہلے ہوا حصول
علم و جوہر کا باغ ہے افسوس
روح رنگین جو ادنیٰ رضوان سے

کہ پیر کو پسر کا داغ ملا
کٹ گیا نخل زندگانی کا
کچھ نہ اسی ہوش نگہ پر آیا
داخل خلد کی یہ سال کہا

قطعہ تاریخ تولد فرزند میان الحق صاحب کمبہ میر مکت

میان الحق کا فرزند دلبند
سروش غیب بولا اس طرح ہوش
ہوا جلوہ فلن جب صورت ماہ
گل نخل تنباوہ کی لاداہ

قطعہ تاریخ سال خستہ تمام افادہ بے باب الشاؤہ مولف
مولوی مجیب اللہ صاحب مجیب وکیل عدالت درجہ اول
ریاست حیدر آباد دکن

کیا خوب ہی یہ ترجمہ باب شہادت
کتے ہیں افادہ بے باب شہادت
دیکھا جو اسے ہوش نے بولایہ کمال
ذی جوہر و ذیقعد و سخن بنج شکراب
ہر لفظ ہی اس کا فلک حسن کا کوکب
کیا شاہدی معنی تو افادہ ہے ہر تلب

قطعہ تاریخ تعمیر دروازہ مکان منشی جمال الدین صاحب کپلریوی
ہوا تعمیر دروازہ نیایہ
سر دولت ملا کر کہدے اسی ہوش
کسی خوبی کی کب اس میں کمی ہے
در فیض جمال الدین یہی ہے

قطعہ تاریخ درگاہ و مسجد شاہ جمال الدین

اب شاہ جمال دین کی درگاہ
مسجد نے بھی پائی ہو وہ زینت
اسی ہوش عجب ہو نور پسلا
کیا از سر نو نئی ہوئی ہے
جو بیت حرم سے مل گئی ہے
درگاہ کی شان ایزدی ہے
بس باب سے فیض سرمدی ہے

بالتف وہ فقط نہیں منور

قطعہ تاریخ وفات جناب الدہ معتمد جنگ ساکن حیدر آباد وکن	قطعہ تاریخ وفات جناب الدہ معتمد جنگ ساکن حیدر آباد وکن
جانب دار بخت کی رحلت جو ہوئیں اس جہان سے رخصت ہوئے اسی دن سے زینت جنت	معتمد جنگ کی جب والدہ نے روز یک شنبہ تھی رجب کی دہم ہوش نے باسر جہان یہ کہا
صاحب غلقدار وریس ضلع بلی بھیت	قطعہ تاریخ انتقال سپہنیا امام الدین خان صاحب غلقدار وریس ضلع بلی بھیت
موادم بھرمین کی راہ عدم طر خلیل الدین کے جنت کو پہنچے	جوان بیٹا امام الدین حسان کا کہا سریت کر ہاتھ اسی ہوش
کیا کیے جو صدے دل احباب پہ گزے	قطعہ تاریخ وفات پسر مولوی محفوظ علی صاحب ساکن بیٹوی ضلع لکھنؤ بریلوی محفوظ علی کا جو ہوا تحت جگر فوت
احمد کو نہ یہ داغ آئی لے کدے	از روالم سال وفات اسکا تو اسی ہوش
کہ تہیں پہلے سے فردوسی وہ شہور ہوئیں زیر زمین جا کر چوستور ہوئیں اب جلتے ہی جنت میں لو حور	قطعہ تاریخ وفات اہلیہ منشی جمال الدین صاحب وکیل بریلوی جمال الدین کی بی بی تہیں بڑی نیک محرم کی تھی ہر طرف پیر کا دن بڑا ہاتھ نے بہر سال دی ہوش
تو گھر گھر ہوا شور و شہیونیا امیر حسن خان کو صدمہ ہوا سرزاری وشیون و غم لیا	قطعہ تاریخ انتقال نواب علیجان خان نائب ریاست محمود آباد ملک اف وہ علیجان خان جب جہان سے اٹھے ریاست کے کاموں میں آیا خلل دس سال ہاتھ نے اس وقت ہوش
تو دادا نے براہ سخاوت کی طر یہ کدے کہ وہ اخیستہ نیک ہو	قطعہ تاریخ تولد بر خور دار ممتاز احمد ابن شیخ غلام مصطفیٰ بریلوی جو ممتاز احمد کے بیٹا ہوا دس سال میلاد کیا فکر ہوش

قطعه تاریخ مکان شیخ تنہا اللہ صاحب بریلوی

تنہا اللہ نے فضل خدا سے بنایا ہے مکان نادر و خوب

سند آیا ہے جو ہر ایک کو خوب ہوا ہر سال اسی سے دیکھو مرغوب

قطعه تاریخ کتاب مصنف عنایت احمد صاحب کوشمہ جمال پروردہ عبرت

سننے ہی اقوال بے معنی کو ہوش فکر و ذکر نے لگا ہر اک ادیب

بول اوٹھا اسکا مصنف بہر سال پروردہ عبرت میں نور و عجب

قطعه تاریخ وفات لوی حافظ نواب عبدالعزیز خان عزیز بریلوی کہ فی البدیہہ کفایت

عزیز مصر سخن چلے دیے عیدم جول تو بیچ و غم ہوا اتنا شمار جسکا نہیں

برائے سال تو ای ہوش پہلے مصر سے مشا و شرط کہ ہوت کام اسکا نہیں

قطعه تاریخ تعمیر بنگلہ نواب نظیر حسن خان صاحب بریلوی

نظیر حسن خان نے فضل خدا سے بنایا ہی بنگلہ بہت دل پذیر

پن سال ای ہوش جو فکر کی کہا دل نے بنگلہ ہے پہلے نظیر

نظیر حسن خان نے فضل خدا سے بنایا ہے بنگلہ بہت دلکش

پن سال ہاتھ سے پوچھا جو ہوش کہا خوب بمثل بنگلہ ہوا

قطعه تاریخ وفات قادری بیگم زوجہ نواب اختر حسین خان بریلوی

قادری بیگم نے ہو کر فوت اب ہر اقرار کو بتادی غم کی راہ

سال کہ ای ہوش زردے بکا قادری بیگم سد پار ہی حیلہ آہ

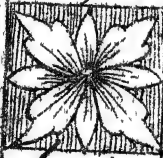
قطعه تاریخ تعمیر مسجد کعبہ از سر نو بفراہین مولوی علی احمد صاحب

جو احمدیہ خان نے زرا وٹا کر بنایا اس کعبہ مسجد کو کیا ہے

برائے سال تو ای ہوش کہہ دے خدا کا گھر نئے سرے سے بنایا ہے

غزلیات فارسی

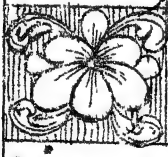
مهر تابان از من بر لب زار است	شمار بر بزم در چمن زار و قنار است
آه آتشبار منجیب ز دل کو	بچو من دل عاشق بیمار است
از پئے قتل کش تیغ از نیام	کافی ای جان بر دے خدار است
ز گس شملات مست از چشم تو	ز گس بسیار هم بیمار است
ظلم تو کردی مرا کردی برون	باغ رضوان اے پری سگار است



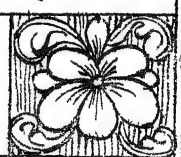
ناله سحر کرد هر کس گوشش کرد
 هوشش در دافتر اہم اشعار است



سر بر زمین نهاد و در سجده باز کرد	در مہد طفل اشک خیال نثار کرد
از خواب ناز یار بپاشد قیامت	بر لبست چشم را و در فتنہ باز کرد
کیف نگاہ مست بتان سوخت جان ما	کار سموم طرفہ می ستانہ ساز کرد
ماہ تمام حرف تعلی چسان زند	پیش تو مہر دست طلب ادران کرد
گشتند مردگان ہمہ زندہ بروز حشر	کار سیج آن دم شمشیر باز کرد
سر خدا نہ بود اگر آن دہان تنگ	عقل این چہ راہ عجز در افشار باز کرد



لے ہوش خاک پاے بتان ہست کیمیا
 زمین روز مال و جاہ مرا بے نیاز کرد



بخدمت خلعت بو تراب و شیر خدا	شہید خنجر حور و ستم بدست جفا
پس نیاز یہ کشوف راے عالی ہو	کہ اس غیف کی تنخواہ کی بجالی ہو
اگر بمقصد دلخواہ پونچے یہ بندہ	چہ ہائے عرضی نقرہ بسالی آئندہ



خوش ہوش کہ اب طول کا نہیں ہو مقام



بروج سبط پیغمبر دروہ اور سلام

رقعہ بہ تقریب شادی کتختہ ای مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی

یہ ہر فیض محاسب لطف یزدان
بیان شادابی عالم کا باعث
کہ ہے اس ماہ کی چھ بیسویں کو
اویسی شب محفل میلاد حضرت
ادا اہل حرم کی رسم کرنا
لذا متمسک اجاب سے ہوں
ثواب و خیرہ صادق ہوں نیکو نکر

کہ ہر سب سے عالم کا گلستان
کیا اس طرح دل نے ہو کے خندان
مقرر شادی احمد رضا خان
مقرر ہے کہ تا حظ ہود و چندان
ہمیشہ ہر شعرا اہل ایمان
کرم فرمائی ہے عین حسان
ثواب حسان میں جسد ہو پہنان

رقعہ بہ تقریب شادی کتختہ ای سلطان حسن خان کمبوہ بریلوی

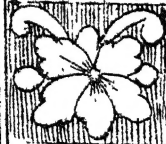
ہر شادی سلطان حسن فضل خدا سے
ہر دور گستاخ کی برستی ہر مسرت
پنکھا پڑی تفریح ہے دامان بشاشت
ہر بزم طرب فرشتے مانے میں سر سر
ہر خطر کہ چہرے کا خوشی کے ہی پسینا
سہرا ہی بنا سلسلہ عیش مسرت
سب از طرب جمع ہیں اب تمام جہان میں
دو جلے مقرر کیے تا دونی مسرت
ذیقعد کی ہیں چو دھوین پندرہویں جلے
پندرہویں کو جلے جو برات آپ بھی ہمراہ
زمینت دہ محفل ہوں ہر شام سے ہر شب

خود غنچہ رول واسے نہیں کام صبا سے
باہر ہوئے جاتے ہیں گل باغ قبا سے
پلٹیں گل عشرت کے ہیں مریو ظہوا سے
خال میں بخت ہو کہیں بڑھکے سہا سے
رنگت مری عشرت ہو سوارنگ حنا سے
باقی نہیں شادی بھی عروسیانہ اداسے
بونغمے کی آئی خم گردون کی صدا سے
اجباب عزا کو لے لطف حنا سے
تشریف جولا میں تو نہیں دے عطا سے
تازیاب بڑھے جلوہ نقش کف پا سے
امید ہے لطف دکر مہ اہل دلا سے

سہرہ بہ تقریب شادی کتھانی یار محمد خان خلع محمد نور خان
کامدار ریاست گلشن آباد عرف حباورہ

ہی بندہ یار محمد کے جو سر پر سہرہ
شکر حق کیون نہ جالائیں بندہ جگمیں
شمع کمتی ہر کہ بمثل نہ کیونکر ہو یہ جشن
دائرہ چرخ کا دیتا ہی ہی آج صدا
مشرعی نے کے شادی کے ترانے آغاز
ہے جو تار نگہ اہل تماشا کا ہجوم
مضطرب مہر کا پنچہ ہو اسی باعث سے
جنبش باد صبا سے نہیں لہراتے ہیں پل
سب پر آئینہ ہو صاف رسی مصحف ہے یہی
داع کہانے گل خورشید کیوں ای وامن
یہی ثابت ہو مضائقہ نوشاہ سے صاف
سر پر نوشاہ کے دیکھا تو ہر اک بول اوتا
جلو ہنسنے گل مہر ہر اک پھول ہو صاف
اقربا اور احباب ہیں نوشاہ کے شاد

آج ہی پنچہ خورشید کا ہمسرہ
حضرت نور خان فرزند کے سر پر سہرہ
سر سے نواب کے باندہا سہرہ چھو اگر سہرہ
لو مبارک ہو زمانے میں یہ پرز سہرہ
زہرہ گائی دف مہر کے برابر سہرہ
کیا ہی طرہ ہے نیا سہرہ کے اوپر سہرہ
گلشن آباد میں کیوں پہنچا نہنگ سہرہ
نہر میں حسن کی ہوتا ہو شاد سہرہ
واہ دو نو کا ہے ہمارا زمعت سہرہ
گوند ہا ہر گل چین حسن سے چنکر سہرہ
رکتا ہے سورہ وائس کو از بر سہرہ
آج رکتا ہے مگر بخت سکندر سہرہ
کیوں نہ محبوب ہوں پھر دیکھے اختر سہرہ
یا الہی یہ مبارک ہو ہر اک پر سہرہ



ہر جگہ ہر گل مضمون مسلسل کی بہت
ہوش ہر بیت ہے سہری سراسر سہرہ



رقعہ بطلب جبار بانی سلام علی خان مخلصی بریلوی

بست و چارم سے بزم ہے آغاز
دو نو دن کیجئے دم رنج

بست و پنجہ کو اس پہننے کی
ہو مہر جو شادی بندہ

رقمہ بطلب جبار بانی ثواب حامد علی خان عرف جی میان
عزیزی نجفی پریلوی

ہو معتد رسوے کو نہ تہا
شام سے تشریف لا کیجیے
نصف میلاد شاہ مجروح
بندہ کو مرہون جان سرسبز

چستان

چیت آن گل بگلشن عالم
نیر سایہ کند چون جایش
کہ گر ما شود تر و تازہ
نظر آمد بحشم پر مرد
ہوش این چستان رقم کردہ

ابیات ملح نامہ سام

ہزار شکر کہ اب اوج پر ہی بخت رسا
مجھے سکندر ثانی بختی ہے مخلوق
تسم نصیب دیا گیا تیرا سرفراز
پڑا ہوا ہے بہت آج کل مرارتیا
چشمہ غل غل نظر آتا ہے محفل جم کا
نہ کوئی جانتا حاتم کو ایسے ہی اہل سخا
سب سے ہی ہونے میں ساری خلق خدا
تو شکل آئینہ باطن صفا ہوا میرا
کہا مقام تیرا حسین یہ ہے اصلا

وہ مرتبہ او نہیں اللہ نے نیا ہو خطا

کینز دولت و شمت ہوئی ہو بے دلتا
ہر ایک چین سے سوتا ہو عہد دولتین
ہر ایک علم میں معقول دست قدرت ہی
نہ نقش پا جو ہر اک آسنہ سکندر کا
جلال کہتے ہیں جسکو غلام ہے گمراہ
نہیں ہر اینین طہین کا گل کو بھی کھٹکا
ہر ایک فن کو ہوئی عقل دور بین جلا

